

# کلیاتِ بابی باللہ

یعنی

مجموعہ کلام و رسائل و ملفوظات و مکتوبات

۷۷

مرتبہ

مولانا ابوالحسن زید فاروقی صاحب نقشبندی بوی

ڈاکٹر مہربان احمد فاروقی ایم۔ اے۔ پی۔ ایچ ڈی (علیگ)

باعانت محکمہ اوقاف مغربی پاکستان

ناشران

ملک دین محمد انیسٹریشیا سرائے منزل بل وڈ لاہور



بیت سماع ۱۳۵ حدیث فان ذکر فی فی نفسه الخ کا ~~مطلب~~ مطلب ص ۸۲

۱۸۸- اولیائی تحت قبا ئی لایو فمغیری - اللہ است

۱۵۰- سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہ فرستادہ اکم جامع

۱۵۰- در کسوت بشریت در آید است صلی اللہ علیہ وسلم

۱۶۰- کلام حلفت بچہ مقبوس از شکوۃ نبوی

۱۶۲- نخلی از اخلاق الہیہ و تحقق گشت

۱۷۳- محمد احمد بلا میم ست اورا باخا کیاں نسبت

۲۰۸- لغت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم

۲۱۲- زمین بوم سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم



# کلیاتِ بانی باللہ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

یعنی

مجموعہ کلام و رسائل و ملفوظات و مکتوبات

مرتبہ

مولانا ابوالحسن زید فاروقی صاحب نقشبندی مجددی

ڈاکٹر برہان احمد فاروقی ایم۔ اے۔ پی۔ ایچ۔ ڈی (علیگ)

بہ عانت محکمہ اوقاف مغربی پاکستان

ناشران

ملک دین محمد اینڈ سنز اشاعت منزل نل وڈ لاہور



طابع \_\_\_\_\_ ملک محمد عارف

ناشران \_\_\_\_\_ ملک دین محمد اینڈ سنز

بہ اعانت

محکمہ اوقاف مغربی پاکستان

مقام اشاعت \_\_\_\_\_ اشاعت منزل، ہل روڈ، لاہور

مطبوعہ \_\_\_\_\_ دین محمدی پریس، لاہور

قیمت \_\_\_\_\_ دس روپے ستر پیسے ہلا جلد

قیمت مجلد ~~دس~~ روپے ۱۵۰۰



# فہرس

۱	دیس پاچہ
۷	مقدمہ
۱۷	مختصر احوال
۴۹	ملفوظات
۱۴۵	مکتوبات
۱۴۷	رسائل
۱۴۹	۱۔ در بیان حقیقت نماز
۱۵۰	۲۔ صورت نماز
۱۵۱	۳۔ مختصر بیان توحید
۱۵۵	۴۔ معنی اَعُوذُ
۱۵۹	۵۔ معنی بِسْمِ اللّٰهِ وَسُورَةُ فَاتِحَةِ
۱۶۴	۶۔ بیان سُورَةِ الشَّمْسِ
۱۶۵	۷۔ بیان سُورَةِ الْاٰخِلَاصِ
۱۶۷	۸۔ بیان سُورَةِ الْفَلَقِ
۱۶۹	۹۔ بیان سُورَةِ النَّاسِ
۱۶۹	۱۰۔ ترجمہ دُعائے قنوت
۱۶۹	۱۱۔ بیان آیہ وَهُوَ مَعَكُمْ آیہ اٰیْمَانُوْا لَوْ فِیْكُمْ وَجْهٌ لِلّٰهِ



ل - رساله در شرح ربا عیات موسومہ بسلسلۃ الاعراض

۴ - مجموعہ کلام

۱ - مثنوی قبل از زمان درویشی

ب - مثنوی گنج فقر

ج - ساقی نامہ

د - سلسلہ پیران طریقت

ه - تاریخ تولد ہر دو پسران مبارک

و - تاریخ تولد خواجہ محمد عبداللہ

ز - ربا عیات، فردہا



# مقدمہ

(محمد عبد المجید ریوانی ریسیرچ سکالرشپ تعلیم و مطبوعات نمکہ اوقات حکومت مغربی پاکستان ہونے)

یوں تو کسی بھی مصنف کی شری یا شعری تخلیقات کا جائزہ لینا کچھ آسان نہیں ہوتا لیکن مشکل اور بھی بڑھ جاتی ہے جب صاحب تخلیق ایک آگاہ راز سالک، ایک باعمل صوفی اور ایک صاحب مقام ولی و بزرگ دین بھی ہو۔ اور پھر یہ وادی سراپا خار زار بن جاتی ہے جب تبصرہ نگار یہ بھی ان ہونے کے علاوہ تروا من رُوسیاہ بھی ہو اور تروا منی بھی وہ نہیں کہ عوامن پوڑ دیں تو فرشتے وضو کریں۔ بلکہ وہ کہ ذوق عصیاں ہی سرمایہ زلیست اور متاع حیات ہو۔

دریائے معاصی تنک آبی سے ہوا خشک

میرا سر دامن بھی ابھی تر نہ ہوا کھتا

پس خواجہ باقی باللہ علیہ رحمت کی تخلیقات کے بارے میں ہماری خامہ فرسائی گویا جگہ مناسبتی کا اہتمام ہے۔ اہل جرح کی ناوک اندازیاں ہو گئی اور ہمارا دل داغدار کہ زخم کھانا اور لذت اٹھانا ہی جس کا منتہائے مقصود ہے۔ کیوں نہ ہوں ہدف ناوک بیداد کہ ہم آپ اٹھا لاتے ہیں گرتیر خطا ہوتا ہے

حق تو یہ ہے کہ حضرت خواجہ کی تمام شعری و نثری تحریروں کا پوڑ ایک جگہ میں بھی پیش کیا جاسکتا ہے کہ بیانیہ توحید باری تعالیٰ ہی ان کے کلام میں جاری و ساری ہے۔ "اسی ایک گل خوش رنگ کا مضمون ہے جسے انہوں نے سو نہیں ہزار ڈھنگ سے باندھا ہے۔ ہر لحظہ ہے مومن کی نئی آن نئی شان

لیکن میں نے ذوق حضوری کی خاطر اس حکایت لذت کو ایک حد تک طول دے دیا ہے۔

حضرت خواجہ کے نگارشات کا جائزہ تنقید و تبصرہ کے عام اصولوں کے تحت لینے کی کوشش سوار ادب ہے۔ جہاں مصنف کا مقصد تحریر نہ ہو کہ فصاحت و بلاغت کے دریا بہائے جہاں، انشا پر داندی کے چوہے



دکھائے جائیں، نازک خیالیوں اور رنگیں بیانیوں سے ذہنوں کو مخطوط و پراگمختہ کیا جائے۔ بلکہ اس کے برعکس جہاں تشرکے ساتھ شعر کو بھی قصداً ذریعہ ابلاغ ٹھہرایا جائے۔ اور جہاں تحریر ایک خاص اور واضح مقصد کی حامل ہو اور مقصد بھی خالص دینی و مذہبی ہو وہاں نظم و نثر کو جانچنے کے فنی اصول اور تنقیدی پیمانے کہاں ساتھ دے سکتے ہیں۔ جہاں صریح خامہ نوائے سروسش اور ندائے غیب کا درجہ رکھتی ہو وہاں تبصرہ و جرح کا کیا کام؟ جہاں ہر لفظ پر ایک بھرپور شخصیت کی جھلک آنکھوں کو خیرہ کر رہی ہو وہاں حسن تحریر اور حسن بیان کی حیثیت تو ناٹوی بھی نہیں رہ جاتی۔ وہاں تو نگاہیں اسی عکس روح پرور کے خدو خال متعین کرتی رہ جاتی ہیں اور نظارہ جمال کی فرصت بھی میسر نہیں آنے پاتی۔

نظارہ جمال کی فرصت کہاں ملی محفل کا اُن کی جاہ و چشم دیکھتے رہے

پس حضرت خواجہ کی نظم و نثر کا ذکر آپ کی حیاتِ بابرکات سے علیحدہ طور پر نہیں کیا جاسکتا کہ یہ کثرت اسی وحدت میں جلوہ فگن ہے (اور شاید یہی جدید تنقید کا بنیادی تقاضا بھی ہے) بہر حال کیسے کہا "کے بجائے کیا کہا" ہمارا اصل موضوع ہے۔

حضرت خواجہ کے حالات و سوانح پر مشتمل کوئی مکمل یا باقاعدہ کتاب ہماری نظر سے نہیں گزری ہوگی بہت سی کتابوں میں آپ کا ذکر ملتا ہے لیکن ایک آدھ صفحہ یا زیادہ سے زیادہ ایک باب کی صورت میں مثلاً خواجگان نقشبندیہ کوئی تذکرہ ہے تو اس میں خواجہ کا ذکر جزواً آجانا ہے، اولیائے کرام پر کوئی تصنیف ہے تو وہاں آپ کا نام مل جائے گا۔ زیادہ تر آپ کا ذکر ان مقالوں، رسالوں یا کتابوں میں ہے جو حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی کے بارے میں لکھی گئی ہیں۔ مرتب کلیات نے زید ابوالخیر کی سوانح باقی باللہ کا حوالہ دیا ہے لیکن لاہور کی کسی لائبریری میں کم سے کم وہ مجھے دستیاب نہ ہو سکی ممکن ہے اس میں سوانح نگاری کا حق ادا کر دیا گیا ہو لیکن اس میں سے جس قدر حوالے مرتب نے دیئے ہیں ان سے یہی اندازہ ہوتا ہے کہ اس قدر مواد تو شاید شیخ اکرام کی تصنیف "رو و کوثر" میں بھی موجود ہے حالانکہ وہاں بھی خواجہ کا ذکر صرف ایک باب میں ہی کیا گیا ہے۔ بہر حال دو ہفتے کے اندر اندر جس قدر معلومات حاصل ہو سکی ہیں انہی کی روشنی میں یہ مقدمہ ترتیب دیا گیا ہے اگرچہ میری جہالت و نادانی کی تاریکی میں یہ روشنی مدھم ضرور پڑ گئی ہوگی۔

نام و ولدیت | آپ کا اسم گرامی محمد الباقی تھا۔ والد ماجد کا نام قاضی عبدالسلام مہر قندی بتایا



گیا ہے اور بعض جگہ قریشی کا لفظ بھی آخر میں لکھا ہوا ہے۔ اکثر وقت آہ و بکا میں گزرتا تھا جس سے خود ان کا صاحب حال ہونا بالکل عیاں ہے۔

یہ عنوان قائم کرتے ہوئے مجھے ندامت سی محسوس ہو رہی ہے۔ نہیں معلوم کہ کسی صاحب نسب کمال کا تذکرہ اس کے نسب و نسل کے بغیر نامکمل کیوں تصور کیا جاتا ہے۔ حالانکہ اس کی عظمت و فضیلت، کسب کمال کی مرثون منت ہوتی ہے نہ کہ نسب کی؟ یہ عنوان مجبوراً اس لئے قائم کیا گیا ہے کہ مرتب کلیات نے اس پر خاص طور پر بحث کی ہے اور لطف یہ ہے کہ آخر میں خود ہی جاتی کا یہ شعر بھی نقل کر دیا ہے۔

بندۂ عشق شدی ترک نسب کن جاتی

کہ دیں راہ فلاں ابن فلاں چیزے نیست

بہر حال ثابت یہ کرنے کی کوشش کی گئی ہے کہ خواجہ صاحب سید نہیں تھے بلکہ ترک تھے کیونکہ آپ کے والد قوم خلج سے تھے جو ایک تحقیق کے مطابق ترک قوم کی ایک شاخ ہے اور دوسرے دعوے کی رو سے افغان قوم کی ایک شاخ ہے اور خلیجی اسی سے مشتق ہے۔ یوں لفظ خلج خود ہی خلیجان میں بڑ گیا تو پھر ترک و افغان کا فیصلہ کیونکر کیا جائے؟ اس ضمن میں خواجہ کے وہ اشعار بطور سند پیش کئے گئے ہیں، جو آپ نے اپنے فرزند کی ولادت پر کہے ہیں۔

شکر ہندی و گل ترک زاد

گل شکرے بوالعجبے دست داد

شد شکر آلودہ ہندوستان

بلکہ ز کشمیر گل زعفران

در اصل یہ جو استعارہ و تشبیہ کی زبان میں باتیں ہو رہی ہیں، ولادت فرزند پر اظہار مسرت کے طور پر ہیں، ورنہ خواجہ کا مقصد اپنے حسب نسب کی نشاندہی کرنا نہیں ہے۔ کہ یوں تو پھر مادیت سے گزر کر حقیقت تک رسائی اور نفس سے خالی ہو کر حق میں زندہ و باقی رہنے کے تمام دعوے باطل ہو کر رہ جاتے ہیں۔ یہ تو عجیب تضاد ہو گا کہ ایک طرف تو اس فرمان کو مشعل راہ بنانے کی تلقین کی جائے کہ تم میں وہی برگزیدہ ہے جس کے اعمال اچھے ہیں۔ اور دوسری طرف خلیجی و ترک زاد ہونے پر اظہار فخر کیا جائے، اگر کہیں ان کا سبط سادات ہونا ثابت ہوتا بھی ہے تو وہاں یہ بحث چھیڑ دی گئی ہے کہ سبط نعرہ میں نواسے کو کہتے ہیں پوتے کو نہیں کہتے۔ یہ نہ تصور کیا جائے کہ راقم کو خواجہ کے سید ہونے پر اصرار ہے بلکہ مقصود یہ جملانا ہے کہ ہمارے نزدیک یہ بحث ہی سرے سے بیکار اور غیر مفید ہے اور خود ان صوفیاء کی تعلیمات کے منافی ہے



جن کی زندگیاں انہی بُتانِ رنگ و خون کو توڑنے میں صرف ہو گئیں۔

**لقب** باقی باللہ حضرت خواجہ کا لقب ہی کہنا چاہیے۔ اور یہ اس لئے ہوا کہ آپ کو اتبلع کامل کی بدلت بجز حق سبحانہ تعالیٰ اور کوئی مطلب ہی نہ تھا پس باقی باللہ کہلاتے۔ اس کے علاوہ آپ کو پیرنگ بھی کہا جاتا ہے معلوم نہیں کیوں ممکن ہے اس کی وجہ وہ عاجزی اور انکساری ہو جو آپ کی ذات میں بدرجہ اتم پائی جاتی تھی۔

**ولادت و وفات** حضرت خواجہ کا سال ولادت ۹۷۱ھ مطابق ۱۵۶۳ء ہے۔ اور یہی سال ولادت آپ کے عظیم المرتبت مرید و خلیفہ امام ربانی حضرت احمد رضا ندوی مجدد الف ثانی کا بھی ہے۔ اللہ اللہ کیا اتصالِ روحانی ہے۔ تیرے جلوں کو دیکھیں اور مرے دل کی طرف دیکھیں

کہاں ہیں اتصالِ موج و ساحل دیکھنے والے

سال وفات ۱۰۱۲ ہجری یعنی ۱۶۰۳ء ہے۔ گویا کل مدتِ حیات کم و بیش چالیس برس اور بس

ایک رہائی میں بڑے لطیف پیرائے میں اس کی طرف اشارہ بھی کیا ہے۔

صحرائیں زبیل حذر کن کہ آستیں ترمی کنم بہ گریہ و افشردہ می روم  
آں گلبنم بہ بارغ تو کز یک نسیم لطف نشگفتہ ام ہنوز کہ پژمرده می روم

**تعلیم و تربیت** خواجہ کو ابتدا ہی سے حصولِ علم کا شوق بحد جنون تھا چنانچہ حصولِ علم کی منزلیں بڑی تیزی سے طے کرنے لگے۔ لیکن ایک مجذوب نے ایک دن بڑے معنی خیز

انداز میں یہ کہہ کر کہہ دیا کہ تو ایسا نیک وید خدا را

آئینہ دل میں کہ کتابیہ یہ ازیں نیست

آپ کی دنیا ہی بدل ڈالی۔ اب آئینہ دل کو دیکھنے کی دھن سوا ہو گئی، اور بنجانے کہاں کہاں لئے پھرتی رہی، ایک بقیہ راہی تھی کہ چین نہ لینے دیتی تھی۔

بار بار اس کے در پہ جاتا ہوں حالت اب اضطراب کی سی ہے

کتنے ہی بزرگوں کے آستانوں پہ حاضری دی۔ اور کتنی ہی بشارتوں سے سرفراز ہوئے۔ اور آئینہ



دل کو اتنی جلادی کہ حقیقت کا صحیح عکس اس میں نظر آنے لگا جو دیکھتے ہیں۔ ہر گاہ ملا متے می رسد  
در خود می نگریم و یک بد صفتے در خود می یابیم و ایں اشارت را موعظہ غیبی میدانیم۔ اللہ اللہ کیا مقام  
ہے اور کیا آگاہی! اسی خیال کو ظفر نے یوں شعر کا جامہ پہنا دیا ہے۔

نہ تھی حال کی جب ہمیں اپنے خبر رہے دیکھتے اوروں کے عجیب و سہز  
پڑی اپنی برائیوں پر جو طشہ تو نگاہ میں کوئی بُرا نہ رہا  
نزہت کے سلسلے میں متعدد بزرگوں سے فیض حاصل کیا۔ مکتوبات میں فرداُس کے نام گنوئے  
ہیں لیکن اس ضمن میں ان کی یہ تحریر ملاحظہ ہو :

..... پیرو سہ است، پیرو خرقہ، پیرو تعلیم، پیرو صحبت.....  
اگر کسی از پیرو صحبت بہ راہ صحبت بکمال رسیدہ باشد اور ابہ پیرو تعلیم کہ تلقین ذکر  
از دیگر و حاجت نبود، مثلاً شخصے کہ منزل رسید بعد ازاں اور اباسپ  
خریدن حاجت نباشد؟

اسی لکھن میں سفر و سیاحت کے دوران کہا جاتا ہے کہ خواجہ بہا الدین نقشبند عالم از خود  
رفتگی میں سامنے آئے اور خواجہ صاحب نے ان سے فیض روحانی حاصل کیا۔ یوں بظاہر اگرچہ تعلیم  
ادھوری رہی لیکن یہ ادھوری ہے تو پھر پوری کسے کہتے ہیں!

ماد اللہ کے صوفی درویش خواجہ امکنگی نے عالم خواب میں کہا :

**خلافت**

”ہماری آنکھ تمھاری راہ پر لگی ہے۔“

اور اٹھنوں نے خلیفہ بنا کر آپ کو ہندوستان بھیجا۔ اسی خرقہ خلافت کو حاصل کرنے کے لیے  
بعض مریدوں کی عمریں گزر جاتی ہیں اور ایک وہ ہوتے ہیں کہ خود پیر و مرشد ان کا انتظار کیا کرتے  
ہیں۔ بعینہ یہ صورت خود خواجہ باقی باللہ اور حضرت مجدد کی پیری و مریدی اور عطا شدہ خرقہ  
خلافت کی تھی کہ خلافت عادت خواجہ نے حضرت مجدد کو اپنے ہاں قیام کی دعوت دی،  
اور پھر اور بھی زیادہ خلافت معمول استخارہ کیے بغیر ان کو مرید کیا۔ اور سلوک کی منزلیں دو اڑھائی  
ماہ میں طے کرا دیں۔ اور اس کا اعتراف بکمال عقیدت حضرت مجدد نے خود بھی کیا ہے۔



## ورودِ ہند

حضرت خواجہ کی چہل سالہ حیات بابرکت کا متمم بالشان واقعہ ان کا سرزمین ہند میں تشریف لانا ہے۔ اور سچ تو یہ ہے کہ انہیں یہاں خاص طور پر بھیجا گیا تھا۔ ہماری مراد اس بشارت و اشارت سے ہے جو حضرت خواجہ کو ہندوستان آنے کے سلسلہ میں ہوئی تھی۔ ہمارے جدید نقاد و محقق اپنی تحریروں کو زیادہ سے زیادہ سائنٹیفک بنانے کی دھن میں اس پہلو سے ذرا گریز کرتے ہیں۔ لیکن یہ بھول جاتے ہیں کہ یوں تو ایمان بالغیب کی ساری عمارت ہی دھڑام سے نیچے آ رہے گی۔ جب ہم ان دیکھے خدا، نادیدہ فرشتوں اور وحی و الہام پر عقیدہ رکھتے ہیں تو کشف و کرامت اور اشارت و بشارت کے ذکر سے کیوں شرمائیں؟ حقیقی ناٹبان رسول سے دنیا کب خالی رہی ہے، مصلحین کے زندہ نمونے ہی تو سنت الہی کو ہمیشہ زندہ رکھتے ہیں۔ پس اس نظام ظاہری کے علاوہ کوئی تو نظام اور بھی ضرور ہے کہ انسانیت قہرِ مذلت میں گر کر پھر سے کھوئے ہوئے راستوں کو پالیا کرتی ہے۔ اور سیاہ خانے پھر سے منور ہو جاتے ہیں۔ ثبوت و دلیل اور برہان و استدلال کے علاوہ ایک اور شے بھی ہے جسے وجدان کہتے ہیں اور یہی وہ طاقت ہے کہ عقل جس کے آگے پیڑھال دیتی ہے ہم اس موضوع پر خواجہ کی شاعری کے باب میں اظہار کریں گے تاہم یہاں خود خواجہ کی تحریروں میں سے دو ایک اقتباسات ایسے پیش کرتے ہیں جن سے صاف ظاہر ہے کہ ان کی زندگی میں بشارت و اشارت کو کتنا دخل تھا۔ شیخ تاج کو ایک مکتوب میں لکھتے ہیں:

”دیگر سیدنجای کہ ادور ترتی دارد، چوں در خدمت شما است چه حاجت کہ ایں جا بیاید۔ اگر از غیب اشارتے برسد و ناچار باید آمد آں چیزے در است  
من کیم سیلی و سیلی کیست من“

ایک شخص کو تحریر فرماتے ہیں:

”پیش از بی بیک روز یک نوع اشارت شد بانکہ اہمال در توجہ بجانب شما نکنیم و از ہمیں جا غائبانہ نیز بہت بر تری شما بر بندیم، بتوفیق اللہ تعالیٰ  
تقصیر نخواہیم کرد۔“  
آگے چل کر لکھتے ہیں:



— "اشارت خواجہ بزرگ برائیں است کہ شمار ادیس وقت تنہا نگزاریم، ہر چند کہ ازیں جانیز غافل نیستیم، چہ توان کرد کہ ماراحت دوم شہا ساختہ اند۔" ان مثالوں سے جہاں ہمارے نقطہ نظر کی وضاحت ہو جاتی ہے وہاں حضرت خواجہ کی (مقامات) بلند پر فائز ہونے کے باوصف (سیکشنی طبع کفنی روح پرور مگر وقت انگیر ہے سبحان اللہ کہتے ہیں اس کی روحانی تربیت لیکن کہتے ہیں خود کو اس کا خادم — !

مزید وضاحت کے لیے یہ بھی یاد رکھنا چاہیے کہ حضرت کا ہر معاملے میں استخارہ کرنا تو ہر تذکرہ و تاریخ کی رُو سے ثابت ہے۔ وہ بھی تو اسی سلسلے کی کرطی ہے۔ پھر غایت انکساری کے علاوہ اُن کی ایک خاص بات "ستر احوال" ہے یعنی چھپاتے تھے ان باتوں کو — آخر کچھ تو تھا جسے چھپاتے تھے! اور راز کو راز رکھنے کے لیے مکشوفات کو ہمیشہ خواب سے تعبیر کیا کرتے تھے۔ اس کا یہ مطلب نہیں کہ دین و ایمان کی بنیاد ہی معجزات و خوارق پر ہے بنا اصرار یہ مقصود ہے کہ یہ باتیں معدوم یا کالعدم نہیں ہیں — اگرچہ صرف انہی پر دار و مدار کرنا بھی ضروری و مناسب نہیں لیکن یہ کہ ان کی حقیقت سے انکار نہیں کیا جاسکتا — ورنہ خود خواجہ نے مولانا روم کا یہ شعر اس ضمن میں نقل کیا ہے —

موجب ایمان نباشد معجزات

بوئے جنسیت کند جذب صفات

بہر حال خواجہ کو حضرت امکنگی نے خلافت کا خلعت خاص اسی لیے بخشا تھا کہ وہ ہندوستان جا کر اصلاح حال پہ توجہ دیں۔ اور وہ خاص مشن حضرت احمد سرہندی کی تربیت کرنا تھا جن کے فیض سے آگے چل کر کتنے فتنوں کا سد باب ہونا تھا۔! چنانچہ حضرت خواجہ وفات سے چند سال قبل ہندوستان میں آئے، کچھ عرصہ شیراز اور ایک سال کے قریب لاہور میں رہے اور بالآخر دہلی پہنچ کر قلعہ فیروز شاہ میں تا دم آخر مقیم رہے۔ اس قلعہ کی فیروز بخشی کا اس سے بڑھ کر کیا ثبوت ہوگا کہ یہی وہ مرکز تجلیات تھا جو حضرت امام ربانی کے لیے تجلی گاہ ایمان و ہدایت بنا۔



## مکمل مفصل سوانح کی کمیابی | حضرت خواجہ کے مکمل سوانح حیات اور مفصل

حالات زندگی اس لیے پیش نہیں کہ ہندوستان میں ان کی آمد زندگی کے آخری حصے میں ہو۔ اور وہ بھی اس وقت جب عہد اکبری کے مشہور مؤرخ وفات پا چکے تھے۔ خود انھوں نے اپنے حالات تحریر کرنے کے بجائے تبلیغ و اشاعت دین پر زیادہ زور دیا ہے۔ پھر یہ کہ ان کی مدت حیات بھی بہت مختصر رہی ورنہ شاید یہ پہلو اس قدر نشہ نہ رہتا اور سب سے بڑھ کر یہ کہ ان کے مرید و خلیفہ کی شہرت اس درجہ ہوئی کہ لکھنے والوں کی زیادہ توجہ ادھر ہی رہی اور خواجہ کا ذکر ان کے ساتھ ہی محض جُزوا یا ضمناً کیا جانے لگا۔ اور پھر ایک ایسے صوفی باعمل کے حالات زندگی کا سراغ لگانا آسان بھی تو نہیں کہ جس نے ظاہری سے زیادہ باطنی منزل پس طے کی ہوں جن کا علم سوائے اس کی ذات کے کسی کو مشکل ہی سے ہو سکتا ہے۔ درویشانہ زندگی مکتی — دربار سے منسلک ہونا درکنار اس سے ہمیشہ کنارہ کش رہے اور شان استغنا کا یہ عالم کہ خان خاناں نے ایک لاکھ کی رقم حج کے لیے بھیجی تو خفا ہوئے اور فرمایا کہ یہ فقیر کی شان کے خلاف ہے۔ نواب مرتضیٰ خاں جو عموماً شیخ فرید کے نام سے مشہور ہیں اُن کے وقت میں خاص درجہ کے مالک تھے لیکن خواجہ کے غلام بے دام تھے اور تحفظ دین کے لیے جو کچھ انھوں نے کیا خواجہ ہی کے فیض و برکت کے طفیل تھا۔ جس طرح ان امرائے بے نیاز تھے ویسے ہی بادشاہ کی انھیں کوئی پروا نہ تھی۔ ایک مکتوب میں لکھتے ہیں:

”ابنِ جماعت کہ مصاحبِ مائت۔ ایشیاں را نیز در صحبت دیگران فرستیم و خود

مجرد باشیم، مرضی ہست یا نہ اندیشہ بادشاہ را در حق طریار نہایت

یہ الفاظ در حقیقت بڑے معنی خیز ہیں اور ممکن ہے ایک تازہ ترین بحث کے سلسلے میں کچھ کام آسکیں۔ ہم اس کا مختصراً ذکر یہاں کرنا مناسب سمجھتے ہیں۔

## اکبری فتنہ کفر و الحاد | حضرت خواجہ جب دہلی پہنچے تو اکبری کفر و الحاد کا فتنہ

زوروں پر تھا اور دین الہی کا دہرا اکبری میں طوطی بول رہا

۱۔ رد و کوثر ۲۔ تذکرہ اولیائے نقشبندیہ ۳۔ توہمیر مجدد الف ثانی کی گردن

جہانگیر کے سامنے کیونکر جھک سکتی تھی؟ ۴۔ حیات مجدد



تھا۔ یہاں ذہن میں یہ سوال ابھر آتا ہے کہ حضرت خواجہ نے اس فتنہ کے قلع قمع کے لیے کیا کیا؟  
 مجدد الف ثانی نے جو کچھ کیا تاریخی طور پر اس کا تعلق عہد جہانگیری سے ہے۔ تو کیا خود اکبر کے عہد میں  
 یہ بزرگ خاموش تماشائی ہی تھے۔۔۔۔۔ اس سلسلے میں ابوالکلام آزاد نے اپنے تذکرہ میں لکھا ہے  
 کہ اکبری کفر والحاد کا قلع قمع انہی بزرگوں نے کیا۔ لیکن شیخ اکرام نے روڈ کوثر میں اس نظریہ کی  
 صحت سے انکار کیا ہے اور لکھا ہے کہ اکبری فتنہ کا خاتمہ خود اکبری عہد کے امرا ہی نے کر دیا تھا۔  
 کیونکہ عوام میں یہ دین مقبول تھا ہی نہیں صرف خواص تک محدود تھا اور ان سے حضرت خواجہ کے  
 اور ان کے بعد حضرت مجدد کے خاصے تعلقات تھے اور وہ لوگ ان کی تعلیم و ہدایت سے  
 بہت متاثر تھے اور جو کچھ کیا انہی کی ہدایت پر کیا۔ اور یہی وجہ تھی کہ اکبر کے مرنے کے ساتھ  
 ہی دین الہی کی بھی موت واقع ہو گئی، حال ہی میں پروفیسر فرمان صاحب نے حیات مجدد میں  
 اکرام صاحب کے بیان کی پُر زور تردید کی ہے اور ایک طویل بحث اس سلسلے میں کی ہے جس میں  
 تلخی و برہمی استدلال سے کچھ زیادہ ہی ہے خصوصاً جہانگیر کا ذکر بہت جذباتی انداز میں کیا گیا  
 ہے۔ بہر حال فرمان صاحب کا یہ کہنا بجا ہے کہ :

”اکبر کے مرنے کے ساتھ دین الہی کا خاتمہ ہو گیا تھا لیکن اکبر کی حکمت عملی سے  
 ملک کے اندر جب لے دینی اور بدعت کی ہوا چلی تھی وہ آندھی سے طوفان اور  
 طوفان سے سیل بے ہنگام بن چکی تھی اور اکبر کے مرتے ہی اس نے اپنی تندی کو  
 ترک کر کے سکون نہیں اختیار کر لیا تھا“

یہ بیان جہاں بالکل درست ہے وہاں غیر شعوری طور پر مصنف روڈ کوثر کے خیال کی تائید  
 تصدیق بھی کرتا نظر آ رہا ہے۔ کہ یہی بات تو دہاں کہی گئی ہے کہ حضرت مجددؒ نے ”آگے چل کر“  
 اکبر کی بھیلیائی ہوئی بدعتوں کا قلع قمع کیا اور عہد جہانگیری کے رافضی رجحانات کا سد باب کیا۔  
 اکبر کی زندگی میں اگر کوئی بات ہوئی ہوتی تو تاریخی بالکل خاموش نہ رہتیں، شیخ عبدالحق محدث  
 اور شاہ ولی اللہ جیسے عظیم بزرگ سکوت اختیار نہ کرتے، اور خود جہانگیر حضرت کی ذات سے  
 یوں بے خبر نہ ہوتا جیسا کہ توڑک کے اندراجات سے ظاہر ہوتا ہے۔ اس ضمن میں کچھ عقیدت مند



نے یہ واقعہ ضرور بیان کیا ہے کہ اکبر نے دربار سجایا، اس میں دین الہی کی بڑی ظاہر کرنے کے لیے مقابل میں دربار محمدی بنایا، جو بالکل ویران سا دکھایا گیا تھا لیکن حضرت مجدد وہاں گئے اور پھر ایسی آندھی چلی کہ دین الہی والا دربار تہ و بالا ہو گیا اور ہر چیز جڑ سے اکھڑ گئی، خود اکبر زخمی ہوا اور انہی زخموں سے اس کی موت واقع ہوئی۔ اور دربار محمدی بالکل صحیح سلامت رہا۔ اگر یوں ہوا ہوتا تو جہانگیر حضرت مجدد کی شان میں یوں گستاخی کا مرتکب نہ ہو سکتا تھا۔ اکبر جیسے طاقتور مطلق العنان بادشاہ سے بڑے دشمن بننا بہر حال صوفیائے کرام کا کام نہ تھا جس کا اطمینان بلا تکلف حضرت مجدد نے اپنے مکتوبات میں کیا ہے۔ لیکن جو لوگ اس کے اہل ہو سکتے تھے وہ امرائے دربار ہی تو تھے اور ان لوگوں پر یقیناً حضرت مجدد کا ہی نہیں بلکہ خواجہ کا بھی اثر تھا۔ اور آپ ہی بزرگوں کی صحبت کا فیض تھا کہ وہ لوگ کفر والحاد کے سیل بے پناہ کو روکنے میں کامیاب رہے۔ اور پھر خواص و امراء کے علاوہ حضرت مجدد نے عوام سے رابطہ قائم کر کے وسیع پیمانے پر ردِ بدعت کا اہتمام کیا اور اسی تجدید و احیاء کے باعث وہ مجدد الف ثانی کے جلیل القدر مرتبہ پر فائز ہیں۔

ہم اہل موضوع سے مکتوب اسادہ اور ہو چلے ہیں۔ (اس موضوع پر ہم کسی علیحدہ مستقل تصنیف میں بحث کریں گے) ہم یہ بتا رہے تھے کہ حضرت خواجہ باقی باللہ کا ورود ہند ہی ان کی حیثیت مقدس کا منہم بالشان واقع ہے۔ اس کے تین پہلو ہیں۔ سب سے پہلا تو یہی جس پر ہم مختصراً تحریر کر چکے ہیں کہ قضا و قدر نے انہیں جس کام پر مامور کیا تھا وہ تھا حضرت احمد سرہندی کی تربیت کرنا۔ دوسرا یہ کہ حضرت سرہندی کے مشن کی بنیادی خشت خود رکھنا یعنی امراء و خواص سے تعلقات قائم کر کے اکبری الحاد و کفر کی بیخ کنی کرنا اور تیسرا یہ کہ سلسلہ نقشبندیہ کا سر زمین ہند میں رائج کرنا کہ آپ کی تشریف آوری سے قبل یہاں صرف اس کا نام ہی سنا جاتا تھا۔ باقاعدہ اس کی ترویج و ترقی حضرت ہی کا کارنامہ ہے۔

مندرجہ بالا تینوں کارناموں میں سے عظیم ترین کارنامہ حضرت مجدد الف  
**کارنامہ عظیم** ثانی کی تربیت ہی ہے۔ حضرت خواجہ کو اس کا اخیر کی انجام دہی سے

لے تذکرہ ادیبائے کرام



قبل ہی معلوم تھا کہ احمد سرہندی آگے چل کر کیا ہونے والے ہیں ایک مکتوب کے وہ مشہور الفاظ جو مجدد سے متعلق ہر مقالہ و تصنیف میں درج ہیں ملاحظہ ہوں :

..... "بہ آں می ماند کہ چراغے شود کہ عالم با از روشن گردند" —

اور یہ پیش گوئی کہ اب اسے پیشین گوئی کہنا چاہیے عرفاً و فناً درست ثابت ہوئی کہ اس دورِ الحاد و ضلالت میں حضرت مجدد اور ان کے خلفاء و رفقاء ہی کے باعث شمع ایمان و ہدایت پھر سے روشن ہوئی۔ اور پھر اس ایک شمع سے کتنی ہی شمعیں روشن ہوتی چلی گئیں۔

ایک چراغ است دریں خانہ کہ از پر تو آں

ہر کج می نگری انجمنے ساخت اند

اور خود اس شمع نے کسب نور خود حضرت خواجہ ہی سے کیا۔ رسمی طریقہ سے یعنی محض کتابی و دسی سلسلہ تعلیم و تعلم کی صورت میں تو برسوں کی مدت درکار ہوتی ہے لیکن یہاں کل مدت دو ڈھائی ماہ سے زیادہ نہیں تھی کہ تمام منزلیں مرشد کامل نے طے کر دیں۔

یہ فیضانِ نطنز تھا یا کہ مکتب کی کرامت تھی

سکھائے کس نے اسماعیل کو آدابِ فرزند ی

کیا کیا روز تھے جو اشاروں اور کتابوں ہی میں سمجھا دیے کہ راہِ سلوک و معرفت کا کوئی گوشہ مرید باصفا کی نظروں سے نہاں نہ رہا۔ اور رشتہ کی استواری کا کیا کنا کہ خواجہ نے خود اپنے فرزند ان ارجمند کی تربیت کا کام حضرت مجدد کے سپرد کیا اور حضرت خواجہ نے مرشد کی طرح اس حقیقت کے اعتراف سے کبھی گریز نہ فرمایا کہ انھوں نے جو کچھ حاصل کیا مرشد زادوں کے والد بزرگوار سے ہی کیا۔ ایک مکتوب میں کہ دونوں شاگردوں کے نام ہے تحریر فرماتے ہیں : (ترجمہ)

"یہ فقیر سر سے پائل تک آپ کے والد بزرگوار کے احسانوں میں غرق ہے فقیر نے

اس طریقے میں ولف بے کاسبتی انہی سے لیا ہے..... اور ان کی توجہ

شریف نے اس ناقابلِ کور و اڑحائی ماہ میں نسبتِ نقشبندیہ تک پہنچایا ہے۔"

فردوسی اور انجمن ساری کا یہ وہی انداز ہے جو اس سلسلہ طریقت کا طرہ امتیاز ہے، حضرت خواجہ کے

۱۔ حیات مجدد۔ پروفیسر غلامی۔



انکسار کی چند مثالیں ہم اُدھر دے چکے ہیں اسی طرح سلسلہ نقشبندیہ کے عظیم بزرگ حضرت خواجہ علیہ السلام  
احرار بھی مولانا جامی کا اتنا احترام کرتے تھے کہ ان کے نام اپنے خطوط کو "عرضداشت" سے موسوم  
کرتے تھے بلکہ بار بار فرمایا کرتے تھے کہ "خراسان میں تو آفتاب موجود ہے (یعنی جامی) لوگ اسے  
چھوڑ کر ماوراالنہر کے چراغ کے (یعنی میرے) پاس کیوں آتے ہیں؟"

لیکن سچے مرشد و رہبر کی طرح جہاں ضرورت ہوتی وہاں مرید کو سختی سے بھی منع فرمانے  
کی مثالیں موجود ہیں۔ چنانچہ حضرت مجدد نے جب منزل راہ سلوک میں ایک مرتبہ ایک رباعی  
حضرت خواجہ کو لکھ کر بھیجی تو خواجہ نے ان الفاظ میں اظہارِ ناخوشی کیا:

..... دیگر آں رباعی طحانہ کہ فوشستہ بوند در غایت سفاہت است۔

حاشا کہ قائل آں مقبولے باشد ز نہار، ادب نگہدار بد کہ کارخانہ الہی محل ہستغناء

و غیرت است۔

وہ رباعی یہ تھی۔

اے دروغا کیں شریعت ملتِ انسانی است

کفر و ایمان و زلف و ریشے آں بیانی است

ظاہر ہے کہ اس میں وحدت الوجود کا رنگ بے راہروی کی حد تک غالب ہے اور یہ خواجہ کے  
غلافِ مسلک تھا۔ (جس پر ہم ابھی بحث کریں گے)

یہاں یہ بات بھی واضح ہو جاتی ہے کہ آگے چل کر مجدد نے

وحدت الوجود کی بجائے وحدت الشہود کا جو نظریہ پیش کیا

## نظریہ وحدت الشہود

راج کیا وہ دراصل خواجہ ہی کی رہنمائی و تعلیم کا نتیجہ تھا۔ تصوف کی تاریخ یہ بحث ہمارے موضوع سے  
خارج ہے لیکن موضوع چونکہ بہر حال متعلق اسی بیان سے ہے لہذا یہ عرض کرنا ضروری ہے کہ لفظ صوفی  
بعض کے نزدیک "صفا" سے مشتق ہے کہ درآں صورت اس کے معنی صفائی قلب کے ہیں، بعض  
کہتے ہیں کہ لفظ صفوی ہی کثرت استعمال سے صوفی بن گیا، کوئی کہتا ہے کہ اصحابِ صفا سے محبت  
کرنے والے یا صنفِ اقل میں رہنے والے صوفی کہلائے، کسی کا خیال ہے کہ صوف (پسینہ)  
پہننے والے صوفی کے نام سے مشہور ہو گئے۔ وجہ تسمیہ کچھ ہی ہوا کرے یہ بہر حال مسلم ہے کہ تصوف



اسلامی کا وجود ابتدائے اسلام ہی سے تھا۔ اور اس پر عربی میں قدیم ترین کتاب اللہ ہے جو ابوالنصر سراج کی تصنیف ہے، فارسی میں دستیاب ہونے والی سب سے پرانی کتاب حضرت علی ہجویری کی کشف المحجوب ہے۔ مولانا عبدالمجید دہلوی نے ایک باقاعدہ تصنیف کی صورت میں مختلف کتب تصوف کا حال قلمبند کیا ہے۔ اور جامی کی مشہور تصنیف لوائح کا ذکر اسی سلسلے کی ایک کڑی کے طور پر کیا ہے۔

پس تصوف کا وجود تو شروع سے ہے لیکن ہوا یہ کہ آہستہ آہستہ اس پر بھی خیالات ویدائے تصورات اور یونانی افکار یوں اثر انداز ہوتے گئے کہ بات کہیں سے کہیں جا پہنچی اور وحدۃ الوجود کی وہ تفسیریں اور تاویلیں کی گئیں کہ "شرعیات" کی پابندی غیر ضروری قرار دی جانے لگی اور جب یہ چیز شاعروں کے ہتھ پڑی تو شرعیات کا مذاق اڑایا جانے لگا، حالانکہ :

"قدما صوفیہ طریقت اور شرعیات کو الگ الگ خیال نہ کرتے تھے بلکہ شرعیات کی تکمیل ہی کا دوسرا نام طریقت تھا۔"

حضرت جنید بغدادیؒ کا قول ہے کہ "ہمارا یہ علم (یعنی تصوف) احادیث نبویؐ کا پھوٹ ہے" لیکن مدعیان وحدت الوجود نے معاملہ کچھ کا کچھ کر دیا۔ شرعیات سے بے نیازی یہاں تک بڑھی کہ کلمہ طیبہ بھی پورا پڑھنے کی توفیق یا ضرورت نہ رہی۔ کوئی جزوِ اقل یہ اکتفا کر رہا ہے تو کوئی جزوِ اقل کے بھی نصف اقل یعنی کالہ ہی کو کافی سمجھا ہے، اور کوئی کالہ ہی کہنے پر ہر ہے۔ اور دلیل ہر صورت میں یہی کہ وجود واحد ہے لہذا باقی سب کچھ ڈھونگ ہے۔ لیکن یہ بات یکسر پس پشت ڈال دی گئی کہ آخر وجود واحد نے یہ کائنات جو تخلیق کی تو اس کا بھی تو کوئی سبب ہوگا۔ کوئی مقصد ہوگا، اگر کچھ بھی نہیں تو پھر جزا و سزا، جنت و دوزخ، نیکی و بدی، فرق جن و انس و ملک، اور خود صوفیہ کے مراتب قطبے ابدال و ولی سب باطل ہو کر رہ جاتے ہیں، یہ تو خالق حقیقی (وجود واحد) کی ضاعتی و تخلیق یہ چوٹ ہوئی نہ کہ یقین و ایمان! دراصل راہِ سلوک و طلب میں ایک مقام ایسا آتا ہے کہ اسے مقام حیرت سے موسوم کیا گیا ہے۔ اس میں سالک پر کچھ ایسی بے خودی و حیرانی طاری ہو جاتی ہے کہ دامن صبر و ضبط ہاتھ سے چھوٹ

۱۔ عبدالمجید دہلوی



چھوٹ جاتا ہے لیکن یہی وہ بھٹی ہے کہ اس میں خاشاک غیر اللہ کو مھپونک کر خود آگاہی کا کندہ تیار ہوا کرتا ہے۔

لیکن اگر حیرت و تعجب و ستونہ غالب ہے تو مجذوبیت ہی حد فاصل بن جاتی ہے۔ تاہم یہاں بھی وہ لوگ صاحب مقام ہوتے ہیں جنہوں نے اس کے لیے کم سے کم ریاضت تو کی اگرچہ منزل پہ نہ پہنچ سکے۔ مگر اصل بد نصیبی وہ ہے کہ جب یہ چیز تجربہ کی بجائے فلسفہ بن کر جاہل و بے عمل صوفیوں تک پہنچی تو انہوں نے دین برحق کو بالکل مضحکہ خیز بنا دیا اور نتیجہ سوائے گمراہی و ضلالت کے کیا ہو سکتا تھا؟ اور یہ بات بھی ابتدا ہی سے شروع ہو گئی تھی۔ چنانچہ ابوالنصر سراج نے صوفیوں کی مختلف اقسام شمار کرائی ہیں :

۱۔ صوفی : جو مادیت سے گزر کر حقیقت تک رسائی حاصل کر چکا ہو اور اپنے نفس سے خالی ہو کر حق میں زندہ و باقی ہو۔

۲۔ منتصف : جو مجاہدہ کر کے یہ منزلیں طے کر رہا ہو اور کوشش کر رہا ہو۔

۳۔ مستصف : جو محض جاہ و جلال اور مال و دولت حاصل کرنے کے لیے یہ ڈھونڈ رہا ہو۔

اور پھر کہتے ہیں (ترجمہ) "صوفی صاحب وصول بود و منتصف صاحب اصول و مستصف صاحب فضل"۔

اور پھر کیا خوب فرمایا کہ :

"صوفی وہ ہے جو نہ خود کسی چیز کا مالک ہو اور نہ کوئی اس کا مالک ہو"۔

یہ وہی مضمون ہے جسے اقبال نے یوں بیان کیا ہے : "غلام اور اندہ او کس را غلام"۔  
 بات پھر کچھ دوڑ نکلی گئی۔ مقصود بیان یہ ہے کہ بنیادی طور پر ہر چند کہ دونوں نظریات اثبات توحید سے متعلق ہیں لیکن خالق و مخلوق خصوص اللہ اور بندے کے رشتہ و تعلق کے بارے میں دونوں میں بعد المشرقین ہے۔ پہلی صورت (وحدت الوجود) میں عر عشرت قطرہ ہے دریا میں فنا ہو جاتا یا بہت ترقی کی تو قطرہ "انا البحر" پکارتے لگتا ہے اور خالق و مخلوق کا امتیاز ہی سرے سے مٹ

۱۔ تصوف عبدالماجد و ریابادی۔



جانتا ہے اور عملی نتیجہ رہبانیت یا فرار کے سوا کچھ برآمد نہیں ہوتا۔ اور تخلیق کائنات کا نہ کوئی مقصد باقی رہ جاتا ہے نہ معانی؛ بس یہی کہ "رام تیری سیلا ہے"۔ لیکن بصورت دیگر (وحدت الشہود میں) اللہ اور بندے کا خاص رشتہ ہے اور پابندی شریعت اس رشتہ کی استواری کا ذریعہ ہے۔ یہاں "ہمہ دوست" کہہ کر سکون بے عملی اور کسے را با کسے کا رے نباشد کی فضا پیدا کرنے کی خواہش نہیں ہوتی بلکہ "ہمہ از دوست" کا لغو لگا کر جوش، حرکت و عمل اور "رونی" ہنگامہ آوار بننے کی دعوت دی جاتی ہے۔ یہاں توکل سے مراد سعی و کوشش سے گریز نہیں بلکہ عرکشت کن پس تکیہ بر جبار کن کی تلقین کا نام ہے۔ یہاں "عالم حلقہ دام خیال" نہیں ہے بلکہ سعی پیہم کے ذریعے حیات جاوداں کی تلاش کا نام ہے۔ یہ ہمہ گیری مسلک نقشبندیہ ہی میں دکھائی دیتی ہے اور ہندوستان میں اس کی وسیع پہلے پر ترویج اگرچہ حضرت مجدد الف ثانی کا کارنامہ ہے، لیکن اس کی تخم ریزی کا فرض خواجہ باقی باللہ ہی نے انجام دیا۔ اور اگرچہ آپ خود تادیر "وحدت الوجود" کے حیرت خانے میں بھی رہے لیکن اس وقت بھی آپ "وحدت الشہود" کی طرف مائل ضرور تھے۔ اور انا الحق "کا لغو آپ کے نزدیک تب بھی نابینائی کی دلیل تھا۔ چنانچہ شیخ تاج کو ایک مکتوب میں لکھتے ہیں:

"اما از اختلاط بصوفیان جاہل اختر از نمائی . . . . . ہر گاہ کلمہ لا الہ الا اللہ را بگوئی در دل بنیدیشی کہ نیست معبود غیر او، بدانکہ ہرچہ محبوب و مقصود تست ہماں معبود تست و ہرچہ ہوائے تست خدائے تست . . . . . پس بر تو باد کہ سعی کنی کہ اولاً حضرت خود را در توبے تو ظاہر سازد تا چوں راں مقام استقامت بیابی، ہم تفصیل او در ہم بے ہمہ اورا بانی و حق را از باطل امتیاز دہی نہ آنکہ چوں نابینا یاں ہمہ را خدا دانی و خدا گوئی۔"

ایک اور مکتوب میں فرماتے ہیں:

"وصیت دیگر آنکہ باہر کہ در باطن او طلب معرفت الہی نیست صحبت نداری و از علما دنیا کہ علم را وسیلہ جاہ و نفعت اخرو زبانی آوری ساختہ اند چنان اجتناب نمائی کہ آدمی از شبیر۔"



**طریقہ نقشبندیہ** | نقش بندی سلسلے کی تاریخ مرتب کرنا ہمارا موضوع نہیں۔ یہاں صرف اشارہ یہ بتلانا مقصود ہے کہ صوفیائے اس سلسلے اور

دوسرے سلسلوں میں فرق کیا ہے؟ چنانچہ اس کا انتہائی مختصر ذکر ہم یوں کریں گے:

۱۔ سلسلہ نقشبندیہ میں کون سی باتیں نہیں ہیں؟

ب۔ کون سی باتیں اس میں ہیں؟

ج۔ جو باتیں ہیں انہیں خواجہ باقی باشد نے کس طرح بیان کیا ہے؟

(۱) ۱۰ چلہ کشی نہیں (۲) سماع نہیں (۳) قبور پر روشنی، غلاف یا چادر اندازی کا سلسلہ

نہیں (۴) سجدہ تعظیمی جس میں قدم جسی وغیرہ شامل ہے، یہاں ممنوع ہے (۵) مرید

خواتین کو بے پردگی کی اجازت نہیں (۶) "انما الحق" کی گنجائش نہیں (۷) رہبانیت

اور جوگ یا سنیاس کی حاجت نہیں (۸) نمود و نمائش کی ضرورت نہیں۔

(ب) (۱) پابندی شریعت کو اولین درجہ حاصل ہے (۲) "انما عبودہ" کے مقام تک پہنچنے کی

تلقین ہے (۳) آداب زیادہ اور ریاضت کم ہے (۴) کمالات نبوت کو مشعل راہ

بنا کر زندگی گزارنے کی تعلیم ہے (۵) وحدت الشہود کے مقام تک براہ شریعت

پہنچنے کی تلقین ہے (۶) جذب و مستی کی بجائے حرکت و عمل پہ زور دیا گیا ہے۔

(ج) خواجہ باقی باشد نے مندرجہ بالا تعلیمات پہ عمل پیرا ہونے کی کس طرح تلقین کی ہے۔

یہی ہمارا اصل موضوع ہے۔ اس ضمن میں کچھ عبارتیں آپ کے مکتوبات سے اقتباسات

کی صورت میں اوپر دی جا چکی ہیں۔ یہاں کچھ اور اقتباسات مختصر عنوانات کے تحت

درج کیے جاتے ہیں جن سے خواجہ صاحب کی تعلیمات کے ساتھ ساتھ ان کے

انداز نگارش کا بھی اندازہ ہوتا جائے گا (اگرچہ اسے انشا پر دازی یا نثر نگاری کے

نام نہاد اصولوں کے تحت جانچنا سودا دہ اور صریح گستاخی ہے ہمارا اشارہ صرف

ان کے لب و لہجہ کی گھلاوٹ و شیرینی گفتار کی طرف ہے)۔

اس ضمن میں مختصراً اوپر عرض کیا جا چکا ہے اور خود خواجہ کی تحریروں سے

کچھ عبارتیں مثال میں نقل بھی کی جا چکی ہیں۔ ہر حال مزید وضاحت کے

**تصوف**



یہ حضرت خواجہؒ کے کچھ اور ارشادات درج ذیل ہیں:

### اخفائے حال

راہ سلوک میں "سنتراحوال" یا "اخفائے راز" ایک ضروری شرط ہے لیکن خواجہ صاحب اس کے قائل ہونے کے باوجود یہ چاہتے ہیں جس قدر حالات دوسروں تک بغیر خطرہ پہنچائے جاسکیں ان سے گریز نہ کرنا چاہیے کہ اصل مقصد تو زیادہ سے زیادہ لوگوں کو مستفید کرنا ہے۔ شیخ تاج کو لکھتے ہیں:

"خبر بسیار است که نوشتن آن حوالی از خلایع نیست انما آن است که به هر تقدیر بقدری که توان نوشت بنویسند۔"

### لا الہ الا اللہ

اس سلسلے میں تین مختلف تفسیرات و توضیحات کا پتھر یوں پیش کرتے ہیں:

۱۔ لا موثر فی الوجود الا اللہ

۲۔ لا معبود الا اللہ

۳۔ لا موجود الا اللہ

"اما مذہب اصح ہمانست کہ لا موثر فی الوجود الا اللہ"

آگے چل کر فرماتے ہیں:

"معدنت را اقسام و مراتب بسیار است . . . . . اصل کار بر تشریعت بودن است۔"

### مخلیّت وجود

جب آپؐ کو چھا گیا کہ کائنات کو عکس صفات قرار دیا گیا ہے تو پھر عکس تو وجود ہی کا ہوتا ہے لہذا حق تعالیٰ کی ذات کا بھی گویا مخلیّت وجود لازمی ہوا۔ آپؐ نے جواب دیا:

"عمل آنصور ذات نیست کہ مخلیّت لازم آمد بلکه محل آن وہم است چنانچہ صورت منتقش در آئینہ نہ درون اونہ برون اونہ است اما وہم حکم می کند"

۱۔ بقول مولانا کے روم ۔

سیر نیساں است اندر زیر و بم      فاش اگر گوئم جہاں برہم ز نم



کہ بر دے آئینہ است۔

### محبت ذات

”محبت ذات از اہل شہود کسی راست کہ غرض خودش در میان نباشد چنانچہ بعضے ازین بہت دوست دارند کہ از مشاہدہ اولذتی و سرری ریشیاں پیدا نشود۔

### روزہ

”روزہ دشتن در صفت حق سبحانہ آمدن است چوں و تعالیٰ و تقدس از اکل و شرب منزه است۔“

### قیام لیل

”قیام لیل نیز در صفت حق سبحانہ در آمدن است چوں و تعالیٰ و تقدس منزه از نوم است۔“

### مقام فنا

ایک جگہ ”فنا“ کے معنی نہایت عمدگی و وضاحت سے بیان فرمائے ہیں کہ اس سے مراد یہ نہیں کہ اپنے جسم کو مٹا دیا جائے یا آزار پندی و اذیت طلبی کو شعار بنا لیا جائے اور اپنے آپ کو دونوں جہان سے فارغ تصور کر لیا جائے وغیرہ — بلکہ یہ کہ :

”..... از فنا فنائے صفات بشریت می خواہند .... از ایشان نہ نام ماند نہ نشان“ ہرچہ بہ ایشان منسوب بود تمام بہ اصل خود رسیدہ این مقام مقام باشد است۔ گویا اصل مقام ”فنا فی اللہ“ نہیں بلکہ ”بقا باللہ“ ہے۔

### حاصل سلوک

فرماتے ہیں : ”حاصل سلوک تفصیل آنست کہ تہذیب اخلاق حاصل

شود چوں این معنی حاصل شد سلوک تفصیل کردن تحصیل حاصل است۔“

گویا اگرچہ راہ و راہ محبت کا حشد حافظ ہے

اس میں دو چار بہت سخت مقام آتے ہیں

۱۔ خواجہ میر درد سے منہ جانیں ایک آن میں کثرت نمایاں ، ہم آئینے کے سامنے جبکہ کے ٹھوکر ہیں

۲۔ یہی وہ تعلیم و فلسفہ ہے جسے اقبال نے تفصیل کے ساتھ اپنے کلام میں پیش کیا ہے۔



تاہم راہ سلوک سے مراد اسے طے کرنا ہے نہ کہ اس میں کھوجانا وہاں سے کچھ حاصل کرنا ہے نہ کہ ہر چیز کی نفی کر دینا۔ اور نفی کا تصور ہے بھی تو کچھ اس طرح ہے :

نفی

”معنی خواجہ احرار است کہ ہر چہ دیدہ شد و دانستہ شد ہمہ غیر است بکلہ لا  
آز نفی می باید کرد۔ بدانکہ باین منزہ و تقدس ہر کجا موجود است۔“

### وحدت شہودی

چنانچہ آگے چل کر حضرت مجدد الف ثانی نے جو ”وحدت الشہود“ کا باقاعدہ نظریہ پیش کیا ہے اس کی تعلیم بھی درحقیقت مرشد ہی نے دی تھی کیونکہ خود ان کے ہاں یہ بحث کسی جگہ نظر آتی ہے خصوصاً آپ کے مکتوب ۶۱ میں کافی وضاحت سے اس پر اظہار خیال فرمایا ہے :

”مشرّب شیخ علا الدولہ سمنانی وحدت وجود نیست آئے شہود ایشان شہود اکمل  
است فرق آنست کہ جماعتی از علما اشبارا معدوم خالی می دانند و ظہور  
ایشان را در خارج چوں ظہور صور در مرآت می گویند و موجود جزئی کے را نمی دانند  
و حضرت شیخ باوجود قوت شہود و ارتفاع آل اشیا را موجود خارجی می گویند...  
اور آگے چل کر مکتوب ۶۲ میں کہ ۶۱ سے بھی طویل تر ہے پوری طرح کھول کر مسئلے کو بیان کیا ہے  
اور یہ وضاحت کی ہے کہ وہ جو منازل سلوک میں سالک کے منہ سے ”وحدت الوجود“ وغیرہ  
کے الفاظ نکل جاتے ہیں وہ دراصل عالم حیرت میں ایسا ہوتا ہے جو مختلف منازل میں سے ہر  
ایک ”درمیانی منزل ہے“ آخری ”منزل نہیں ہے۔“ اس کی توجیہ یوں فرماتے ہیں :

”غالب بریں سالک حیرت است نہ آنکہ صور عالم را وہم و خیال گوید۔“

انہی الفاظ کو آگے چل کر مجددؒ نے یوں بیان کیا ہے کہ :

”مقام وحدت الوجود سالک کو ابتدائے سلوک میں پیش آتا ہے..... اس کے  
بعد مقام وحدت الشہود منکشف ہوتا ہے جو شرع کے عین مطابق ہے۔“



## پابندی شریعت

تو گویا اہل چیز پابندی شریعت سے جس کا مطلب یہ ہے  
سافے الفاظ میں یہ ہے کہ احکام باری تعالیٰ کی تعمیل و

پیروی کو مقصدِ نسبت قرار دیا جائے کہ یہی راہِ راست راہِ نجات اور صراطِ مستقیم ہے۔ اور  
سلسلہ نقشبندیہ کا یہی کارنامہ ہے کہ اسی ضابطہ حیات پر کاربند رہنے کی تعلیم مسلمانوں کو دی  
— بلکہ یہ کہ اس کی یاد دہانی کرائی کیونکہ بات نئی نہ تھی۔ صرف یہ کہ عام لوگوں کو بھول گئی تھی وہ  
کسی اور راستے پر جا نکلے تھے انہیں اس راستے پر لانا مقصود تھا جو درحقیقت پیغمبر پاک صلی اللہ  
علیہ وسلم نے دکھایا اور بتایا تھا۔ اسی تجدید پر ایمان و فاء کے باعث حضرت احمد سرہندی کو  
مجدد کہا گیا اور خود مجدد کو نورِ حقیقت حضرت خواجہ باقی باللہ کی معرفت حاصل ہوا۔ چنانچہ  
ملاحظہ ہو ایک مکتوب میں خواجہ صاحب تحریر فرماتے ہیں:

”ابن طبقہ در غایت غیرت و نازک اند۔ شما کتب محققین مطالعہ کردہ اید طریقہ  
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بایسچ تفاوتے طریقہ ایشان است، اخفا و عدم  
ابتیاز از خلق، شکستگی و متواضع بودن و خود را در دائرہ عوام انداختن، اکتفا  
بستن متعادہ نمودن و با سبب ظاہر تو تسل نمودن طریقہ بمصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم۔“  
پس حضرت خواجہ کے نزدیک اہل تصوف و سلوک یہی ہے کہ اپنے ہر فعل کو اسی سائے میں ڈھالا  
جائے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پیش کیا ہے۔ اس مقام پر پہنچ کر ہی مومن کا ہاتھ  
اللہ کا ہاتھ بن جاتا ہے۔ اور پھر دنیا کی کوئی مصیبت مصیبت نہیں رہتی اور کوئی فتنہ خوفِ خطر  
کا موجب نہیں رہتا۔ فرماتے ہیں:

### اربابِ رضا

”اربابِ رضا را بلائیت و بلائی ماند و کراہت و در نظر ایشان نیست از اں  
جہت کہ فعل حق سبحانہ است۔“

لیکن دیوانگی و جنون کی گنجائش یہاں بھی نہیں ہے کہ خود بقولِ خواجہ:

”کالیبت شرعیہ مربوط بعقل است“

”ناہم عقل کا غلام ہو جانا بھی درست نہیں کہ عقل مقامِ بقولِ خواجہ یہی ہے کہ عذر



”از علم گذشتیم و بمعلوم رسیدیم۔“

### اہل سنت والجماعت

یہ الفاظ خواجہ کی تحریروں میں کئی جگہ نظر آتے ہیں۔ یہی ان کا مسلک ہے اور اسی پر کار بند رہنے کی تعلیم انھوں نے ہر جگہ دی ہے۔ اسی کو باعثِ فخر جانا ہے اور اسی کو سب سے بڑی نعمت گردانا ہے۔ ایک جگہ خواجہ عبید اللہ احرار کا قول نقل کیا ہے کہ :

”اتباع حضرت رسالت علیہ من الصلوٰت اطهار و اعتقاد اہل سنت والجماعت

و نسبت باطنی خواجگان بہتر از نعیم عالم است۔“

اسی طرح سورہ فاتحہ کے معانی بیان کرتے ہوئے صراطِ مستقیم کی تشریح میں فرماتے ہیں :

”اجماع صادقان و متفقان است کہ صراطِ مستقیم صراطِ اہل سنت و جماعت

است۔۔۔۔۔“

اور اہل سنت سے ان کی مراد وہ لوگ ہیں جو سنتِ رسول پر کار بند ہیں نہ کہ قبروں اور پیروں کی پرستش کرنے والے! خلافتِ شرع تو کسی فعل کی یہاں سرے سے گنجائش ہی نہیں شریعت کے بارے میں خواجہ نے حضرت جنید بغدادی کا یہ قول نقل کیا ہے —

”پیش من شراب خوردن بہ از حالے کہ مانع رکنے از ارکان شریعت باشد۔“

### مسلمانی

بعض جگہ خواجہ نے چند لفظوں میں مطلب بیان کیا ہے کہ بس کوزے میں دریا بند کر کے رکھ دیا ہے۔ اور وہ الفاظ یوں معلوم ہونے لگتے ہیں گویا جگہ نہیں کوئی ضربِ مثل ہے۔ مسلمانی کیا ہے؟ اس پر کتابیں لکھی جاسکتی ہیں، لکھی گئی ہیں اور لکھی جاتی رہیں گی لیکن اس سے زیادہ ان میں کیا ہوگا جو خواجہ نے چند لفظوں میں کہہ دیا ہے۔ فرماتے ہیں :

”مسلمانی گردن نہادن است احکامِ الہی را۔“

### توبہ

اسی طرح توبہ کے بارے میں قولِ جنید نقل کیا ہے کہ بیسیوں متاعوں پر بھاری ہے،

”توبہ آں است کہ گناہ را فراموش کنی۔“







ضرر ثانی بدل راجح گرد و آں بر طرف شدن یقین است  
 علاجش آنکہ غم روزی نباید خورد کہ رزاق علی الاطلاق ضامن عباد شدہ است  
 لیکن اس علاج کے ساتھ ہی یہ تشریح بھی فرمادی کہ توکل کہتے کسے ہیں یعنی ایسا نہ ہو کہ  
 غم روزی نباید خورد سے لوگ یوں مطمئن ہو جائیں کہ ہاں پاؤں توڑ کر ہی بیٹھ جانے کو توکل خیال  
 کرنے لگیں۔ چنانچہ فرماتے ہیں :

توکل نہ آنست کہ ترک اسباب کنند بنشینند چہ این سوراہی است بلکہ اقامت  
 بسبب مشروع مثل کتابت وغیرہ می باید کرد و نظر بر سبب می باید انداخت  
 کیا عمدہ شرح ہے مولانا روم کے اس شعر کی ۔  
 گر توکل می کنی در کار کن کشت کن پس تکیہ بر حجت رکن  
 اس کے بعد لکھتے ہیں :

ضرر ثالث بر روح راہ باید • علاجش آنکہ میل مفراط لہو  
 جمیلہ پیدا نہ کند چو کسیکہ درین نشاء بعشق صورت مبتلا ماند تا ابد در حجاب  
 عظیم است ۔

اور پھر جامی کا یہ شعر کہ حسب حال ہے نقل کیا ہے ۔  
 آہنگ جمال حسب ادانی دارم حسنے کہ نہ جاوداں از دبیزارم

خوارق

اگرچہ عقیدہ مندوں نے بہت سی کرامات خواجہ سے منسوب کی ہیں لیکن آپ خود اس کو  
 کوئی اہمیت نہ دیتے تھے مقصود تو آدمی کو انسان بنانا ہے نہ کہ کچھ اور ؟ خواجہ کی یہی شان  
 ہے کہ وہ آدمی ہونے لگتے سنت رسول و احکام الہی کے اتنے پابند تھے کہ عمر بھر اسی راہ پر  
 گامزن رہے ۔ اس سے بڑھ کر اور کیا کرامت ہو سکتی ہے ؟ ایسے ہی ایک جگہ مذکور ہے کہ  
 ایک نابالغ نے روٹی کے دام لینے کی بجائے یہ خواہش ظاہر کی کہ مجھے باقی باللہ بنا دیں چنانچہ  
 آپ اسے بھرے ہیں لے گئے اور باہر لائے تو وہ نابالغ ہو ہو خواجہ ہی معلوم ہو رہا تھا لیکن بے  
 پناہ روحانی تصرف سے زندہ نہ رہ سکا ۔



واللہ اعلم بالصواب۔ لیکن "ستر احوال" میں اس کا شمار کیونکر ہوگا؟

یہیں تو اس سلسلے میں سرسید احمد خاں کا وہ جملہ البتہ یعنی برصداقت معلوم ہوتا ہے جو آثار الصنادید میں محضوں نے خواجہ کے مزار کا ذکر کرنے ہوئے تحریر فرمایا ہے کہ:

"اسی فیض و برکت آپ کے مزار سے ہے کہ جس کا کچھ بیان نہیں۔ باوصف نابش آفتاب کے آپ کا مزار ہمیشہ سرور ہوتا ہے۔"

خواجہ کے متعلق یہ بھی کہا گیا ہے کہ وہ بعض خاص مقامات کے سفر سے منع بھی فرمایا کرتے ہیں۔ اس سلسلے میں محضوں نے جو وجوہ پیش کی ہیں اس سے ان کی قوت مشاہدہ اور تجزیاتی شعور کے علاوہ اس وقت کے معاصر نقائص و رسوم عام کا پتہ بھی چلتا ہے اور انسانی فطرت و نفسیات سے آگاہی کی دلچسپ حقیقت بھی واضح ہو جاتی ہے۔ چنانچہ اس کا ذکر ایک روایت کے مطابق یوں ہے —

"و از دو سفر منع می کردند، از سفر خراسان چہ اوقات آنجا اکثر بے احتیاط بودہ لاجرم بمریدان ضرری کرد و از مقصود باز میداشتند و از سفر مین چہ آنجا حسن بسیار است تا ناگاہ گرفتار حسن نشوند و از راہ باز نمانند۔"

ایک مرتبہ دیدن حسن و سماع نغمہ کے بارے میں جب سعدی کے اس مصرعے پر خواجہ کی رائے معلوم کی گئی تھ کہ میں حظ نفس است و آن قوت روح تو فرمایا "ہر دو از یک عالم است" اس کی تشریح (لکھنے والے نے) کیا خوب کی ہے:

"یعنی گرفتار نفس را از ہر دو حظ نفس حاصل است و رہائی یافتہ از قید نفس را از ہر دو قوت روح۔"

ان اشاروں کے علاوہ آپ نے تفصیل سے بھی اس موضوع پر روشنی ڈالی ہے اور مسلک نقشبندیہ کے مطابق اسے نامناسب طریق قرار دیا ہے۔ مکتوب ۱۱ میں طویل بحث اسی ضمن میں کی گئی ہے۔ فرماتے ہیں:

"سماع مقبول سماع روحانی است کہ سماع معانی باشد، اما سماع طبعی کہ سماع

۱۔ آثار الصنادید بطبعہ نول کشور جون ۱۸۷۱ء باب اول صفحہ ۹۳



نغمہ است محل اختلاف است۔ عامۃ علما حرامش می دانند، و جمع مشاعر و  
مقام علاج تجویزش کرده اند نہ آنکہ اولاً از قریات دانستند و الہی گویند۔۔۔۔۔  
"لیکن بتدی را اہل آں نمی دانستند چہ ہنوز ارا باب قلوب و اہل محبت نشدہ  
طبیعتش بر ہمہ نغمہ می اندازد و از معانی کلمات و ذوق آں بے بہرہ می ماند"  
..... "و جمعے دیگر ہر چند کہ مباحث می دانند اولی ترکش را می گویند۔"

پھر اس سلسلے میں کچھ اقوال پیش کیے ہیں :  
قول حاجہ بہا الحق — "نہ این کاری کنم و نہ انکاری کنم"  
ابو یزید بسطامی کہے بارے میں لکھتے ہیں کہ "مکر وہ می داشت استماع نغمہ را"  
اسی طرح بیشتر اولیاد اقطاب کہے بارے میں لکھتے ہیں کہ "ایشان قائل سماع نغمہ نیستند و سماع متغیہ نغمہ  
را دین خالص نمی گویند و ترک او نموده اند۔"  
اور آخر میں فرماتے ہیں :

"ماصل آنکہ سماع نغمہ قطعاً مناسب طریق مانیست۔"  
یہاں خواجہ نے صاف صاف اپنا فیصلہ دے دیا ہے اور کسی تاویل کی کوئی گنجائش باقی  
نہیں رکھی۔ سماع روحانی، سماع معانی اور معانی کلمات سے خواجہ کی جو مراد ہے وہ بالکل واضح  
ہے یعنی بعض اشعار یا اقوال کے الفاظ ہی نغمے کا کام کر جاتے ہیں اور منزل میں رسائی تک  
مددگار ثابت ہوتے ہیں۔

ایک جگہ یہ شعر نقل کیا ہے :  
ہماں شکستہ دل و درموسد و میکنیم      ہماں جفاکش و سر در کند و پرینیم  
اور لکھا ہے :

"این بیت مجملہ از اظہار مخز و فلت خاطر فارغ ساخت۔"  
کس طرح سے اس شعر کا ہر ہر لفظ رگ و پے میں سرایت کر گیا  
ہوگا جو آپ نے مندرجہ بالا الفاظ میں اس کا رد عمل تحریر فرمایا  
ہے ! شاید یہی ہے سماع روحانی و سماع معانی، کہ اسی قسم کی "فراغت خاطر" خواجہ کو بعض اوقات



اشعار سے بھی حاصل ہوئی ہے کیونکہ ان کی نثر میں ان کے پسندیدہ اشعار جابجا نظر آتے ہیں اور موقع و محل یہ یوں صادق آتے ہیں کہ خود پڑھنے والا بھی جھوم اٹھتا ہے۔ شیخ تاج کو ایک مکتوب میں "سلام مشتاقانہ" کے بعد لکھتے ہیں :-

صد ملک دل بہ نیم نگاہ می تو اں حسد بہ  
خواباں دریں معالہ تقصیر می کنند

ایک جگہ اپنی پسندیدہ رباعی تخریب کی ہے :-

عشق آمد و شد چونم اندر لگ پست      تاکر در انتہی دیر کرد ز دوست  
اجرا وجود من ہمہ دوست گرفت      نامی است ز من برین باقی ہمدوست  
عمدہ دشت مذاق شعری کی ایک مثال یہ شعر بھی ہے جو خواجہ کے ہاں درج ہے :-  
در عشق تو معروفم از وصل تو محروم      گر گدہن آلودہ یوسف ندرید

نثر میں جہاں بھی خواجہ اس قسم کے عمدہ شعر استعمال کرتے ہیں وہاں ان کا  
عام طرز تحریر بھی بدل سا جاتا ہے۔ بعض جگہ تو یوں معلوم ہوتا ہے کہ  
ابوالکلام آزاد نے اپنا مخصوص انداز بیان یہیں سے لیا ہے۔ مثال کے طور پر ایک مکتوب کے یہ  
جملے ملاحظہ ہوں:

"میں بے سعادت بے دولت غرضائے کردہ را شرم می آید کہ نام عزیزان خود  
برم....."

"حاصل آنکہ دل پایار دتن در کاری باید بود، تصوف بکسو نگر بستن و یکساں زیستن  
است....."

اسی مکتوب میں ایک جگہ یہ شعر بھی کام میں لائے ہیں :-  
من از تو بیچ مفاہے و گرنمی خواہم      ہمیں فتنہ رنجی کز خودم جدا کنی  
آپ کا ایک اور پسندیدہ شعر ملاحظہ ہو :-

ما گرفتاریم و بر مانا و کب سید اوریز  
سنبیل و گل بر کسار مردم آزاد ریز



# کلام منظوم

اب ہم حضرت خواجہ باقی باللہ کے ان ارشادات کا ذکر کرتے ہیں جو آپ نے زبان شعر سے ہم تک پہنچائے ہیں، وہی سے معرفت ہے جو انگور کے محل سے نکل کر شیشہ خانہ میں آگئی ہے۔ وار و انت قلبی کا بیان جب شعر کے قالب میں ڈھل جاتا ہے تو اور بھی زیادہ پُر تاثیر ہو جاتا ہے۔ رہروان راہ سلوک کو خارزارِ نثر میں آبلہ ہائے پاک کے ٹوٹنے سے جولتِ محل ہوتی ہے وہ مسلم، لیکن چین زارِ شعر کی بوئے عطر نیز سے مشامِ جاں کو جو فرحت ملتی ہے، وہ بہرِ جا چیز ہے دگر ہے۔ حضرت خواجہ نے جن باتوں کا اظہار نثری تحریروں میں کیا ہے، کم و بیش وہی مضامین کلام منظوم میں بھی ادا ہوئے ہیں۔ ہر دو کا ذکر یکجا بھی عین ممکن تھا، مثلاً نثر میں جہاں ہم نے تصوف کا عنوان قائم کیا ہے وہیں پر خواجہ کے وہ اشعار بھی درج کیے جاسکتے تھے جو اس ضمن میں موصول نے ارشاد فرمائے ہیں۔ لیکن ہم نے دستہ یہ باب اس سے علیحدہ رکھا ہے کیونکہ کہنے والے نے انھیں یکجا نہیں کیا تو ہم یہ جسارت کیوں کریں کہ ہمارے نزدیک یہ بھی سوادِ ب ہے۔

**مثنوی** خواجہ کا بیشتر کلام مثنوی کی صورت میں ہے۔ اور یہی وہ صنفِ سخن ہے جو صوباً میں خاص طور پر مقبول ہے۔ ردیف و قافیہ کی مسلسل پابندی، رموزِ سلوک کے بیان میں برداشت ہو سکتی ہے؟ مختلف مثنویاں مختلف موضوعات پر نہیں لیکن سچ پوچھیے تو صرف عنوانات ہی مختلف ہیں ورنہ مرکزی موضوع تو وہی ایک ہے۔ عموماً بحر بھی ایک ہی ہے صرف ایک دو مثنویاں دوسری بحر میں ہیں۔

اللہ کیا آغانہ ہے شعرِ اول ہی سخن گو کے اندازِ فکر کا غماض ہے۔  
خامہ کلیدِ بیست درِ انجمن من گنجِ دو عالم ہمہ درِ منش من

وہ مضمون چھ ایک غزل گو شاعر نے یوں بانڈھا ہے۔

دیوانِ عشق



از سر بالین من بخسند اے ناداں طبیب  
درد مند عشق را در و بجز دیدار نیست

خواجہ کے ہاں یوں بیان ہوا ہے ۔

بے خبری از من و کڑاں من      رو کہ نہئی عدم اسرار من  
شعلہ دیگر بہ چہرا غم رسید      بادِ میحسا بہ دماغم رسید  
صوفیانہ لب و لہجہ اور رمز و کنایہ نے مضمون کو کہاں سے کہاں پہنچا دیا ہے ۔

مثنوی گنج فقر میں عشق حقیقی کی مختلف کیفیات و واردات کا ذکر  
رموز عشق حقیقی | تسلسل سے کیا ہے اور ہر جگہ صاف معلوم ہوتا ہے کہ آپ بیتی ہے

کہیں بھی جگ بیتی یا روایت محض کا احساس نہیں ہونے پاتا اور ہو بھی کیسے کہ  
یہی تو سالک بانہر کا طرہ امتیاز ہے، محض مسائل تصوف کا بیان تو کسی کو ولی نہیں بنا دیتا، بہاد  
شاہ ظفر نے غالب کے اس شعر پر

یہ مسائل تصوف یہ ترا بیان غالب      تجھے ہم دلی سمجھتے جو نہ بادہ خوار ہوتا  
کیا خوب کہا تھا کہ "ہم تو جب بھی یوں نہ سمجھتے" بڑی سے بڑی تعلی بھی کارگر نہیں ہو سکتی جب تک  
کہ منازل سلوک واقعی طے نہ کی گئی ہوں۔ چنانچہ خواجہ کا بیان ملاحظہ ہو کہ واردات واقعی کی نشاندہی  
کر رہا ہے ۔

شوم در عدم دریائے الہی      امانت دار دریائے الہی  
ز آشوب دماغم پر تختہ      گئے خود را صدف بنیم گئے در  
گئے زبیں ہر دو بالا تر گزینم      صفات بحر را در خود بینم

اسی مثنوی میں آگے چل کر کس خوبی سے فقر و عشق کے خستہ لاط و اتصال کا  
فقر و عشق | ذکر کیا ہے اور کس طرح ناکامی و نامرادی کو ایک پسندیدہ چیز بنا دیا ہے کہ

ہزاروں کامرانیوں کو اس پر قربان کرنے کو جی چاہتا ہے ۔

کہ طغیاں را دریں کشور گزر نیست      درخت عشق را بجز فقر بر نیست  
چو عشق از نامرادی آب گسید      برومندی رہ نایاب گسید



دوسرے شعر میں دعویٰ کا متضمن دلیل ہونا بھی ملاحظہ ہو۔ اور پھر یہ نہیں کہ برومندی کو کالعدم ہی قرار دیا ہو۔ وہ ہے اور ضرور ہے لیکن وہ نہیں جس کے لیے عاشقانِ خام کا نڑپا کرتے ہیں بلکہ۔

دریں بستان بود نخل برومند      دل آگاہ و حبان آرزو مند  
لیکن بر بجز خون جگر نیست      گلے جز حنا و حسرت و فطرت  
یہ بتانے کی ضرورت نہیں کہ عشق حقیقی سے صوفیا کی مراد کیا ہے۔ عشق  
عشقِ رسول | رسول اور عشقِ خدا ہی ان کی معراج ہے۔ اسی لیے وہ بیانِ عشق  
میں بہت سی سیڑھیاں چڑھنے کی ضرورت محسوس نہیں کرتے اور ایک مختصر سی تمہید لطیف کے  
بعد ذکرِ حبیب شروع کر دیتے ہیں۔ مثنوی "استفادہ و تربیت معنوی" میں لکھتے ہیں۔  
زبانم زین تلفظ گرچہ بند است      سرم بیخاست صید این کند است  
دل اندر شرم و جان سرگرم این است      کہ جاناں رحمت العالمین است  
اور اپنی خام کاری کو کس انداز سے "تمام" کے برابر قرار دینے کی درخواست حضورِ سرورِ کائنات  
صلی اللہ علیہ وسلم سے کرتے ہیں۔

مرا گرچہ سراسر کارِ حنا نام است  
تمام دال کہ این سودا تمام است  
عقل اور عشق | "ساتی نامہ" میں ساتی سے خطاب کرتے ہوئے عشق کی فضیلت  
عقل پر ظاہر کی ہے، یہ وہی فلسفہ ہے جسے اقبال نے بڑی  
تفصیل کے ساتھ آگے چل کر پیش کیا ہے۔ لیکن خواجہ نے اشارہ و کنایہ ہی میں سینکڑوں باب  
بیان کر دیے ہیں۔

عقل این سخنم نہ می پذیرد      کز روز شبے چہ بہرہ گیرد  
من بوسے تو در دماغ دارم      از عقل کنوں سداغ دارم  
اور پھر بھول بھلیاں میں کھوجانے سے گریز کرتے ہوئے جلد ہی بعدِ شراب مطلوبہ کی قسم بھی بیان کر دی۔  
نہ ہزار بار بشوئم و ہن ز مشک کلاب      ہنوز نام تو گفتن کمال بے ادبی است



ساقی نے نقشبند پیش آر من صید توام کند پیش آر  
 شاید یہ تباہی کی ضرورت نہیں کہ یہ نقشبند وہی ہے عشق رسول ہی ہے۔  
 اسی بیان میں آپ کا وہ شعر بھی آتا ہے کہ جہاں استعارہ نے عجیب کیفیت پیدا  
 کر دی ہے ۔

ساقی برساں شراب نابے من حبلہ شہم تو آفتابے  
 مصرعہ ثانی میں جو لطف ہے وہ شاید اقبال کے اس شعر میں بھی نہیں ہے۔  
 تو میری رات کو مناسب محروم نہ رکھ تیرے پہاڑ نہیں ہیں ہاتھ تمام اساقی  
 خواجہ باقی باللہ نے مولانا روم کے تشبیح میں رموز عشق کی وضاحت کے  
 لیے حکایات سے بھی کام لیا ہے۔ لیکن پیر روم کے ہاں جو لطافت  
 و شگفتگی بیان ہے وہ خواجہ صاحب کے ہاں نہیں اور بیان بالعموم خشک و بے رنگ سا ہے  
 تاہم کہیں کہیں یہ خوبی بھی نظر آتی ہے۔ مجاز سے حقیقت تک پہنچنے کے لیے جن راہوں سے  
 گزرا پڑتا ہے اور جن باتوں کو ترک کرنا پڑتا ہے ان کا بیان وہ خوبی سے کرتے ہیں۔ زلیخا کا ذکر بار بار  
 مثال کے لیے نظر آتا ہے اور بعض جگہ روانی اور بے ساختگی نے معانی میں بلندی کے علاوہ بیان  
 میں بھی جوش پیدا کر دیا ہے ۔

زلیخا چوں لولائے یوسف افزاشت	نخست از بیقراری پر وہ برداشت
ز خواب و خورد و فارغ شد و جودش	تمنائے حبذا میں در سر نبودش
کہ از کس شہود نامے و جائے	زندہ و جتویش دست و پائے
چو از نور یقیں بے ہوش می گشت	بہ یوسف دست در آغوش می گشت
عروس غیب می گفتش کہ اے مست	چہ حاصل شد ازیں سیرتہی دست
ہماں در گام اول با تو بودم	تو ہر لحظہ خود را می نمودم
اور پھر اس حسین گریز کے بعد کہ ۔	
بلے ہر ذرہ مشتاقی جمال است	بہر سر آرزوئے اتصال است
فرماتے ہیں ۔	



بناگہ جذبِ عشقش کارگر شد ز کنعاں ماہِ کنعانی بدر شد  
مصرعہ ثانی میں ماہ اور بدر اور بدر میں رعایتِ لفظی کا بے ساختہ پیرِ لطف سے  
خالی نہیں۔ حافظ تو یوسف کے حسنِ روز افزوں کے بارے میں جانتے تھے کہ طر  
عشق از پردہ خلوت بروں آرد ز لیخارا

لیکن خواجہ صاحب کا "ز کنعاں ماہِ کنعانی بدر شد" اس سے کہیں زیادہ کاشف  
الحقائق ہے۔ اس کے بعد خود بینی و خود آرائی کے مینوں کو توڑ کر خدا بینی کی تلقین کا انداز ملاحظہ  
ہو کہ از خود تمام حقیقت واضح ہو جاتی ہے۔ ز لیخا نے ابھی اپنے آپ کو فانی المحبوب تو  
نہیں کیا تھا بلکہ وہ تو خود بینی و خود آرائی کا سہارا لیے ہوئے تھی۔ لیکن جب تک یہ بیت نہ  
ٹوٹے معشوقِ یکتا تک رسائی کیونکر ممکن ہو سکتی تھی چنانچہ کہتے ہیں۔

سبب می دید چشمِ حنا کارش بنا ز عشوہ می بردا اختیارش  
حنا ماں گردی و آئینہ بینی خود آرائی و رسمِ ناز بینی  
خلل می داد آئینِ طلب را زیاں می کرد عشقِ بوالعجب را  
نمودنش کہ سنگِ راہست اینست نظر بند دل آگاہست اینست  
تو بند سیر و یوسف بند بسیار ازیں نا جنسیتِ سرد است بازار  
عصرِ صنِ تعلیمِ غیش کرد تا نایب  
پایہ پایہ تا ایوانِ توحید

## متفرقات

درستی فقیر سے سوا دلِ وجہِ فخرم ناگزیر است  
شکستِ دلِ درستی فقیر است

## خلوت و انجمن

ہاں در انجمنِ خلوت گزیدن ز آسیبِ نشانِ مندی رمیدن  
در آں خلوت کہ جسم و جان بچند بحسبِ نظارہ جانان بچند  
لبِ غامہ واکر دیے ہیں عشق نے بند نقابِ حسن غیر از نگاہِ اب کوئی حائل نہیں رہا



## تسلیم و رضا

سر تسلیم بنہم نیک و بد را  
بر اندازم نہ خود غیباً و خود را

## مرگِ اختیارِ یاری

مرگِ اختیارِ یاری را ہر دم  
نہ مرون بیشتر خود را سپردم

## امید

حضرت خواجہ نے یاس و نومیدی کی تعلیم ہرگز نہیں دی۔ بلکہ ہمیشہ پر امید رہنے کی تلقین کی ہے اور یہیں سے ان کا راستہ اہل فرار سے الگ ہو جاتا ہے۔ وہ امید کو عکس جمال یار اور شمع سیہ خانہ قرار دیتے ہیں اور زندگی و زندہ دلی پر زور دیتے ہیں۔

شرط طلب است امید بستن	نومید نمی توان نشستن
امید سر بر کار دارد	عکس ز جمال یار دارد
امروز دریں رباط فنا فی	دارم بہ امید زندگانی
شمع کہ دریں سیاہ خانہ است	امید وصال آں یگانہ است

## وجدان

علمِ یقین، عینِ یقین اور حقِ یقین کے معنی بیان فرماتے ہوئے وجدان پر زور دیا ہے۔ یہ وہی مضمون ہے جسے قبائل نے اپنے رنگ میں سمجھانے کی کوشش اپنے کلام میں کی ہے۔ خواجہ کہتے ہیں۔

محقق شد ازین علم مسلم کہ وجدان بر طلب آمد مقدم  
اور اقبال نے جو "خوش را دیدن" (۱)، زورِ خوشنیت (۲) زورِ دیگرے (۳) اور  
(۴) زورِ ذاتِ حق کی تدریجی منازل جاوید نامہ میں شمار کرائی ہیں انہیں خواجہ نے بھی الگ الگ بیان کیا ہے مثلاً ایک مقام کا ذکر یوں کیا ہے۔

۱۔ خواجہ وردہ

موت کیا آکے فقیروں سے نیچے لینا ہے  
مرنے سے آگے ہی یہ لوگ تو مر جاتے ہیں



دل از غور شید و حدت فور گیرد  
و جوش جسمگی مذکور گیرد  
و رہی راہ ہر کہ انوار خدا یافت  
بہ تحقیق انتہا در استدایافت

### وحدت الشہود

#### منزل اول حجاب

شہود و دست پنهان ہر لے است  
ہو اے وصل ہر بے حاصلے است  
و لے انگذ بر جانش حجابے  
گرفتار بہر خاکے و آبے

#### منزل ثانی حیوت

شدہ بنیادیں دیوانہ گشتن  
پئے ہر رنگ و بوی طفلانہ گشتن

اور یہی وہ منزل ہے جو وحدت الوجود کہلاتی ہے کہ مستی و قلندری و مجذوبیت اسی کے مقامات ہیں اور عارف کا بھی درجہ بھی یہیں سے شروع ہوتا ہے لیکن وحدت الشہود کی منزل بہر حال اس کے بعد ہی آتی ہے۔

#### منزل آخر ۱. وحدت الشہود

چو در نور شہود از خود بر آید  
سعادت را درے دیگر کشاید

بگرد حاصل بار امانت

بیارد آں امانت بے خیانت

اصل کام تو اس بار امانت کا اٹھانا ہے کہ جسے آسمان، پہاڑ اور زمین کوئی بھی نہ اٹھا سکا اور قرعہ فال اس مثبت خاک کے نام پڑا مگر یوں کہ اسے اشرف المخلوقات بنا دیا اور عہدہ در آں مشہد بفتہ آرام یا بد

#### ب. نگاہ

اس کے بعد نگاہ پوئے دما دم ہی اسے فرض کی بہترین صورت ہے۔ خواجہ فرماتے ہیں۔

نقیں آں دید و آں شورش ازاں سوست

دیدیں مسکن نموے از نگاہ پوست



### ج : رازِ لی مع اللہ

اور اس کے بعد ہی وہ منزل ہاتھ آتی ہے جسے فنا فی اللہ کے بجائے خواجہ نے بقا باللہ کا نام دیا ہے۔ کہ وہاں پہنچ کر اسے حضوری حاصل ہو جاتی ہے اور رمز "لی مع اللہ" سے آگاہی بھی ہے۔

چوں گرد و خستہ مقبول درگا  
شود در خورد رازِ لی مع اللہ

### د : ابوالوقت

اور یہ وہ مقام ہے جہاں سالک یا صوفی "ابن الوقت" کی بجائے "ابو الوقت" بن جاتا ہے۔ خواجہ بہا الدین نقشبند کو اسی لقب سے یاد کیا ہے۔  
ابو الوقت و عالم قطب ارشاد  
بہا الدین کہ دیں شد از دے آباد

### اہل سنت والجماعت

حضرت خواجہ نے مکتوبات و رسائل میں اس کا بیان تفصیل سے کیا ہے کہ اہل سنت دہی ہیں جو سنت رسول پر دل و جاں سے عمل پیرا ہوں۔ اور شرک بدعت کو قریب نہ آنے دیں۔ جتنے شریں اسی عنوان کے تحت ہم سلسلے میں لکھ چکے ہیں تاہم چونکہ حضرت خواجہ کے کلام منظوم میں بھی اس کا ذکر بار بار آتا ہے اس لیے یہ عنوان دوبارہ قائم کرنا پڑا۔ مثلاً ایک غنوی میں عقائد دیں و شرائط سلوک و راہ یقین 'پر روشنی ڈالتے ہوئے اسی حقیقت کی نقاب کشائی کی ہے 'اور تمنا دار فضل الہی' کے لیے چار شرطوں پر پورا کرنا لازمی قرار دیا ہے لیکن جہاں چوتھی شرط کو کوئی اہمیت حاصل نہیں وہاں تیسری شرط کو مرکزی اور کلیدی حیثیت حاصل ہے۔  
فراتے ہیں ۔

تمت دار فضل بادشاہی

دوم سرمایہ ایں سود دین است

رفیقِ سنت و راہ جماعت

بلا خواہندہ جذب الہی

نخستین شرط ایں سود الیقین است

سوم پاکیزہ خصل ایں زراعت



یہ تحقیق سلف تقلید ویدن  
چہارم خدمت سلطان دینی  
و لیکن شرط چارم لازمی نیست  
وتم از جادہ بدعت کشیدن  
قبول حنا طر سند نشینی  
بفقدش سد باب محرمی نیست

کیونکہ اصل خوش نصیبی و خوش بختی تو یہ ہے کہ اصل معدن سے گوہر حاصل کیا جائے اور لطف باطن سے کسب فیض کیا جائے یعنی سلطان دو عالم خواجہ کوہن صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات برکات کی خدمت کا شرف حاصل ہو جائے اور جو لوگ یہ راہ اختیار کرتے ہیں یقیناً بلند مراتب کے حامل ہیں۔

بسا مرغان کہ علوی آشیانند  
ز حسن طالع و از لطف باطن  
ادبی مشرب و عیسی زبانشند  
گرفتہ گوہر از اصل معادن

رہ سنت یہ چالاکی شتابند

نصیب از خواجہ کوہن یا بند

شریعت کی پابندی اس قدر ضروری ہے کہ دیوانگی عشق کا ذکر اشعار میں کرتے ہوئے بھی شاعرانہ بے باکی سے قلم کو آلودہ نہیں ہونے دیتے۔ کیونکہ شرع میں دیوانگی و جنوں کی گنجائش نہیں اور جیسا کہ جسد نشتر میں مثال دی جا چکی ہے کہ خواجہ کے نزدیک شرع بے عقلی و بے راہروی کی متحمل نہیں ہو سکتی اسی طرح انھوں نے اشعار میں بھی اس امر کی وضاحت کر دی ہے کہ

طریق شرع جز فرزانگی نیست

طریق شرع

فرماتے ہیں۔

ہنوزم ز خصیت دیوانگی نیست  
نمیبہ انیم چیزے اندریں راہ  
طریق شرع جز فرزانگی نیست  
بروں از شرع دیشکی حاشا اللہ  
در و مضمر سے تہ و جلال است  
یہ نامشروع اگر اندک جمال است

عدم شو کند راں مرآت فوراً است

بحال دوست را آنجا ظہور است



## نمایاں خصوصیات کلام حسنِ تلمیح

خواجہ صاحب کے ہاں جتنے بھی محاسنِ ثنوی نظر آتے ہیں وہ سب بے ساختہ ہیں یعنی کسی صنعت کا دانستہ التزام نہیں کیا گیا لیکن بعض خوبیاں از خود کلام میں پیدا ہو گئی ہیں۔ ان میں سے نمایاں ترین تلمیحات کا استعمال ہے۔ اسلامی تلمیحات جا بجا موقع و محل کے عین مطابق نظر آتی ہیں مثلاً۔

لفقرے کز خوشش درویش می داشت  
سرافقتِ فخری پیش می داشت

## حسنِ ایجاز

کسی بیان کو جب مسلسل تلمیحی انداز میں پیش کرتے ہیں تو وہاں حسنِ ایجاز نمایاں ہو جاتا ہے اور طویل و عریض بیانات محض دو مصرعوں میں سمٹ کر بلاغت کی ارفع منزل پہ پہنچ جاتے ہیں مثلاً۔

بہ شامِ حُجرت و تاریکیِ غار  
بہ آں خوش عنکبوتے غنبریں تار  
بجو کز قریش و استر با دید  
بہ آشوبے کہ دشت کر بلا دید  
حسنِ استعارہ و تشبیہ و مجاز مرسل

تشبیہ و استعارہ شاعری کی روح ہے۔ معمولی سے معمولی کلام میں بھی ان کی جھلک دکھائی دے ہی جاتی ہے۔ خواجہ کے کلام میں اس کی عمدہ مثالیں موجود ہیں۔ ایک ثنوی کا آغاز یوں ہوا ہے۔

در طرفِ روم یکے ماہ بود  
شہد و شکر را بہم آمیختہ  
مدینہ منورہ سے اظہارِ عقیدت یوں کیا ہے۔  
لا اقل نطفارۃ و خواہ بود  
بر سر آں کانِ نمک ریختہ  
در دیکہ من چہ سانیائی  
اے خاکِ مدینہ در کجائی  
اے مردمِ چشمِ دور بیناں  
دے چشم و چہ رخ نور بیناں



ایک نہایت ہی عمدہ تشبیہ ملاحظہ ہو۔

اس کا سہ کہ بر سرمِ نگوں است      ہا میست اگرچہ غرقِ خون است  
اسی طرح ساقی نامہ میں ساقی حقیقی سے خطاب کرتے ہوئے فردوس کو "دل کشادہ ساقی" سے  
انوکھی تشبیہ دی ہے۔

ایمان برہنہ بادۂ تو      فردوس دل کشادۂ تو  
تنگی دل کو زندان سے تشبیہ تو دیا کرتے ہیں مثلاً نسیم۔  
زندیاں میں جو زندہ دیکھتا ہو      اپنے دل تنگ میں جگہ دو  
لیکن کشادگی دل کو جنت سے تشبیہ دینا اور ہی لطف رکھتا ہے :

خوبی رمز

پردۂ مجاز میں طلبِ حقیقت کے سلسلے میں وہ اشعار ملاحظہ ہوں جہاں ساقی سے خطاب  
کیا ہے۔ مثلاً۔

من پیر کہن گدائے جامم      زان بسرۂ کہنہ وہ بکا تم  
بعض جگہ صنعت تضاد کے بے ساختہ استعمال نے شعریت میں جان ڈال دی ہے۔  
بحرمان تو وصلِ جاودانی      و پیش تو مرگ ز ندگانی

بلاغت

بلاغت کی خوبی سے ہر صاحبِ ذوق آگاہ ہے خواجہ کا یہ شعر ملاحظہ ہو۔  
گر بحرِ سد بہ تشنہ کاسے      سیرابی ادست ہم ز جامے

اصنافِ سخن

جیسا کہ اس باب کے آغاز میں عرض کیا جا چکا ہے، خواجہ صاحب کا بیشتر کلام فنون کی  
کی صورت میں ہے لیکن اس کے علاوہ آپ نے رباعیات بھی کہی ہیں اور ان میں بھی فنی  
صوفیانہ مضامین بیان کیے ہیں جو ان کے ہر قسم کے کلام میں موجود ہیں۔ مثال کے طور پر یہ رباعی  
ملاحظہ ہو۔

لے اقبال۔ لا پھر اک بار وہی بادہ و جام لے ساقی      ہاتھ آجائے مجھے میرا مقام اسے ساقی



آن کسب کہ نزدماگشتہ عیاں      در مذہب اہل حق جزا میں ہیچداں  
 حق موجودا است وقادر مطلقا است      وہیں مہشت خیال جملہ وہم است گماں  
 نسبت اسباب کے فلسفے کو کس سہولت سے بیان کر دیا ہے ۔  
 ماصورت وحق آئینہ عکس نماست      این است معیت کہ حق را با ما است  
 ہر صورت در ظہور شرط دگر نیست      این نسبت اسباب ازین و پیدا است  
 اب چند متفرق اشعار پیش کیے جاتے ہیں جن میں کسی نہ کسی پہلو سے ایک خاص لطیف  
 نمایاں ہے۔

### ادب

سنگ در روزے بادب و رشت      لعل شد و بر سر خبہ رشت

### حسنِ تنخیل

شبے خوش دل تر از روز جوانی      سرم در خواب دل در کامرانی

### روانی کلام

کہا میں ظلم ازین بسیار باشد

کہ بند بے صفت بیکار باشد

خواجہ نے اپنے فرزندوں کی تاریخ ولادت بھی کہی ہے۔ ساتی نامہ کے عنوان سے  
 بھی اظہار خیال کیا ہے اور اس میں دراصل شرابِ معرفت کے طلبگار ہوئے ہیں اور افکار  
 تازہ کے علاوہ یہ نظم اندازہ نو کی بھی عمدہ مثال ہے۔

### تخلص

حضرت خواجہ کے سارے کلام میں تخلص صرف ایک شعر میں استعمال ہوا ہے اور  
 اسی پر ہم اس ذکر لطیف کو ختم کرتے ہیں ۔

بغیر آنکہ پروں سیاہ خود گرید

دگر ز دیدہ باقی چہ کار می آید



## ماخذِ مستند

اس مقدمہ کی تیاری میں کچھ متفرق تحریروں کے علاوہ مندرجہ ذیل تصانیف و مآلیفات سے خصوصاً مدد لی گئی ہے :

- ۱۔ حیات مجدد - پروفیسر محمد فرمان ایم۔ اے (مجلس ترقی ادب لاہور)
- ۲۔ تصوف - مولانا حبیب الماجد دریا بادی
- ۳۔ رود کوثر - شیخ اکرام (مطبوعہ بمبئی)
- ۴۔ عبدِ اعظم - مرتبہ مولفہ محمد حلیم (۱۹۵۸ء)
- ۵۔ تذکرہ ادیبائے نقشبند - مولفہ محمد امین شری پوری - (۱۳۷۱ھ)
- ۶۔ تذکرہ ادیبائے کرام - ادبستان ۱۹۵۵ء
- ۷۔ آثار الصنادید - سر سید احمد خاں - لکھنؤ جون ۱۸۷۶ء

ہمارے خیال میں اس کلیات کا مطالعہ خواص کے لیے باہموم اور عوام کے لیے بالخصوص نہ صرف مفید بلکہ لازمی ہے کیونکہ ردِ بدعت کی جتنی ضرورت آج سے تین سو برس پہلے تھی اس سے کئی گنا زیادہ آج محسوس کی جا رہی ہے۔ اقبال نے اسی حقیقت کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا ہے :

تین سو سال سے ہیں ہند کے سینچانے بند  
پھر مناسب ہے ترا فیض ہو عام لے ساقی

اگرچہ تین سو سال پہلے کی شخصیتیں یعنی امام ربانی مجدد الف ثانی اور ان کے مرشد کامل حضرت خواجہ باقی باللہ آج جسمانی طور پر ہم میں موجود نہیں لیکن ان کے ارشادات تو بہر حال ہمارے سامنے ہیں اور ان پر عمل پیرا ہونے کے بغیر ساقی سے فیض عام کی درخواست کرنا بھانسنے خود ایک



بدعت سے کم نہیں! ع  
 تو بروں در چہ کردی کہ درون جتانہ آئی!  
 یزدانی

دیال سنگھ لاہوری، نسبت روڈ لاہور  
 ۱۴ جولائی ۱۹۶۷ء

---



# مختصر احوال

کسی علمی یا عملی فضیلت کے تصور میں خود یہ علاقیت نہیں کہ وہ اپنی تاثیر دکھاسکے۔  
بلکہ اس میں تاثیر فضائل کی حامل شخصیات کے اثر و نفوذ سے پیدا ہوتی ہے۔ کیونکہ شخصیت  
کی نشوونما اور سیرت کی تشکیل میں شخصیت ہی کا اثر و نفوذ کام کرتا ہے۔

حضرت خواجہ باقی باللہؒ کے نسب کی نسبت ہم عصر تذکرہ نگاروں سے صرف نظر کرنے  
کی بنا پر متاخرین کو کچھ غلط فہمی پیدا ہوئی ہے جس کی توجیہ، توضیح اور تصحیح مولانا زید  
ابوالخیر صاحب کے اس بیان سے ہو جاتی ہے جو سوانح خواجہ باقی باللہؒ پر مشتمل ہے۔  
اس لئے اُسے بحسب یہاں نقل کرنا مناسب ہے۔  
مرتب

قبلہ راستان و کعبہ حق پرستان خواجہ منوارجگان قطب جہاں حضرت خواجہ مؤید الملتہ والدین الرضی  
ابوالوقت محمد الباقی المعروف بہ حضرت خواجہ بیرنگ باقی باللہ قدس اللہ تعالیٰ سرہ و رحمہ و رضی عنہ و  
افاض علیہما من بیکاتہ و اسرارہ کے احوال شریفیہ کو مختصر طور پر سب سے پہلے آپ کے ایک مرید پاک دل نے  
قلم بند کیا ہے۔ اس نے اپنا نام ظاہر نہیں کیا ہے۔ البتہ جو مرثیہ اس نے اپنے پیرو مُرشد کا لکھا ہے اس  
میں اپنا نام رشدی لایا ہے۔ آیا یہ اس کا تخلص ہے یا نام۔ اللہ اعلم۔ اس نے جو کچھ لکھا ہے وہ حضرت  
سے سنا ہے۔ افسوس ہے کہ حضرت کی ابتدائی زندگی کے متعلق کچھ نہیں لکھا ہے۔ اس کے بعد کتاب  
احمدیۃ الباقیہ معروف بہ زبدۃ المقامات اور حضرات القدس کا درجہ ہے۔ ان دونوں کتابوں کے  
مصنف حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی قدس سرہ کے حلیل القدر خلائف میں سے ہیں۔ لکھتے ہیں:-  
حضرت کے والد بزرگوار قاضی عبدالسلام تھے۔ سمرقند کے رہنے والے، پاک باطن اور صاحب  
علم و فضل تھے۔ اکثر اوقات آہ و بکا میں رہا کرتے تھے۔ سمرقند سے کابل تشریف لائے اور وہاں آپ  
کی والدہ ماجدہ سے نکاح کیا۔ ۹۷۱ھ یا ۹۷۲ھ میں حضرت کی ولادت باسعادت ہوئی۔ نور و مسالی  
سے حضرت پر تجرید و تفرید و بقیۃ و بقیۃ اور آثارِ خلوت غالب تھے۔ سنِ رشد کو پہنچنے پر آپ نے مولانا صادق حلوانی



اور دوسرے اکابر سے علم ظاہر بہ تمام و کمال پڑھا۔ اس سلسلہ میں آپ ماوراء النہر تشریف لے گئے۔ اور تھوڑے عرصہ میں امتیازی شان پیدا کر لی۔

علم باطن اور خدا طلبی کا جذبہ عہد طفلی ہی سے آپ کے پاک سینہ میں ودیعت ہوا تھا۔ اس لیے ایام تحصیل علم ظاہر میں بھی جہاں آپ کو کوئی خدا رسیدہ پاک نفس ملتا تھا آپ اس کی خدمت میں حاضر ہوتے تھے۔ اور اس کی صحبت اور انفاس قدسیہ سے مستفید ہوتے تھے۔ اور علم ظاہر کی تکمیل کے بعد آپ نے ہند و پنج و بدخشاں کا سفر کیا۔ اور پائے طلب آپ کو پنجاب اور کشمیر تک لایا۔ جہاں بھی خدا رس ملا اس کی خدمت میں حاضر ہوئے اور فوائد حاصل کیے۔ جتنا آپ اہل دل کے قریب تر ہوتے تھے خدا طلبی کا جذبہ اتنا ہی تیز تر ہوتا جاتا تھا۔ اگر کوئی مجذوب ملتا تھا آپ اس کے پیچھے لگ جاتے تھے۔ چنانچہ لاہور میں ایک مجذوب جب آپ کو دیکھتا تھا۔ گالیاں دیا کرتا تھا بلکہ بعض اوقات آپ کو پتھروں سے مارتا تھا بااں ہمہ صرف جذبہ خدا طلبی آپ کو کشاں کشاں اس کے پاس لے جاتا تھا۔ ایک دن وہ دیوانہ فرزانہ آپ پر مہربان ہوا اور آپ کے حق میں اس نے دعائیں کیں اور آپ کو باطنی فوائد حاصل ہوئے۔

آپ کے ہندوستان آنے پر آپ کے بعض دوستوں کو علم ہوا۔ انہوں نے کوشش کی کہ آپ کو شاہ ہند کے عہدہ داروں کے زمرہ میں لے لیا جائے لیکن سلطان جذباتِ الہیہ کے سامنے کسی کی سعی و کوشش کا گرنہ ہوئی۔ دولت دیں اور متاع یقیں کی بادشاہت آپ کو ملنی تھی بھلا مخرقات و نبویہ سے آپ کیا متاثر ہوتے۔

ایک واقعہ میں حضرت خواجہ عبید اللہ احرار رحمہ اللہ آپ پر ظاہر ہوئے اور ارشاد فرمایا کہ مولانا خواجگی کی خدمت میں حاضر ہو۔ وہاں فتح یاب ہوگا چنانچہ آپ حضرت خواجگی رحمہ اللہ کی خدمت میں حاضر ہوئے بلکہ اسی دوران میں حضرت خواجگی بھی آپ پر ظاہر ہوئے تھے۔ اور فرمایا تھا اے فرزند ہم چشمِ پراہ ہیں تم ہمارے پاس کب آسے ہو اور پھر آپ حضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور نسبتِ شریفیہ سے پوری طرح بہرہ مند ہوئے۔ اس عرصہ میں آپ نے اپنے بعض دوستوں کو ہندوستان حضرت خواجگی کی خدمت میں حاضر ہونے سے پہلے خط لکھا تھا۔ اس میں آپ نے اپنا یہ شعر تحریر فرمایا تھا

من از محیط محبت نشاں ہی دیدم کہ استخوان عزیزاں بسا حل اوفتا دست



اور جب آپ حضرت خواجگی کی خدمت میں پہنچ کر سلطان ملک فخر ہوئے تو آپ نے ایک خط لکھا اور  
تحریر فرمایا :-  
می گزشتہم ز عینم آسودہ کہ ناگہ ز کیس  
عالم آشوب نگاہے سر راہم گرفت

چونکہ آپ حضرت کی خدمت میں پوری طرح صاف و مجلی ہو کر پہنچے تھے چنانچہ بھی صاف تھا۔ بتی بھی تھی  
تیل بھی حاضر تھا۔ صرف دیا سلائی دکھانے کی ضرورت تھی۔ وہ دیا سلائی حضرت خواجگی نے دکھائی کامل  
تین دن اور تین رات حضرت خواجگی نے آپ کو اپنے پاس خلوت میں رکھا اور پھر خلافت مطلقہ سے  
آپ کو سرفراز فرما کر ہندوستان جانے کی ہدایت فرمائی۔ اور ارشاد کیا۔ وہاں تمہاری وجہ سے اس  
طریقہ شریفہ کو رونق ہوگی۔ چنانچہ آپ نے ہندوستان کا قصد کیا اور دہلی تشریف لا کر قلعہ فیروزی میں  
جو کہ اب فیروز شاہ کا کوٹلہ کے نام سے مشہور ہے قیام فرمایا۔ آپ پہلی مرتبہ ہندوستان کب تشریف لائے۔  
اور بار دوم کب آئے۔ اس کا بیان نہیں ملتا۔ اس کو دیکھتے ہوئے کہ جامع ملفوظات نے لکھا ہے (د  
داخر ہا کہ امر شیخت و ارشاد متروک شدہ بود۔ الخ ص ۸۹ قلمی) اور لکھا ہے (فوائد سے کہ دیں دوسرہ  
سال ازاں حضرت بمستفیدان رسیدہ و در ماں پیش بہ ساہمانی رسید ص ۸۵) اور زبدۃ المقامات میں  
لکھا ہے (شاہ عظیم بر علوم مرتبہ ایشان ہیں پس کہ دوسرہ سال بر مسند شیخت بودند۔ دیں مدت قلیلہ  
چہ مردم کہ از خوان دولت ایشان روزی مند گردیدند۔ الخ ص ۲۹ قلمی) معلوم ہوتا ہے کہ آپ سب  
ایک ہزار تین یا چار کو بار دوم تشریف فرمائے ہند ہوئے ہیں۔ سنہ ۸۰۰ھ کو حضرت امام ربانی مجدد الف ثانیؒ  
آپ سے بیعت ہوئے۔ آپ کو یہ محسوس ہوا کہ جو خدمت مجھ سے پروردگار جل شانہ کو یعنی تھی وہ اسی  
مرد عزیز کی تربیت ہے۔ آپ مکاتیب شریفہ میں تحریر فرماتے ہیں (رقعہ ۶۵۔ شیخ احمد نام مرویست  
در سر ہند کثیر العلم قوی العمل۔ روز سے چند فقیر باوشمست و برخاست کردہ عیاتب بسیار از روزگار  
اوقات او مشاہدہ کردہ۔ بہ آں می ماند کہ چراغے شود و عالم با از روشن گردند۔ الخ)

گریہ و آہ و بکا و درود و ہمد آپ میں بدرجہ اتم تھا۔ بلکہ اگر کہا جائے کہ آپ کو اپنے پدر بزرگوار  
سے نعمتیں بوارشت ملی تھیں تو بیجا نہیں ہے۔ آپ کی والدہ مبارکہ جو نہایت عابدہ زاہدہ عین آپ  
کی بے قراری اور آہ و زاری کو دیکھ کر جیسا کہ آپ بیان فرماتے ہیں (دوسرے بحر و نیاز بدرگاہ بے نیاز  
آوردہ بگریہ و نالہ تمام می گفتند خداوند اماراد فرزند مرا کہ در طلب توازا ہمہ بگسستہ و از لذات جوانی



دست شستہ برآوردہ گرداں یا مرانندہ مزار کہ طاقت مشاہدہ اس ناکامی و بے آرامی اور اندام زبدہ  
 ص ۱۳۱ قلمی) خود آپ کی یہ بے قراری اور پھر آپ کی والدہ مبارکہ کی یہ دعائے نیم شبی نے جو رنگ دکھا یا یقیناً  
 اہل نظر کے لئے مقام صدی حیرت ہے۔ زبدۃ المقامات کے مؤلف نے ایک فاضل کا قول نقل کیا ہے  
 اُس نے کیا خوب کہا ہے (بعض شیخان بزرگ صاحب حال و قال دریں روزگار شصت و ہفتاد سال  
 در ہندو شنی گردند معلوم است کہ از ایشان کہ ماند و چہ ماند شاید بزرگی خواہہ شہا میں بس کہ پھل سالگی  
 رفتند و دوسہ سال ہدایت نمودند و علمے را بہرہ ور گردانیدند۔ الخ ص ۲۹۹ قلمی) جو کام پروردگار جل شانہ  
 و تم احسانہ کو آپ سے لینا تھا وہ یہ وجہ اتم لے لیا۔ اور مقتضائے ذرا ایت الناس یدخلون فی دین  
 اللہ آفتاباً فسبح بحمد ربک واستغفر لہ اِنَّہ کان تواباً۔ آپ لغائے محبوب کی تیاری  
 میں مصروف ہو گئے۔ سالکان راہ طریقت کو خلیفہ اجل عالی مرتبت حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی کے  
 سپرد کیا۔ اس سلسلہ میں حضرت کے رقعات شریفہ میں سے رقم ۸۴ کو دیکھا جائے۔ اور رقعات شریفہ  
 کے جامع نے جو عبارت لکھی ہے پڑھی جائے حضرت میر محمد نعمان بھی آپ کے خاص مریدوں میں سے  
 تھے۔ وہ فرماتے ہیں (ابن فقیر و بندگی حضرت اللہ الاعظم حضرت خواجہ بُود و ایشان ہمہ یاران خود و فرمودہ  
 بودند کہ در خدمت حضرت امام المتقین حضرت ایشان بروید و در خدمت ایشان مشغولی کنید و قسم شغل  
 کہ ایشان فرمایند ہماں روش مشغول باشید و در خدمت ایشان تعظیم ماکنید بلکہ توجہ خود بجانب مانہ کنید۔  
 و راں آئنا بہ ابن فقیر فقیر محمد نعمان فرمودہ کہ میان شیخ احمد آفتابے اند کہ مثل ما ہزاراں ستارہ در ضمن ایشان  
 گم اند۔ الخ ص ۲۳۹ زبدہ قلمی)

ہفتہ کے دن پچھلے یروں میں ۲۵ ماہ جمادی الآخرہ ۱۰۱۲ھ کو آپ کے گوش حقائق نبوش نے  
 صدائے بآیتھا النفس المطمئنتۃ الرجعی الی ربک راضیۃ مجتبیۃ فادخلی فی عبادی و ادخلی جنتی  
 سنی اور آپ بہ صد شوق راہی ملک بقا ہوئے۔ اَبْقَاءُ لِلّٰہِ وَحْدَہ۔ رَحْمَہُ اللّٰہُ تعالیٰ و غفرلہ  
 وَ رَحْمَتِیْ عَنْہُ وَ قَدْ مَسَّ سِرَّ

آپ نے اپنے یعدانی والدہ مبارکہ، دو بیواں اور دو پسر خور و سال چھوڑے۔ جن کی ولادت  
 سالہ پہلی ماہ ربیع الاول اور چھ ماہ رجب کو ہوئی ہے۔ میراث میں آپ نے یہ سامان چھوڑا۔ صرف  
 ایک روپیہ چند کتابیں۔ ایک گھوڑا اور ایک فرش (مفوضات ص ۳۱ قلمی) یہ ہے عیش فی الدنیا



كَانَ غَرِيبًا أَوْ غَابِرًا سَبِيلُكَ عَلَىٰ مِثَالِ مِثْلٍ هَذَا فَلْيَعْمَلِ الْعَامِلُونَ - رَحْمَةُ اللَّهِ عَلَيْهِ فِي كُلِّ حِينٍ وَآيِن -

## تصنیفات

رسائل مختصرہ نماز حقیقی و صوری اور توحید کے بیان میں اور تفسیر انموذ و بسم اللہ و فاتحہ و والشمس و اخلاص و فلق و ناس و آیت ہُوَ مَعَكُمْ و آیت اِیْنَمَا تُوَلُّوْا تَرْجُوْهُ دُعَائے قنوت و رسالہ نامہ تمام درسلوک جو رفات میں ۶۲ میں درج ہے اور شرح رباعیات رسالہ سلسلۃ الاحرار اور ۸۷ رفات جالفر و اور و مثنویاں و دو توارنخ تولد بر خور داران اور ساقی نامہ و سلسلہ پیران طریقت اور چند رباعیاں اور چند فرو۔ آپ کے ایک ایک لفظ سے آپ کے سوز و دروں کا پتہ چلتا ہے۔ آپ نے فرمایا ہے :-

## رباعی

صحرائیں زریں حذر کن کہ آستیں      ترمی کنم بہ گریہ و افشردہ می روم  
آں گلبنم بیلغ تو کنز یک نسیم لطف      نشگفتہ ام ہنوز کہ پژمرده می روم

## آپ کا نسب

صاحب مفوظات اور صاحب زبدۃ المقامات نے آپ کے نسب کے متعلق کچھ نہیں لکھا ہے۔ البتہ حضرات القدس میں لکھا ہے کہ آپ کے والد ماجد قوم سے خلیج تھے۔ خلیج کے متعلق قدیم تحقیق یہ ہے کہ خلیج ترک قوم کی ایک شلخ ہے۔ سردار فیض محمد خاں ذکر کیا صاحب کابلی کی تحقیق یہ ہے کہ خلیج افغان قوم کی ایک شلخ ہے۔ سردار صاحب افغانستان کے سربراہ اور ذی علم افراد سے ہیں۔ اس سلسلہ میں ان کا ایک مضمون چند سال پیشتر یورپ میں چھپ چکا ہے۔ مجھ سے یہ بات نو انہوں نے کہی ہے۔

آپ کی والدہ مبارکہ کے متعلق صاحب زبدۃ المقامات نے لکھا ہے (معنی نمائندہ والدہ ماجدہ) آنحضرت از دودمان سیادت بود و از قانات نسار الخ ص ۱۱۱ قلمی یعنی آپ کی والدہ ماجدہ سادات کرام



میں سے تھیں حضرات القدس کا پہلا حصہ جس میں حضرت کے احوال شریفیہ ہیں۔ اصلی فارسی اس عاجز کے پاس نہیں ہے۔ البتہ اردو ترجمہ ہے جو لاہور میں چھپا ہے۔ اس میں لکھا ہے (حضرت خواجہ اپنے نانا صاحب کی طرف سے حضرت شیخ عمر یا غستانی تک جو حضرت خواجہ احمد قدس سرہ کے نانا تھے پہنچے ہیں اور جناب خواجہ کی نانی صاحبہ خاندان سادات سے تھیں۔ الخ صفحہ ۲۱۵) بظاہر ان دونوں کتابوں کی عبارت میں اختلاف ہے پہلی کتاب نے آپ کی والدہ صاحبہ کو اور دوسری آپ کی نانی صاحبہ کو سادات میں سے بتایا ہے۔ اگر حضرات القدس کا اصل نسخہ فارسی کا ہوتا تو شاید یہ وقت نہ نظر آتی کیونکہ اس ترجمہ میں اس عاجز کو کچھ بڑے تصرف آ رہی ہے۔ صفحہ ۲۱۳ پر حضرت کا اسم گرامی اس طرح لکھا ہے (حضرت سید رضی الدین معروف خواجہ محمد باقی قدس سرہ) فقط سید یقیناً مترجم صاحب کا اضافہ ہے۔ پھر صفحہ ۲۱۵ پر لکھا ہے (حضرت کے والد بزرگوار کا نام نامی قاضی عبدالسلام غلجی سمرقند قریشی ہے) غالباً مترجم غلجی کو کسی مقام کی نسبت سمجھے ہیں اور اسی لیے انھوں نے قریشی کا اضافہ کیا ہوگا۔ تاکہ شروع میں جو لفظ سید کا لکھا ہے وہ صحیح ثابت ہو۔ اس عاجز نے اس سلسلہ میں حضرت کے منظوم کلام کو بطور غائر مطالعہ کیا حضرت کی ایک رباعی ہے۔ فرمایا ہے ے

بدست من امشب چومہ آراستہ است      غم چھو ہلال لاغر و کاستہ است  
اے صبح ببول میا کہ ترکاں مستند      وے شب بنشین کہ فتنہ برخاستہ است

چونکہ آپ نے پہلے مصرع میں اپنے محبوب کا ذکر فرمایا ہے اس لیے ترکاں سے اشارہ اپنی طرف کیا ہے۔ آپ نے اپنے کو ترک ظاہر فرمایا ہے۔ آپ نے اپنے فرزند خور و خواجہ محمد عبداللہ کی تاریخ ولادت کہی ہے۔ اس میں فرماتے ہیں ے

گلشکرے بوالعجبے دست داد      شکر ہندی و گل ترک زاد

آپ نے اپنے فرزند کو ایسا گلشکر یعنی گلقد بتایا ہے جس کی شکر ہندی کی ہو اور پھول ترک کا ہو۔ اس سے معلوم ہوا کہ اس فرزند عالی قدر کی والدہ کشمیری تھیں اور پدر بزرگوار ترک ہیں۔

حضرات القدس کا ترجمہ احمد حسین خان صاحب نے کیا ہے۔ یہ حضرت کے مزار پر انوار پر بارہا حاضر ہوئے ہیں۔ انھوں نے یقیناً وہاں وہ کتبہ بھی پڑھا ہوگا جو حضرت کے سر ہانے دیوار میں جڑا ہوا ہے۔ اس کتبہ میں پندرہ اشعار ہیں جو پہلے ایک لکڑی کے تختہ پر تحریر تھے اور تقریباً



پچاس سال پہلے پیرجی مظفر علی کے وقت میں سنگ مرمر پر ان کو کندہ کرا کے لگوادیا گیا ہے۔ دوسرا شعر  
اس طرح ہے ۔

حامی دین نبی محمدؐ امام المتقین      مورد فضل گرامی آل ختم المرسلین  
اس شعر میں آپ کو سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد میں سے بتایا ہے جو ساداتِ کرام ہیں۔ اور  
احمد حسین خان صاحب وہاں کے متولی صاحبان سے بھی ملے ہوں گے۔ (پیرجی مظفر علی سے) جو  
کہ اپنے کو آپ کی اولاد میں سے بتاتے تھے۔ اور اپنے نام کے ساتھ لفظ سید بھی لکھتے تھے لہذا  
کچھ بعید نہیں کہ انھوں نے اپنے خیال سے اظہارِ حقیقت کرتے ہوئے سید کا اضافہ شروع میں  
اور قریشی کا اضافہ خلعی سمرقندی کے ساتھ کر دیا ہو۔

معلوم ہوتا ہے کہ یہ کتبہ کسی نے بارہویں صدی ہجری کے اوائل میں لگایا ہے کیونکہ آثار الصنادید  
میں بھی اس کا ذکر ہے جو کہ ۱۲۶۳ھ میں لکھی گئی ہے۔

حضرت شاہ رؤف احمد مجددی قدس سرہ نے جو کہ حضرت شاہ غلام علی قدس سرہ کے اجل  
خلفاء میں سے تھے اور بعد میں بھوپال میں سکونت اختیار کر لی تھی ۱۲۴۹ھ کو کتاب جو اہر علویہ لکھی  
ہے اس میں تحریر فرماتے ہیں (سمرقندی الاصل کابلی المولد اند خلیج بودہ اند و اند جانب والدہ حضرت شیخ  
عمر باغستانی کہ جد مادری حضرت خواجہ احرار اند میر سند) اس عاجز کو خیال ہوتا ہے کہ حضرات القدس سے  
آپ نے یہ کلام اخذ کیا ہے ممکن ہے آپ نے بھی مزار پر انوار پر کتبہ لکھا دیکھا ہو اسی لیے خلیج کا اظہار  
ضروری خیال کیا ہو۔

ہندوستان میں بزرگانِ دین کو سید بنانے کی ہم کافی عرصہ سے جاری ہے ممکن ہے اسی جذبہ  
کے تحت آپ کو سید بنایا گیا ہو لیکن اس کے ساتھ اس عاجز کو ایک وجہ اور بھی معلوم ہوتی ہے، کہ  
کہیں حضرت کو بنا بریں سید نہ بنا دیا گیا ہو۔ وہ وجہ یہ ہے کہ حضرت کے بڑے صاحبزادہ خواجہ  
عبید اللہ معروف بہ خواجہ کلال قدس سرہ نے ایک رسالہ لکھا ہے اس کا نام ”مبلغ الرجال“ ہے۔  
اس رسالہ میں آپ تحریر فرماتے ہیں ”گوید بندہ سر افگندہ شرمندہ اذکر وارتباہ سراپا گناہ خانہ زاد خواجہ  
آفاق سبط آل ابی موید الملة والدين الرضی ابوالوقت خواجہ محمد الباقی قدس سرہ احقر عبید اللہ... الخ“  
آپ نے اپنے پدر بزرگوار کو آلِ نبی یعنی ساداتِ کرام کا سبط قرار دیا ہے۔ سبط عربی لفظ ہے۔ اور




اللہ نے لغت عربی میں اولاد کی اولاد کو سبط کہتے ہیں چاہے وہ پسر کی اولاد ہو چاہے دختر کی لیکن از روئے استعمال پوتے کو حفید اور نواسہ کو سبط کہتے ہیں۔ یہ استعمال آنا ذائع اور شائع ہوا ہے اور خاص کر اسلامی دور میں۔ کہ بعض اہل لغت نے لکھ دیا ہے کہ پوتے کو حفید اور نواسہ کو سبط کہا جاتا ہے۔ دیکھو المنجد میں لکھا ہے۔ سبط ولد الولد ویغلب علی ولد البنت مقابل الحفید الذی هو ولد الابن یعنی حفید پوتے کو کہتے ہیں اور اس کے مقابلہ میں نواسے کو سبط کہتے ہیں۔ حضرت حسن اور حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو سبط النبی (صلی اللہ علیہ وسلم) کہا جاتا ہے۔

پانچ سات سال ہوئے اس عاجز کو ایک صاحب نے لکھا تھا کہ حضرت خواجہ قدس سرہ صرح النسب سید ہیں۔ اور دلیل میں رسالہ مبلغ الرجال کی یہ عبارت تحریر کی تھی۔ اس دن سے یہ خیال ہوا کہ ممکن ہے بعض افراد اس عبارت سے مغالطہ میں پڑ گئے ہوں۔ اور پھر حضرت کی درگاہ کے متولیوں نے مزید ان کو مغالطہ میں ڈال دیا ہو۔ جو اپنے کو آپ کی اولاد میں سے بتاتے ہیں اور اپنا نسب سید قرار دیتے ہیں حالانکہ

بندہ عشق شدی ترک نسب کن جاتی کہ دریں راہ فلاں ابن فلاں چنیے نیست  
کُلُّکُمْ مِنْ آدَمَ وَآدَمُ مِنْ تَرَابٍ۔

مبلغ الرجال کی عبارت سے زبدۃ المقامات کے قول کی تائید ہوتی ہے کہ آپ کی والدہ ماجدہ سادات کرام میں سے تھیں۔ اور آپ سادات کرام کے نواسہ تھے۔ آپ سبط آل نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) تھے۔ اور آپ از بہت پدر بزرگوار قوم خلیج سے تھے جو کہ مشہور اور قدیم قول کی رو سے ترک قوم کی ایک شاخ ہے اور اسی قول کی رو سے حضرت نے اپنے کو ترک بتایا ہے۔ اور اپنے فرزند کو ترک پھول قرار دیا ہے۔ اور سرور انبیا فیض محمد خاں زکریا کی تحقیق کی رو سے خلیج افغان قوم کی ایک شاخ ہے اور یہ لفظ حقیقت میں خلیج ہے اور یائے نسبتی کے ساتھ غلطی ہے۔ والعلہ عند اللہ تعالیٰ

حضرت کامزار پرنوار پرائی دلی کی تفصیل سے (جواب صرف پُرانے نقشوں میں مل سکتی ہے) بہت غریب ہے۔ لاہوری دروازہ سے تقریباً چار فرلانگ بہت غریب قدرے مائل بہ جنوب قطب روڈ پر واقع ہے جو شمالاً جنوباً ہے۔ اور قطب روڈ سے عید گاہ روڈ جو غرب کو نکلی ہے اس کے مقام اتصال کے جنوبی کونہ پر واقع ہے (شمال)۔  مزار پرنوار چاروادی (جنوب)۔ میں ہے بہت شمال مسجد شریف کا محن ہے۔ آپ کے مزار پرنوار کی مشرقی دیوار کے پاس آپ کی والدہ



ماجدہ رحمۃ اللہ علیہا استراحت فرما رہی ہیں۔ صد ہا بلکہ ہزار ہا اللہ کے نیک بندے قرب و جوار میں چاروں طرف  
راحت کی نیند (نم کنوم العروس) سو رہے ہیں۔ اس عاجز کے دیکھتے وہاں کے فقیہین تقریباً تین حصہ  
قبرستان کافروخت کر چکے ہیں جو تھوڑا حصہ (تقریباً چوتھائی) رہ گیا ہے۔ اس کی بھی حالت خستہ ہے اور  
آثار اچھے نہیں ہیں۔ کل من علیہا فان۔ البقاء لله وحدہ۔ والصلوة علی رسولہ سیدنا  
محمد وآلہ واصحابہ وسلم۔

زید ابوالحسن فاروقی  
درگاہ حضرت شاہ ابوالخیر رحمۃ اللہ علیہ  
چلتی قبر، دہلی

جمعہ ۲۹ رجب ۱۳۸۴ھ  
۴ دسمبر ۱۹۶۴ء



ملفوظات



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

کلمات جانفزا و سخنان دل‌گشا

ملفوظات شریفہ و احوال مبارکہ حضرت خواجہ ربیع الدین قادری

نوٹ: حصہ اول (بعض تحریرات) است و جلد دوم ملفوظات است مجموعہ میں ہر دو حصے یک سالہ است کہ نام جامع و مولف آل ظاہر شدہ البتہ از نظم وے کہ در آخر نوشتہ معلوم می شود کہ وے کد شدی تخلص می کرد۔ رحمہ اللہ

بعد از حمد و صلوة نمودہ می آید کہ چون بسابقہ عنایت از لی و زہنونی سعادت لم یزلی ایں ذرہ آفر کہ نام خود را از غایت بے اعتباری شایستہ اندراج ایں نامہ بلند قدر منی بنید از جملہ باریافتگان در گاہ خواجہ بہاں پناہ مزج حق پرستان قبلہ راستان و درستان مہر دایت و سپہ معرفت النور الاثم و سر اللہ اعظم صاحب التصرف الایسے و الآفاق ابوالوقت خواجہ محمد الباقی النقشبندی الاولیسی مَنَ اللہ علیہ العظیمین یتقائے و شرح صد و اٹھ مسلمین بلفائدہ شد اکثر اوقات از ہیبت آل مقام خلوت خاص راہ پروں و شوار بودے مگر آن کہ لطف عمیم آن دریاے کرم دستگیری فرمودہ در آن موطن قدس جائے دادے و در بعضی مجالس کہ آن لسان وقت گہریز شدے بہ خاطر سوختہ و دل شیدا رسیدے کہ ایں کلمات جانفزا و سخنان دلگشا کہ سامع می افروزد و دینہ غفلت سے سوز و دل را پروا لگی سے فرماید و دماغ را بہ بہار می آویزد و بر ہوش شیشہ سے شکند و روح را باطلاق سے اندازد و در قید کثابت آوردہ شود تا ہر کہ مزہ حق پرستی در دل و لذت حق شناسی در ذوق و طلب تحقیق و راستی داشتہ باشد از مطاعہ آن خوش رقت شود و بہرہ بردار و ابوکہ پر توی از ضمیر آن صاحب دال بر وقت حشر افتد و دراز مضیق تعلقات غلاص بخشہ کنوں بآں خواہش فائز می گردد حق سبحانہ حضرت ایشان را بر مفارق طالبان باقی و پائندہ دارد و این جواہر گران بہا بر صفحہ ظہور آنا فنا جلوہ گر باد و بالنسبی وآلہ الاطہار الاحباب۔

لے نسخہ شیندہ



مخفی نماند کہ ہر جا دیں رسالہ لفظ حضرت ایشان ثابت افتد مراد حضرت خواجہ خواہند بود و آنچه  
 از معارف و حقائق کہ از زبان مبارک حضرت ایشان استماع می افتد چوں قوت مد رک محمراز  
 اوراک کنتہ آن قاصر بود و قوت حافظہ در ضبط عبارات شریفہ بعینہا غیر دانی اگر در ضمن بیان غلطی  
 در لفظ یا در معنی راہ یا بدعقول بر تصور و نقصان حال کاتب حروف خواهد بود و معنی اللہ عنہ و عن جمیع المسلمین  
 بعد ذلک خواستیم کہ مجلس از ابتداء احوال کریمت آل حضرت ایشان و استفادہ نسبت و اخذ طریقہ  
 از وسائط ما تقدم و بابتداء سے این رسالہ نقل کنم برخی از این خط شریف آنحضرت یافتہ شد و آن اینست  
 ابتدائی توبہ از معاصی در ملازمت خدمت خواجہ عبید کردہ شد لیکن خیال رجوع و عزم ترک  
 در باطن بود و التماس فاتحہ در نظر ایشان از خلفاء مولینا لطف اللہ بودند و مولینا لطف اللہ خلیفہ  
 مولینا خواجگی و عبید سے علیہ الرحمۃ بودند چوں توفیق استقامتہ نیافت بار دیگر توبہ در ملازمت بندگی  
 افتخار شیخ کہ در سمرقند تشریف داشتند و از کبار خانوادہ حضرت خواجہ احمد سیوی بودند کردہ  
 شد اگرچہ جناب ایشان رضائنداشتند و سے فرمودند شما جو ایند لیکن چوں عزیمت فقیر مصمم  
 بود بقصد رت فاتحہ خواندند و فرمودند خدا استقامتہ بدہد موافق تفرس آن بزرگواران آن عزیمت  
 بر ہم خورد و خرابی ہائے عجب روئے داد بار دیگر بے صنع و اختیار فقیر در بندگی حضرت امیر عبد اللہ  
 بلخی مدظلہ تجدید توبہ بظہور رسید مقرون بمصافحہ آن نعمتے بود غیر مترقب امید کہ برکات آن مواہبت  
 الی یوم القیام بماند القصر چند گاہ دیگر در مقام نگاہداشت محدود بود باز تاثیر اسم المصطفیٰ آن  
 سدر انسکست عاقبت بہ ہدایت صمدیت در خواب بشرط ملازمت حضرت خواجہ بزرگ خواجہ  
 بہا و الحق والدین صورت توبہ منعقد شد و میل طریقہ اہل اللہ بظہور رسید بکم انفریق یتعلق بکل  
 حیثیتش بر طرف دستے انداختہ عاقبت بعضے از مخادیم فرمودند کہ ذکر سے کہ معنعن تا  
 بحضرت رسالت صلی اللہ علیہ وسلم سے رسید نتیجہ منداست تپش بر انداشت کہ از ہمان عزیز طریق  
 ذکر و مراقبہ اخذ کردہ شد مدت دو سال بر آن ذکر و مراقبہ و ادوار و سلسلہ آن عزیز مدامت نمودہ  
 شد شنیدہ شدہ بود کہ تا سالک مدتی قریب بپہل سال میدان لا الہ الا اللہ را قطع نکرد بمنزای الا اللہ  
 نخواہد رسید سادہ لوحی بر آن میداشت کہ مرور زمان را در ذکر غنیمت شمار و وہمان صورت عبادت  
 قناعت نماید ہر چند کہ دیں میان اشارات غیبیہ و رسولک طریقہ دیگر ظہور سے کردہ قدم استوار را



از جامنی برداشت و در زمین کرم بزرگواران آن طبقه تخم و فیها ما تشتهیه الا نفس میگشت  
 انشاء الله العزیز عاقبت دست کرم آن تخم را از جویبار مالاعین رآت و لا اذن سمعت  
 سیراب گرداند بالاخره بکشمیر رسیده شد و بلازمت حضرت شیخ بابای والی قدس اللہ سرہ العالی  
 اتفاق افتاد و از برکات نظرش بهره مند شد۔ الحمد للہ والمنة کہ آن نظرات فتح باب قبول آمد۔  
 چون کہ حضرت شیخ از سلسلہ عالیہ نقشبندیہ نیز مجاز بودند و استعداد طالب متوجہ آستانہ آن بزرگواران  
 نفحات ربانیہ از وی سچہ پمال خالو اقبال فرمود و بعد از انتقال آنحضرت بدار القرا غیب مہمودہ خولہا  
 جلوہ گر شد و ارواح طیبات ایشان در مشرقات نمودن گرفتند و تلقینات فرمودند و ہمین توجہ  
 ایشان آن نسبت را قوی پیدا شدہ و ایرہ غیبت و سعی پیدا کرد و راہ روشن شد و فی الجملہ جمعیت دست  
 و او تا آنکہ بجنب عنایت ایشان بخدمت مخدومی حقایق پناہی ارشاد و ستگاہی حضرت مولانا خواجہ  
 انگلی رسیده شد و بطوع و رغبت خود جمعیت و مصافحہ بدست آوردہ و طریقہ خواجگان اخذ کردہ شد  
 و بطغیان ملازمت آنحضرت و ارواح طیبہ خواجہ نقشبند و خلفاء ایشان در سلک افتادگان این راہ  
 و نیازمندان این درگاہ درآمدہ شد اللہم آجبتہ مسکیننا و امینہ مسکیننا و احقرہ فی  
 فی و مشرکنا المساکین و السلام علی من اتبع الهدی انتہی کلامہ۔

## شنبہ غرہ صفر مختم اللہ بالخیر و الطفر سنۃ تسع و الف

سعادت حضور روی داد و دریں اثنایں فقیر اول بجا سنے آویخته بود چنانچہ خطرہ او بسیار  
 می آمد و تشویش میداد بزبان باطن ہمے از حضرت ایشان درخواستم کہ ازین تشویش خلاص یابم۔ زمانی  
 بریں بگذشت کہ از مخلصان تو کہ خدا سے از دور درآمد و سلام کرد عنایت بسیار و بارہ او فرمودند و امر  
 نشستن کردند بعد از زمانی بلفظ مبارک راندند کہ کہ خدائی سے ضرر دارد۔ ضرر اول بنفس عاید شود چہ نفس  
 و باعث شہوت پیدا آید مثل مار سرماندہ کہ بچرکت جنبش افتادہ بود۔ ناگاہ تاب آفتاب باور رسید جان تازه  
 یافت این زمان از قید احاطہ بدر میرود و علائق آنکہ منہک و رشوت کامرانی نکرد و عنان اختیار کشیدہ



دارد. ضرر ثانی بدل راجع گردد و آن بر طرف شدن یقین است. چه درین محل فتور سے در یقین راز قیمت  
 رزاق حقیقی و نقصانے در توکل حق سبحانه راه یابد علاجش آنکه غم روزی نباید خورد که رزاق علی الاطلاق  
 ضامن عباد شده است. بهمدین محل فرمود که توکل نہ آنست که ترک اسباب کنند بنشینند چه این سوء  
 ادبی است بلکه اقامت بسبب مشروع مثل کتابت و غیره میباید کرد و نظر بر مسبب میباید انداخت  
 زیرا که سبب مثل دروازه است که حق سبحانه برائے وصول مسبب ساخته درین میان کس دروازه را  
 بر بندد که از بالا خواهد بر تافت بی ادبی کرده باشد چه دروازه بنا کرده اوست و ولایت دارد. بر اینکه کشاده  
 بنشینند بعد از آن اوداند خواه از راه دروازه فرستد یا از بالا بر تابد و آنها که بنشینند و در بر بندند و نظر بر فتوح  
 دارند ازین باب است چه با وجود قدرت بر کسب نظر بر فتوح داشتن بیهمتی و ترک اسباب است  
 ضرر ثالث بروج راه یابد و آن سحسی انجذاب است که از فراطیل بصورت جمیله پیدامی شود چه روح مثل  
 انجذاب حق است سبحانه در زمانیکه میل بصورت جمیله پیدا گردد و انجذاب آنجذاب کین رفت علاجش همکام میل  
 مفراط بصورت جمیله پیدا نکند چه کسیکه درین نشاء بعشق صورت مبتلا ماند تا بدود حجاب عظیم است و اگر آن صورت  
 نامحرم باشد در آن نشاء تواند بود که بشکل کریمش مبدل سازند و او را بدان مبتلا گزارند. در آن وقت لبے  
 از لذت حضور بحق سبحانه بمشام او نرسد و آنکه بعضی عشق صوری را طریقی نهاده اند محل تامل است و در طریقه  
 عالیه نقشبندیہ قدس اللہ تعالیٰ ارواحهم بغایت مُبَعَّد است بهمدین محل فرمودند که در بعضی کتب مسطور است  
 که خواجہ بزرگ حضرت خواجہ بہاؤ الدین نقشبند قدس سرہ بہ بعضی غلیظ الاستعدادان در آوان ابتدا احیاناً  
 باین روش مداوم میکردند که عشق صوری پیدا کنند بعد از آنکه پیدامی کردند کمال بے تعلقی شان بجاهل آئے  
 چنانچہ غیر از همان یک تعلق تعلق دیگر نمی ماندند باندک تصرف دل آنها را از محبت صورت می گذرانیده  
 اند. لاجرم چون جمیع علائق مرتفع می شد حضور و آگاهی شان پدید می آمد و این عمل حضرت مبتنی بر آن مشاء  
 فقه است اگر طیب حافظ به بیماری امر با تکاب شی حرام کند که علاج منحصر درین است از تکاب آن جائز  
 است نزد بعضی ائمہ و صاحب کشف المحجوب که از امامان طریق است مکفیر قومی که با باحت این امر خایل  
 شده اند کرده چه جائے آنکه مدار سلوک برین نهاده باشند و حضرت خواجہ بزرگ نہ آنست که باطل این سلوک  
 امر باین کار میفرمودند بل کسانیکه میل در آمد طریق میداشتند و در استعداد او شان قبول طریق حضور و آگاهی  
 ابتدائے بود در آوان ابتدا چند روز درین کار میگذرانند و بمقصد اعلیٰ میرسانیده اند و درین اثنا بنده



در گاہ عرضداشت که اگر کسی را در عین سلوک طریق حضور ابتلا باین بلا واقع شود علاجش چه کند فرمودند، اگر مُرشدی داشته باشد باو بگوید تا بتصرف او را ازین مملکت بر آرد یا سفر اختیار کند آن شهر را بگذارد و چون او در درزش نسبت حضور و آگاهی بجای خواهد بود او را محبت مفرط خواهد بود و سفر بر و چنداں شاق نخواهد آمد چه حضور خاصیت دارد که در برابر او هیچ چیز را لذتی و رونقی نماند و این بیت را در اشاره به تحصیل دوام آگاهی خوانند

بیت - چند گاه بے لب و بے کام باش  
بعد ازاں بنشین و یارِ جام باش

بعد ازین موافق این سخن فرمودند که حضرت خواجہ ما خواجہ احوال قدس اللہ سرہ مخلصه داشتند۔ ملا لطف اللہ نام مردی منبسط بر مطابہ بود چنانچہ بعضی اوقات حضرت خواجہ را خوش می آمد باو سخن میکردند روزی از او پرسیدند کہ ملا لطف اللہ اگر کہ خدا شوی چه طور زنی خواهی خواست۔ گفت سبز و شیریں۔ فرمودند و اندک زمانے شیریںها خواهد رفت ہمیں سبزی خواهد ماند۔ ہم دریں محل فرمودند کہ از اکابر بیچ کس بکمال صورت متوجہ نمائندہ است و حضرت مولانا عبد الرحمن جامی قدس سرہ السامی کہ از پیشروان این قافلہ بودند و در آخر تبری ازین نمودند چنانچہ احوال ایشان و بسیاری از سخنان ایشان دلالت بر این معنی دارد۔ و اذان جمله است این رباعی۔ رباعی

رفت آنکہ بہ قبلہ بُست اَرُو اَرَم حریف غم شاں بلوچ دل بہ نگارم  
آہنگ جمال جاودانی دارم غمنے کہ نہ جاوداں ازو بیزارم  
انتہی کلامہ سلمہ اللہ تعالیٰ و البقاء چون کاتب از مجلس برخاست دل سرودی تمام اذان علاقہ  
دست داده بود و بالکلیہ مرتفع شدہ۔ الحمد للہ والممنۃ۔

## یکشنبہ دوم صفر ختم اللہ بالخیر والظفر نہ مذکور

دولت زمین بوس رُوئے داد از حاضران شخصے از معنی حضور بے مزاحمت نفی و اثبات کہ در مسائل این طریقہ عالیہ واقع است استفسار کرد۔ فرمودند چون حضور صاف بخود قائم دست و ہر محبت نفی و اثبات را گنجائش نماند ہم دریں محل بر لفظ مبارک رلند کہ تا حضور ذاتی کہ حضور صاف عبارت ازاں است سالک را حاصل نشود از تقیہ توحید جسمانی خلاص نیاید چه توحید صوری و در مراتب اجسام



می باشد چنانچه وجود جسمانی خود را و غیر را وجود حق دانند و درین وقت تمیز و تفرقه باقی است روح بغنا و انمحلال  
 نرسیده است زیرا چه روح است تمیز هر چیز را پس موجد توحید که مقرر علمائے دین و صوفیای محققین است  
 رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نرسیده و آن عبارت از مدلول کریمہ و اللہ من ذرایہم محیط کہ تنزیہ  
 صرف کہ منزہ از صفات تنزیہ است تا فروغ حضور ذاتی در نگیرد و روح را بغنا و انمحلال نرساند حجاب  
 از چہرہ مقصود بر نہ افتد اگر چه آن حال لمحہ باشد و این ہماں قدر کہ در تقدیر رفتہ است روئے می نماید  
 علی تفاوت الاستعداد پس ہمیشہ منتظر باید بود کہ حق سبحانہ بوجہ محبوب حقانی کہ مقربان خود را بد آن  
 مخصوص گردانیدہ است مشرف سازد و این جا کسب را اصلاً دخل نیست محض بوجہیت وی تعالیٰ و  
 تقدس و ست و ہر دین مقام مضمون این مصرع -

از علم گذشتیم و بمعلوم رسیدیم

واضح گردد - ذِیَالِکَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِیمُ ط

## پنجمینہ ششم صفر نہ مذکور

بدولت حضور مشرف شد سخن در تحقیق محبت ذات و محبت صفات رفت بر لفظ مبارک  
 رانند کہ محبت صفات آنست کہ کسی بشخصہ محبت دارد و ازین بہت کہ او عالم است یا شجاع درین  
 وقت محبت او منوط بصفت علم و شجاعت باشد چنانچہ اگر این اوصاف از او مرتفع شود محبت اہم نماید  
 و محبت ذات آگاہ اورا دوست دارد و بی ملاحظہ بیچ صفتی نہ در وقت اتصاف او بصفتی در محبت ترا بیچ  
 و نہ در وقت عدم اتصاف نقصانی ہم درین محل فرمودند محبت ذات از اہل شہود کسی راست کہ غرض خودش  
 در میان نباشد چنانچہ بعضی ازین بہت دوست دارند کہ از مشاہدہ اولذتی و سروری در ایشان پیدا  
 شود و بعضی بہت نہ بینند محبت بذات صرف او دارند اگر درین مقام تجلیات جمال اولذت و سرور  
 بایشان رسید بیچ منافات ببحث ذاتی ندارد بلکہ این کمال محبت ذاتی است ہم درین محل کتابی از مصنفات  
 حضرت مولانا عبد الرحمن جامی قدس سرہ السامی کہ پیش حضرت ایشان نہادہ بود برداشتند و کشادند - این  
 حدیث قدسی برآمد کہ مَنْ قَتَلَهُ مُحِبَّتِي فَأَنَا وَلِيِّكَ بایانی عالی فرمودند کہ حق سبحانہ بیان طریق مراقبہ



فرموده است کہ ہر گاہ محبت ذاتی بر تہ فناء و امانت برسد محب بذوق یافت و تجلی ذات فائز گردد و اینجا دیت ہمیں ذوق یافت است کہ بعد از فنا و محبت ذاتی بظہور میرسد یعنی طریقہ مراقبہ مذکورہ کہ عبارت از ظہور محبت ذوقیہ است البتہ موصل بمقصود است۔ بعد از این سخن فرمودند کہ مدار طریقہ ما بریں سہ چیز است۔ رسولؐ بر عقائد اہل سنت و جماعت۔ و دوم آگاہی و عبادت۔ ہر کرا وریکی ازین ہا فتوے رفت از طریقہ ما بر آید فنعمو ذی اللہ من الذل بعد العزو من الرد بعد القبول ہمدین محل محرر این سطور عرضداشت کرد کہ آرزو دارم کہ ہر چہ در حضرت عالی مذکور می شود با اجازت آنحضرت در قید کتاب آورده شود۔ بعد از خواہش بسیار فرمودند بنویس و من نمائی خوشحال شدم و فرحت عظیم من روی نمود بخاطر آوردم کہ این دولت بس عظیم است کہ نامزد روزگار من شدہ و غالباً این خوش حالی نفسانی بودہ است۔ مجلس چند کہ بے اجازت نوشتہ بودم در نظر مبارک در آوردم فرمودند این نوع سخنان در کتب مردم بسیار است چہ احتیاج کہ بگوئید من از فلانی شنیدم عرض کردم کہ مرا بتو این سخنان باطن نورانی میگردد و وقت فہم سخنان اکابر روی می نماید و راہ روشن می شود فرمودند کہ اگر شمار اباین نوع سخنان سری است چیزے ازین علم بخوانید نوشتن چہ در کار است ننویسید کہ نفس شمار درین جا دخل است لاجرم دست ازاں دولت کوتاہ کردہ آمد و خاطر ادا دہ منصرف شد۔ ابیات

مرا این غول نفس دیو کردار / ننگد اندر خوابی ہائے بسیار  
کنون زیں باد یہ تا کار و اہم / مگر گرس رساند استخوانم  
تا آنکہ در شہر رمضان المبارک سند مذکور عنایت الہی در کار شد و طالع یاوری کرد و غنیچہ امید بشکفت و از چہرہ مقصود پرودہ بر افتاد و نخل سعادت بہار آمد یعنی جناب میاں شیخ احمد سرمندی وغیر ہم کہ از مقربان و مقبولان در گاہ خلایق پناہ اند تقریبی ساختند و مکرراً درخواست قبول این امر خطیر کردند۔ بعد از تامل و تردد بسیار قبول کردند و فرمودند سخنی کہ در طریقہ دخلی داشتہ باشد بنویسند و حکایات و معاملات مشائخ را کہ مذکور می شود بیان ضم ز سازند و کافی راست نہ کنند چون آرزوی این تقریر بنیل این مراد سابق بود و بواسطہ نفسانی و وداعی طبیعی و دین مدیتہ بگوشتہ رفتہ و بی قوت گشتہ لاجرم این دولت باز بن انتقال کرد و این سعادت نامزد طالع این شوریہ



شد۔ بیت

مور مسکین جو سے اشت کہ در کعبہ رسد دست در پائے کبوتر زد و ناگاہ رسید  
 حسب الامر العالی حکایاتی کہ در خلال مجلس اقدس مذکور می شود ہر چند فوائد عظیم در ضمن آن  
 مندرج میسود حتی الامکان زبان قلم اذان نگاہ داشته آمد الا در جائیکہ تحریر سخن حضرت ایشان موقوف  
 بر آن بود اکنون بتائید الہی واستمداد از ارواح طیبہ حضرت خواجگان قدس اللہ تعالیٰ ارواحہم و  
 استعانت از باطن اقدس حضرت ایشان دریں امر شروع نمایم ونعوذ باللہ من المخلل والزلزل۔

## پنجشنبہ یازدہم ماہ رمضان المبارک سنہ تسع و الف

بسعادت زمین بوس مشرف شد بعد از افطار مروے از صوفیان شیخ جلال تھانیسری بملازمت  
 آمد نظام این مرد قبل از افطار آمدہ بود و منتظر طعام خیلگی برداشتہ و این شخص ہمیشہ بعد از ادای  
 تہجد طعام میخوردہ است و صوم دوام میداشتہ حضرت ایشان این معنی روشن گشتہ حاضران را مخاطب  
 ساختہ فرمودند کہ روزہ داشتن در صفت حق سبحانہ آمدن است۔ چون او تعالیٰ و تقدس از اکل و شرب  
 منزہ است بندہ میخواہد کہ زمانی متعلق باین خلق شود لیکن اظهاراً للبحر بانکہ کہ سحر بخورد آنگاہ بادب و عجز  
 در روزہ شروع نماید تا از دائرہ بندگی بر نہ افتد و قدرت و قوت کہ صفت خاصہ اوست عز و علا مخصوص  
 او را ندیدہ بود و همچنین قیام لیل نیز در صفت حق سبحانہ در آمدن است۔ چون او تعالیٰ و تقدس منزہ  
 از نوم است بندہ درین صفت با و اقتدا نمودہ قیام لیل شروع می نماید باید کہ گستاخانہ با حول و قوہ خود  
 درین صفت در نیاید و اول شب بطعام تعبیل نماید تا عجز خود عرضہ داده باشد۔ آن مرد فی الحال از وضع  
 سابق برگشتہ طعام طلبید و گفت اگر طعام حاضر باشد بخورم گویند این مرد بغایتی برقرار داد خود را سخ بود کہ  
 بختہ والدین ہم اول شب طعام نخوردی۔ ہمیشہ بعد از تہجد و تراویح تناول کردی و پیوستہ صائم بودی  
 بعد ازان برائے کاریکہ آمدہ بود عرضہ داشت و باز گشت ہمدین محل فرمودند کہ در فوائد الفوائد دیدہ شدہ  
 است کہ او اہل حال روزگاری ابراہیم ادرہم قدس سرہ قوت خود بہیزم کشتی میکردہ اند در ان ایام از عبادت و مراقبہ  
 بملازمت ایشان آمدہ است کہ تمام شب قیام کردی بر ایشان تحقیق شدہ کہ لقمہ او پریشان است، با و



فرمودہ اند میتوانی کہ روزے چند از طعام مایخوری ولی راضی شدہ در دوسہ روز بہرکت لقمہ پاک کار  
او بجائے رسید کہ در سنن موکدہ ہم تعادی از و نمیدہ مے شد انتی کلامہ سلمہ اللہ تعالیٰ و البقاء ظاہر اقیام  
او نفسانی بود و بطیفیل لقمہ پاک نفسانیہا نابود گشتہ بجائے او حقانیت متولد شدہ باشد واللہ اعلم

## چہار شنبہ بست و یکم شہر شوال سنہ مذکور

سعادت حضور روئے داد نفحات الانس مطالعہ می کردند سخن در جاہ افتاد فرمودند شیخ ابو  
عبد اللہ حنفی جہی داشت کہ مشاہیر روزگار و دختران خود را برائے افتخار و تبرک برسم نیاز پیش او  
آوردند و او بنکاح گرفت و بجای ہر کدام یکی را از زمان سابق طلاق گفتے ہم چنین تا ہفتاد زن  
بہم رسیدہ بودند و بہ بیچ کدام ازین ہا نزدیکی نکرده چون ایشان را دریں معنی توہمی بخاطر آمدہ ہمہ اینہا  
جمع شدہ پیش یکے ازینہا کہ صاحب جمال و دختر وزیرے بود و خدمت شیخ بسیار کردے و شیخ باو  
میدے داشت آمدند و از حقیقت حال استفسار کردند وی گفت : ایں قدر دایم کہ روزے دست  
من بگریبان خود فرو برد . دیدم کہ از سینه او تا ناف ہفدہ گلولہ برآمدہ بود . سر آں پرسیدم گفت اینہا  
از مریضہ است کہ از مثل تو نازنینی خود را نگاہ میدارم . ہمہ درین محل فرمودند کہ حق سبحانہ تعالیٰ مقتدایان  
را در ہر زمان بطورے میدار و کہ صلیح مریداں آنوقت در آنست ہمانا مریداں آنوقت را کہ خدائی  
مضر بود . درین اثناء مجددی از حاضران سوال کرد کہ اینہا کہ حکم کردہ اند و اشارت بزرگانہ کرد کہ در  
نفحات مذکور اند و تشخیص احوال مشلح نمودہ اند کہ فلاں بزرگ چناں بود و آن دیگر چنین . مگر در  
روح محفوظ حال او را دیدہ گفتہ اند یا بقیاس و تخمین فرمودند کہ ہرچہ میگویند بالہام حق سبحانہ تعالیٰ  
یا بتفرس کامل کہ ایشان را حق سبحانہ تعالیٰ عطا کردہ است و ریافتہ حکم میکند و ہر کدام بر اندازہ صفات  
خود کہ از مبداء صفات قیاض نفیبتہ ایشان شدہ است چہیزے می فہمند . ائمہ مجتہدین از معانی قرآن  
نکات علوم شرعیہ استخراج کردند و اولیاء اللہ حقائق و معارف ازاں معانی فراگرفتند ہمہ درین محل  
فرمودند کہ شخصے از حضرت امیر المؤمنین علی کرم اللہ وجہہ پر سید کہ شما از اہل بیت آل سرور صلی اللہ علیہ وسلم و از  
شما قریب ترے نبود شما چہیزے گفتہ باشند کہ بدگیران نہ گفتہ اند چنین نیست آنچه بدگیران گفتہ اند بما ہم



گفته اند و آنچه با گفته اند به گفته اند اما مارافے دور یافته داده اند که بدیگران نداده اند و ایس دو بیت  
از مثنوی خوانند

اہل دین از دور نامت بشنوند      تا بقعر تار و پودست در روند  
بلکہ پیش از زادن تو سال ہا      دیدہ باشند ترا بحال ہا  
باز آن مجذوب عرضہ داشت کہ اَلْحَقُّ هِدًى یُخْطِی وَ یُضِلُّ یعنی خلاف اولیاء نیز از مقولہ خلاف  
ائمہ شرع است۔ فرمودند خطائے این طائفہ در مفهوم کلام یک دیگر است نہ در اصل مسئلہ۔ در اصل  
ہم متفق اند خطا در مفهوم کردہ اند از ان رو کہ قائل فصیح نیست۔ در عبارت او قصور سے است کہ  
بدلول مفهوم نمی شود یا از ان جهت کہ حال ایں بحال آن دیگر برابر نیست۔ زوائد احوال اور بحسب حال  
خود رنگ و بوی فرافرتہ و تخطیہ کردہ است و تخطیہ شیخ علاء الدولہ سمنانی نسبت شیخ محی الدین ابن  
عربی از قسم ثانی است۔ در نفحات مذکور است کہ بعضی از فضلا کہ بہر دو ایشان معتقد اند تحقیق فرمودند  
کہ مخالفت بینہما جزو مفهوم نیست والا در اصل مسئلہ بیچ نزاعی ندارد لیکن آن فاضل مخالفت را  
از قسم ثانی ندانستہ و عدم فہم را عند سے نیاوردہ۔ وہم در نفحات مذکور است کہ شیخ علاء الدولہ در حاشیہ  
فتوحات نسبت بہ شیخ نوشتہ است اَیُّهَا الْحَقُّ اَیُّهَا الصِّدِّیق و در جامی تخطیہ و تکفیر کردہ است  
ایں سخن مقوی آنست کہ تخطیہ بحسب عدم فہم است یعنی آنچه یافتہ است قبول داشتہ و آنچه نیافتہ نفی  
کردہ اصلاً نفس را در ایں جا شائبہ نیست باز آن مجذوب عرضہ داشت کہ اینہا استغداد ہا آوردہ بودند  
کہ چنین شدند یا بتوجہ مرشد بمراتب ولایت رسیدند۔ فرمودند کہ ہم ایں بود وہم آن چہ استاد کیما کہ  
از چند جوہر مثل سیلاب و مس و غیرہ طلسمی سازد از خاک نمی سازد۔ بیت

بس نکتہ لطیفست بماید کہ تا کسی      مقبول طبع مردم صاحب نظر شود

لحقی سخن در احتیاط لقمہ افتاد از اکابر عربیہ را نام بودہ فرمودند کہ او گفته است کہ وقت طعام  
خوردن حاضر باید بود کہ بغفلت خوردہ نشود چہ لقمہ بمشائے تخم است اگر از سر حضور بکار رفتہ است  
حضور می آرد والا پریشانی و غفلت اگر چہ لقمہ پاک ہم باشد از حاضران فقیر سے سوال کرد از ایں جا  
ظاہر می شود کہ اگر بشبہت ہم بخورند و حاضر باشند حضور آرد فرمودند چون نہ اما در آرام البتہ قوری  
خواہد رفت و راہ ترقی جزو دامن آرام نیست۔ صاحب آرام مثل سائلے است کہ بود کریم البتہ آدہ است



و پیوستہ طلب میکند لاجرم چیزے باو میرسد و موافق این سخن این حدیث خوانند مَنْ دَقَّ بَابَ الْكَرِيمِ  
 دَکَّ دَکَّجَ وَ کَکَّجَ وَ اگر آرام ندارد و قلقلی خواهد داشت. صاحب این قلقلی مثل سائے است که بر درِ کریم است  
 و این طرف و آن طرف بهمات هم میگردود و شکایتے دارد که بمن نمی دهند و چرا نمی دهند. درین حال  
 باو چیزے نمی رسد. این فقیر سوال کرد که درائے آرام و قلقلی حالتی دیگر هم است. فرمودند که حالت طالب  
 ازین دو بیرون نیست. یا آرام است یا قلقلی. و هر که هیچ ازین دو ندارد طالب نیست. هم درین محل  
 فرمودند که لقمه شبیه مثل دو دوسے است که میان رانی و مرئی حائل می شود و چهره مقصود را از نظر می پوشد  
 و آنکه بحضور الهی آشناست می فهمد و در قلقلی افتد و بعضی از عزیزان مریدان را از دو سفر منع میکردند  
 از سفر نرسال چه اوقات آنجا اکثری احتیاط بوده لاجرم مریدان ضرر میکرد و از مقصود باز می داشت  
 و از سفر بمن چه آنجا حسن بسیار است تا ناگاه گرفتار حسن نشوند و از راه بازمانند و آنکه بعضی اذن به عشق  
 صوری میکردند و خود وقت تصرف باز داشت آن می یافته اند و در مرید استعدا و آن می دیدند که کار  
 اوبی این پیش نمی رود و اما از عشق صوری کسے بجائے نمی رسد و بسیار مضر است آنچه کسے را بجائے  
 می رساند راه باطن او است و این ابیات خوانند.

### ابیات

ذات تو خرمین تست و کیسه ات	در تو را یعنی محبوب و لیسه ات
کیسه و خرمین تو هم ذات تست	وین برونی با همه آفات تست
همچو نابینا مبر هر سوائے دست	با تو در زیر کلیم است هر چه هست

روزے یکے از مخلصان را پرسیدند که در ملازمت مایچه نیت می آئی عرضہ کرد و بنیت آنکه  
 مسلمانی شوم. فرمودند مراد همین است بعد این فرمودند مسلمانی تسلیم و انقیاد است مرا احکام ازلی تا  
 تجلی ذاتی بروی اتم نشود و مسلمان شدن مشکل است. مصرعہ  
 این مشو آن مشو مسلمان شو

روزے بعضی از علماء که بشرط ملازمت آن آستان مشرف اند و شرح باعیات که  
 از مسودات قلم حقائق رقم حضرت ایشان است برین سخن که صور علمیه عکس اعتبارات و حیثیات  
 ذات است و نمودن خارجیات کائنات عکس العکس یعنی عکس آنصور علمیه است که بر آئینه ذات افتاد



شبه داشتند که اگر عکس صور علمیه بر ظاہر وجود افتد۔ نہایت ذات حق و خلیت وجود مطلق تعالیٰ شانہ لازم می آید۔ ہمدین وقت حضرت ایشان بر وقت آنها رسیدند۔ پرسیدند کہ چه مذاکرہ میرفت چوں شبہ خود را مقرر ساختند حضرت ایشان در جواب آن فرمودند کہ بی نہایتی حق سبحانہ تعالیٰ نہ بآن معنی است کہ در اجسام است باعتبار طول و عرض بآن معنی است کہ بی تعین و تمیز است و بیکر محل آن صور ذات نیست کہ خلیت لازم آید بلکہ محل آن وہم است چنانچہ صورت متعقش در آئینہ نہ درون او نہ بدون او است اما وہم حکم میکند کہ بر ذریعہ آئینہ است و محل او خیال است کہ آنرا مثال متصل گویند و آئینہ همچنان بر صرافت بزرگی خود ہمدین محل فرمودند کہ توحید حاصل می باید کرد۔ توحید محققین از علمائے متکلمین لا مؤثر فی الوجود إلا اللہ است یعنی تمام قدرت خود را بحق سبحانہ وادون و خود را از ان خالی ساختن۔ اگرچہ بعضی از متأخرین علماء قدرت مؤثرہ را ببنده ہم فی الجملہ اثبات می کنند و توحید ایشان لا معبود إلا اللہ است اما مذہب اصح ہمانست کہ لا مؤثر فی الوجود إلا اللہ و صوفیہ چنانچہ فعل و قدرت را منسوب بحق می کنند۔ باقی صفات سبعہ را مثل علم و سمع و بصر و حیات و کلام نیز منسوب بحق میکنند و می گویند لا معبود إلا اللہ بالجملہ توحید حاصل می باید کرد اگر آن عکس یا عکس معلوم نشود و در قیامت مواخذہ خواهند کرد و ہر چند ازین توحید خاص نخواہند پرسید و آنچه تکلیف بآن کرده اند معنی لا معبود إلا اللہ است اما چون اخلاص تام بی این توحید کہ مقرر صوفیہ است پیدا نمی شود و لا اللہ الا اللہ الخالص ضرورت این توحید حاصل میباید کرد تا اخلاص پیدا شود۔ وصل۔ روزے مقامات شیخ حسین خوارزمی قدس سرہ مطالعہ میکردند تعریف شیخ خلیل اللہ کیکی از خلفائے شیخ بود بسیار کردند و فرمودند جب جاہ از دہ بر طرف شدہ بود باین تقریب فرمودند کہ جاہ و دجاہ است یکی جاہ عند الناس کہ از بقایائے نفس است آن خود بطور این طائفہ شرک است و جاہ عند اللہ کہ از بقایائے روح است و آنکہ گفتہ اند کہ اخیر ما یخرج من رؤس الصدیقین حب الجاہ مراد قسم ثانی است از و این جاہ بر طرف شدہ بود۔ چنانچہ چند تن از مریدان کہ ہم در طریقہ ایشان استقامت و شہنشی پیدا کرده بودند نزدیک مزار اومی بودند و خلوت می بر آوردند و ہرگز جای نہ رفتند و شیخی نکردند و این از آثار آن نظر است و ایضاً ہم دین مقامات مذکور است کہ یکے از صوفیان شیخ را قدس سرہ حالی پیش آمدہ بود و شیخ عرضہ داشت کہ من خود را در صحرائے نورانی بحق سبحانہ حاضر مییابم و در وقتے کہ



بایاران نشسته ام ازین غایبم و در آن صحرای حاضر شیخ او را اشارتی داده فرمودند که خلوت در انجمن که در سلسله عالیہ نقشبندیہ میگویند این است حضرت ایشان فرمودند که خلوت در انجمن که درین سلسله مشهور است چیزی دیگر است و این چیزی است که مبتدیان این طریقہ را در دوسہ روز و سہ می نمایند یعنی سخن از استقامت شیخ نورالدین رفت و این شیخ نورالدین از مشاہیر علمای پنجاب است و بسیار از مردم آن صوبہ پاومریدانند فرمودند کہ او بعد و بسیت سالگی رسیدہ بود و بغایت ضعیف شدہ اما نواقیل بسیار می گذارد و شبہا احیاء میکرد و در عمل کوشش بلوغ داشت گویند سنی سال پہلوی خود بر زمین نہادہ بود از حاضران شخصی عرض داشت کہ ہرگز از ایشان حقائق و معارف شنیدہ نمی شد فرمودند آدمی بشرائع مامور است نہ بحقائق و معارف و آن سرور صلی اللہ علیہ وسلم هیچ کس تکلیف بمعارف صوفیہ نمی کردند ہمیشہ تلقین شریعت می کردند و چہ عظیم سعادت تے کہ کسی بر متابعت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم و صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بود و در عمل کوشیدہ باشد و نیز فرمودند کہ معرفت را اقسام و مراتب بسیار است اگر از حقائق و معارف نصیبی وافر داشتہ باشد بہتر و خوبتر اصل کار بر شریعت بودن است میفرمودند کہ توحید سالم آنست کہ نقائص را بیقین خود کہ انابر سر او می افتد اضافت کنی و از استعداد او شماری و کمالات را بحضرت اطلاق راجع داری ہر چند کہ معتقد لا مؤجود الا اللہ باشی شخصے از حاضران سوال کرد کہ آنکہ شیخ ابوعلی فارمدی قدس سرہ فرمودہ است کہ میتواند کہ سالک متخلق شود بجمیع اسماء و صفات الہی و ہنوز واصل نباشد بآن سخن مشہور تناقض دارد کہ تخلق باخلاق الہی بعد از وصول حاصل میشود فرمودند کہ در کلام ایشان لفظ تواند واقع شدہ پس میتواند کہ بعضہا را در زمان سیر الی اللہ پیش از وصول نیز دست و پا اما اکثر آنست کہ بعد از وصول بمقام سیر فی اللہ حاصل شود لیکن اگر کسی اصلاح سازد تخلق قبل از وصول را تخلق کوید و بعد از وصول را تحقق مناسب است

## چہار تنبہ سیر دوم ذی القدر سنہ مذکور

سعادت زمین بوس رؤے داد سخن در تعدد پیر افتاد بلفظ مبارک راندند کہ پیر سہ است پیر خرقہ و پیر تعلیم ذکر و پیر صحبت پوشیدہ نمازند کہ پیر خرقہ آنست کہ خرقہ ارادت از او پوشیدہ باشند و



از کسی که خرقه تبرک و اجازت یافته باشد در اصطلاح این طائفه او را پیر خرقه گویند و پیر تعلیم  
 ذکر ظاهر است. و پیر صحبت آنکه با وصیت داشته و از صحبت او منافع و ترقیات حاصل کرده باشند  
 بعد ازین محل فرمودند که در سلسله چشتیه و سهروردیه در هندوستان مدار بر خرقه است پیر مطلق با اصطلاح  
 اهل این سلاسل پیر خرقه را گویند و لهذا تعدو پیر را قبول ندارند و پیر تعلیم و صحبت را امر شد گویند موافق  
 این سخن بزرگی را نام برده فرمودند که در رسائل خود نوشته که تعدو پیر خرقه مکروه است و هم چنین پیر تعلیم اما  
 پیر صحبت می تواند که متعدد باشد بشرط اجازت پیر اول یا فوت صحبت او. بعد ازین سخن فرمودند که  
 آنکه پیر خرقه متعدد نمی باشد اما پیر تعلیم همچو پیر صحبت متعددی باشد و معمول سالکان است و فرمودند  
 که در سلاسل خرقه را معنعن از حضرت رسالت پناه صلی الله علیه و سلم اسناد می کنند و ذکر معنعن بیان  
 نه کرده اند. اما در سلسله نقشبندیه و کبرویه ذکر معنعن از حضرت رسالت صلی الله علیه و سلم رسیده است  
 از حضرت صدیق اکبر رضی الله عنه و حضرت امیر المومنین علی کرم الله وجهه الی یومنا هذا و در سلاسل خرقه  
 نرفته هم درین محل یکی از حاضران سوال کرد که آنکه میگویند که در سلسله عالی نقشبندیه طریقه رابطه از حضرت  
 صدیق اکبر و طریقه ذکر از حضرت امیر المومنین علی رضی الله عنهما رسیده چون است. فرمودند ذکر  
 که درین سلسله است که آنرا اوقات عدوی خوانند بطریقه معهود مثل حبس نفس و ضم محمد رسول الله صلی الله  
 علیه و آله و سلم با و از حضرت صدیق اکبر رضی الله عنه معنعن رسیده است و طریق صحبت نیز  
 از ایشان رسیده چرا که ایشان در سفر و حضر بآن سرور صلی الله علیه و آله و سلم همراه می بودند و از راه  
 صحبت می گرفتند. اصل و دین کار صحبت است و رابطه ظل او بر تقدیر نقدان صحبت صورتی  
 رابطه که صحبت معنوی است اکتفا نموده اند. هم درین محل فرمودند که اگر کسی از پیر صحبت براه صحبت  
 بکمال رسیده باشد او را به پیر تعلیم که تلقین ذکر از دیگر و حاجت نبود مثلاً شخصی که بمنزل رسیده بعد از آن  
 او را با سپ خریدن حاجت نباشد. بعد ازین سخن بتقریبی این نقل بنظر مبارک حضرت ایشان درآمد  
 که حضرت مخدومی مولانا عبد الرحمن الجامی قدس سره السامی در نقد انصوص آورده اند که گاه باشد که  
 در حال حضور به آنکه از حقیقت غائب شوند. بعضی از حقائق امور غیبیه بر این طائفه کشف شود آنرا  
 مکاشفه خوانند و مکاشفه هرگز کاذب نبوده چه مکاشفه عبارت است از تفرد روح بمطالعہ مغیبات  
 در حال تجرد از غواشی بدن فرمودند که این معنوم را حضرت مخدومی از ترجمه عوارف نقل کرده و تحقیق



آنست که در بعضی مکاتفات که خیال را در آن مدخلی هست نیز خطای می شود اما معلوم یقینی که برادر که بهم می شوند خطا را در آنجا مدخلی نیست - بعد ازین محل شخصی از حاضران عرض کرد که در بعضی علوم یقینی که بطریق الهام معلوم بدر که میشود نیز خطائے یافته میشود و فرمودند سببش آنست که بعضی از مقدمات مسلمه خود را که صاحب این دید بعت یقینی مقرر است بآن علوم ضمیمه کرده است خطا ازاں راه آمده و الاخطار را در جائیکه صرف علوم ملهمه باشند گنجایش نیست و لهذا علمائے معقولین که استعمال علم معقول می کنند مراعات قوانین منطقیه می نمایند هم خطا در فکر ایشان راه می یابد سرش هم آنست که مقدمات مقررہ خود را یقینی خیال کرده و در آنجا مدخل داده اند و الا منطق علمی است که رعایت او ذهن را از خطا در فکر نگاه میدارد - اگر صرف استعمال منطق می بود و ضم مقدمات دیگر از پیش خود نمی کردند هرگز خطائی خوردند - بعد از اتمام این سخن فرمودند که متوجهان الی اللہ را کشف یحی و رکاز نیست کشف و نوع است کشف دنیوی و آن خود اصلا بکار نمی آید و کشف اخروی و آن در کتاب و سنت مبین شده است و برای عمل کافی است و کشفی بآن برابر نیست -

البصائی فرمودند که مشایخ را بر تربیت و ارشاد خلق یکی ازین سه چیز باعث می شود - الهام حق سبحانه یا حکم پیر یا شفقت بر خلق - چون خلق را بر ضلالت می بینند دفع ضرر از ایشان می کنند - آن ضرر مثل عذاب و دوزخ و احوال قیامت پس بمقتضای شفقت آن است که ترویج شریعت لازم گرفته اینها را بوعظ و نصیحت بخیط آداب و اقامت شرائع امر بکنند مثل تعلیم و تعلم فقه و حدیث و عمل کردن بوجوب آن نه آنکه اینها را داصل سازند و اصل ساختن شرط شفقت نیست یعنی امری زائد است و شفقت همان قدر کافی است بختی سخن و فضیلت - شرف مشایخ بر یکدیگر افتاد فرمودند شرف صفاتی است نظر بآنکه یکی را در معرفت بیشتر از آن دیگر است یا خوارق این بر خوارق آن فوقیت دارد - اما در ذات جمله برابر اند و این که مردم به یکی بیشتر محقق شدند فضیلت نیست اعتبار بر فضیلتی است که نزد حق سبحانه در قرب و معرفت داشته باشند - می فرمودند که حاصل این طریقه تربیت انجذاب ایمانی است که دعوت تمامی انبیاء و رسل بدان واقع است می فرمودند که نهایت قرب بنده و اتصال نسبت بذات حق زیاده بدان نیست که دوام آگاهی و آرام که بفنا کشد حاصل شود چون این نسبت حاصل شد سالک بحصول



این نسبت مشرف بر مرتبہ ولایت شد و کمالاتی کہ در حصول مقامات و تجلیات اسماء و صفات کہ سالکان طریق دیگر را بہ تفصیل حاصل می شود دیگر است اما بحصول نسبت قرب و اتصال کہ بذات حق سبحانہ حاصل شد بر مرتبہ ولایت انحصار خواص رسید۔ ایضاً می فرمودند کہ اقل درآمد طالبان این طریقہ در سر حد فناست و معنی اندراج نہایت در بذات کہ کبرائے این سلسلہ عالیہ اشارت بدان کردہ اند این است۔ ایضاً می فرمودند کہ ابتدائے حال بخاطر میرسد کہ بہ تفصیل سلوک کردہ شود چنانچہ اہل سلسلہ کبرویہ میکنند حضرت خواجہ محمد یار صادق سرہ در خواب آمدند و فرمودند کہ حاصل سلوک بتفصیل آنست کہ تہذیب اخلاق حاصل شود۔ چون این معنی حاصل شد سلوک بتفصیل کردن تحصیل حاصل است۔ ایضاً می فرمودند کہ ارباب رضا را بلا تبت در بلانی ماند و کراہت در نظر ایشان نیست از ان جهت کہ فعل حق سبحانہ است۔ ایضاً می فرمودند کہ داؤد و یحییٰ رحمۃ اللہ علیہ گفتہ کہ معده محل طعام است۔ اگر حلال دروے افگنی قوت طاعت یابی و اگر بہشت بود راہ حق پوشیدہ کند و اگر حرام باشد معصیت زاید۔ ایضاً کہ شیخ ابوسعید ابن ابی النخیر قدس سرہ براسے میرفت۔ شخصے قفائے بربزد۔ شیخ بر قفا نگر لیست۔ آل شخص گفتہ چہ می بینی۔ صوفیے از حق بدان شیخ گفت میدانم کہ از حق است سبحانہ لیکن می بینم تا مظهر این شقاوت کہ شدہ است۔

## تذکرہ طبیعت سوم ذی القعد سنہ تسع و الف

دولت زمین بوس بدست آمد سخن در احتیاط لقمہ افتاد۔ فرمودند کہ تنہا بر قلبیت لقمہ اکتفا نباید کرد۔ باید کہ ہیزم و آب و ظروف ہم از وجہ حلال باشد و پزندہ طعام آگاہ بحق سبحانہ و در وقت خوردن از سر حضور و آگاہی بکار بوند کہ از لقمہ بے احتیاط و دوسے می خیزد کہ مجاری فیض مے بندد و ارواح طیبہ کہ بر تو فیض اند مقابل قلب منی شوند۔ ہمدین محل فرمودند کہ ضعیف دماغ را باید کہ طعامی کہ ملائم طبع و مقوی دماغ باشد بخورد مثلاً اگر ضعیف دماغی نان جو غذا کند۔ البتہ یوستی بدماغ اوراہ یابد و راہ فیض بر بند و موافق این سخن فرمودند کہ یک فیض خاصی ہست کہ بدماغ میرسد



در وقتیکہ میبستے بدماغ رفت آن فیض نمی رسد۔ لاجرم احتیاط باید کرد کہ طعم طبع  
 نباشد خورد و روزہ ہائے زائد بخورد لازم نگیرد کہ موجب ضعف دماغ شود خصوصاً اہل کشف را  
 احتیاط ببلخ و تقویت دماغ باید کرد کہ اکثر بے پوست دماغ موجب غلط و کشف میشود۔ ہمدین  
 محل شخصے در خدمت حضرت ایشان نقل کرد کہ فلا نے میگفتہ است و نام یکے از اکابر وقت را  
 گرفت کہ حضرت ایشان طالبان خود را از اعتقادے کہ بہ پیران سابق دارند برمی می فرمایند و افادہ  
 را موقوف بآن می دارند فرمودند کہ ای جنس نیست لیکن چوں در بعضے از طالبان تند بے میام  
 اشارتے بیک رویہ شدن آنہا می کنم و ازین باب در کتب قوم بسیار یافتہ می شود۔ چنانچہ یکی  
 گفتہ است کہ ہر کہ یکجا ہمہ جا و ہر کہ ہمہ جا ہیج جا و دیگرے گفتہ یک در گیر محکم گیر۔ دیگرے گفتہ  
 تو حید مطلب شرط راہ است و ہم برین قیاس پس چوں حقیقت کار چیں باشد و آنچه حق است  
 بآہنا گویم آوارہ شان گزارم آنہا کہ پیش من می آیند بملائے استفادہ می آیند نہ برائے امرے  
 دیگر۔ بعد ازین سخن فرمودند کہ اعتقادے کہ ما باہل این سلاسل داریم ہمانا کہ اشارت بسلسلہ حشتیہ و  
 قادریہ و سہروردیہ کردند دیگران کجا دارند خصوصاً عامہ اہل ہند کہ اعتقاد این ہا نزدیک بشرک  
 چیزے است۔ ما اہل این سلاسل را فانی فی اللہ می دانیم و این مردم موثر مستقل اعتقاد می کنند۔ نختے  
 سخن در بیان این حدیث قدسی افتاد کہ اَخَا عِنْدَ ظَنِّ عَبْدٍ مِّنْ بَنِي فِرْعَوْنَ وَكَانَ تَعَالَى اشْکُولًا  
 باید بود و بہ نفس خود بدگمان و مخالف مشائخ را اختلاف است درین کہ غالب حال بندہ مومن رجا  
 باید یا خوف بجنے گفتہ اند و پیری رجا و در جوانی خوف و تحقیق آنست کہ ہمیشہ رجا باید کہ غالب باشد  
 تَمَّ حَدِيثُ اِنْ ذَكَرْتَنِي فِيْ نَفْسِهِ ذَكَرْتُهُ فِيْ نَفْسِيْ وَاِنْ ذَكَرْتَنِي فِيْ مَلَايِ  
 ذَكَرْتُهُ فِيْ مَلَايِ خَيْرٍ مِنْهُ يَعْنِي فِي مَلَايِ الْمَلَائِكَةِ فرمودند کہ خیریت ملا و در صورتے کہ ذکر بندہ  
 مرحق را سبحانہ و ملا آن سرور صلی اللہ علیہ وسلم باشد نہ باعتبار آنست کہ رسل ملک افضل باشد۔ از  
 نوٹ: صلی اللہ علیہ وسلم باشد۔ اگرچہ در کتاب لفظ (باشد) است۔ چنانچہ اینجا نوشتہ است لیکن مقتضائے کلام دلالت می کند  
 کہ لفظ (نہ باشد) باید کہ بود۔ زیرا کہ آن سرور صلی اللہ علیہ وسلم بالیقین سید الانبیاء والمرسلین افضل الخلائق اجمعین اند و ہیج  
 ملا از ایشان افضل نمی تواند شد جبریل و میکائیل کہ سرکردہ ملائکہ عالی قدر اند از و زردے حضرت ایشان اند۔  
 فافهم و تأمل ابو الحسن زید فاروقی



رُسل بشر و حال آنکه مذہب اہل تحقیق آنست کہ رسل بشر افضل است از رسل ملک یل باعتبار آنست کہ وجود روحانی آل سرور کہ در طار اعلیٰ است ذکر حق سبحانہ بندہ را در ان طار باشد یا خیریت طار باعتبار آل باشد کہ جماعتی از فرشتگان اند کہ آن ہا مہکین من گویند و آنہا افضل اند از رسل بشر ذکر حق سبحانہ بندہ را در ان طار باشد۔

## دو شنبہ نسبت پنجم ذی القعدہ تسع و الف

سعادت زمین بوس حاصل شد بخن در ترقی بعد الموت افتاد فرمودند کہ شیخ ابن عربی رضی اللہ عنہ گفتہ است کہ اگر کسی بہ نیت صحیح و اعتقاد درست و در راہ حق سبحانہ در آید و آداب شریعت کما حقہ بجا آرد و او را از اذواق و مواجید این طائفہ در حین حیات نصیبی نباشد البتہ بعد از موت احوال و اذواق این طائفہ اش بدہند حضرت ایشان سلمہ اللہ تعالیٰ و البقاہ پارہ تامل کردند و فرمودند ملک این چنین کس را ہم درین عالم وقت احتضار باین دولتش مشرف سازند۔ بعد ازین سخن فرمودند کہ لائقاً درست و رعایت احکام شریعت و اخلاص و دوام توجہ بجناب حق سبحانہ بزرگ ترین دولتہ ہست ہیچ ذوقی و وجدانی بہ این برابر نیست۔ این باید کہ داشتہ باشی دیگر هیچ چیز کو مباش۔

## شنبہ ششم ذی القعدہ نہ مذکور

بمجلس عالی بار یافت۔ از حاضران شخصے سوال کرد کہ نسبت حضرات خواجگان قدس اللہ امرار ہم خود قدیم است چیزے کہ حضرت خواجہ نقشبند قدس اللہ سرہ الحاق کردہ باشند۔ کدام است کہ این سلسلہ بہ نقشبندیہ مشہور شد۔ فرمودند بعضی تعلیمات و کیفیات الحاق کردہ اند چنانچہ حضرت خواجہ احمد قدس اللہ سرہ العزیز نوشتہ اند کہ خاتم این نسبت بر وجہ کمال ایشان بودند خاتم آنست کہ بعد اتمام ختم میکند و خود ہم فرمودہ اند کہ من اختیار طریقہ کردم کہ البتہ موصل باشد۔ و آن طریقہ محبت و انجذاب است بطریق مخصوص کہ درین طریقہ معمول است بعد ازین سخن فرمودند



کہ طریقہ انجذاب و محبت البتہ موصل است و اور اروسے جز بسوسے ذات نیست بخلاف طرق دیگر  
کہ روسے بجانب الوانیز دارند۔ لاجرم بعضے بہمان الوان باز می مانند و این انجذاب و محبت در جمیع  
این سلسلہ عالیہ تربیت ہمان انجذاب می کنند۔ می فرمودند کہ رویت بالبصر موعود است۔ و در حشر ازینجا  
فہمیدہ می شود کہ رویت بالقلب درین نشأۃ باشد و تحقیق آنست کہ رویت بالقلب نیز چنانچہ  
رویت بالبصر موعود است چہ رویت انکشاف تام است و تماروح متعلق این بدن است انکشاف  
تام صورت نمی بندد۔ ہر چند بے تعلقی گردد و لا اقل علاقہ حیات باقی خواہد ماند اگر چند بصرافت اصلی ماند  
تعلقے مانی خود باقی است۔ نختے سخن در وحدت وجود و اختلاف شیخ علاؤالدولہ سمنانی با شیخ  
محی الدین عربی رضی اللہ عنہما افتاد بر لفظ مبارک رانند کہ نزاع این دو عزیز را کہ در اطلاق حق  
دارند۔ فضلائے کہ ہر دو ایشان معتقد بودند۔ لفظی داشته اند و چنین تحریر کردہ اند کہ شیخ محی الدین  
وجود حق را سبحانہ مطلق گفتہ است و شیخ علاؤالدولہ ازین اطلاق مطلق بشرط لاشے فہمیدہ طعن و تخطیہ  
کردہ است۔ اما مراد شیخ این نیست۔ بل مراد شیخ ازین اطلاق مطلق لا بشرط شے است و معتقد  
شیخ علاؤالدولہ ہم ہمین است پس نزاع در لفظ است نہ در معنی ہم درین محل فرمودند رفع نزاع  
نمی شود تا آنکہ شیخ علاؤالدولہ قائل نشود کہ موجودات خارجی جزو علم وجودی ندارند و صور علمیت اعتباراً و  
شیونات ذات است۔ روسے میاں شیخ احمد سرہندی را کہ از اجلہ اصحاب حضرت ایشانند،  
بسرمد نصحت میکردند ایشان را مخاطب ساختہ در اخفائے نسبت فرمودند کہ بعد از نماز بامداد تا  
اشراق بر مصلا بہ نشینید۔ اما حلقہ تکفید و بعد از ان از علوم دینی دو درس بگوئید لیکن وقت طالب علمی  
در میان نباشد و اکثر اوقات تصحیح کتب و مطالعہ و پیش داشتہ باشید و اگر سخن گوئید بطور علمہا گوئید نہ  
بطور صوفیہ و اگر احیاناً بطور صوفیہ گفتہ شود با علاقے بگوئید کہ جز مخاطب دیگر سے نہ فہم و از انجا چیز سے  
فرانگیر و کہ موجب ذلت او گردد و مجلس سکوت را منحصر در میان تہجد و بامداد دارید۔ ہم درین محل فرمودند  
کہ راہ افادہ و استفادہ جنسیت و مناسبت است نہ خوارق و تصرفات مستفید بقدر مناسبتے کہ بمفید  
دارد معتقد کمال آدمی شود و استفادہ میکند و بمقدار جنسیت خوارق و تصرفات او مشاہدہ میکند۔  
بمقدار جنسیت ہاں می گردد و مثلاً اگر بر کسے اعتقاد عرفان دارد یا کسی را محبت حق سبحانہ میداند۔ البتہ  
نشأۃ عرفانی در باطن او پر تو سے از نسبت جہی و استعدادش بہست۔ اگر ظاہر نباشد پوشیدہ خواہد بود



ہم برین قیاس از اوصاف ذمیمہ چنانچہ ثبت پرست مثلاً بمقدار مناسبتی کہ دل اور بان سنگ بہت کمالات آن سنگ رومی دریابد و جذب منافع از راہ جنسیت از آن سنگ میکند و تاجہست مناسبت بینمانہ باشد۔ راہ افادہ و استفادہ مسدود است۔ چنانچہ آن سرور صلی اللہ علیہ وسلم چنداں تصرفات در کار ابوطالب کردند و معجزات نمودند۔ باوجود آنکہ از ابتداء طفولیت خوارق و معجزات آن سرور صلی اللہ علیہ وسلم را دیدہ بود۔ اما چون مناسبت مفقود بود قائمہ نہداشت۔ چنانچہ کلام مجید بدان ناطق است إِنَّكَ لَا تَهْدِي مَنْ أَحْبَبْتَ وَلَكِنَّ اللَّهَ يَهْدِي مَنْ يَشَاءُ  
و مولوی رومی فرماید سہ

موجب ایماں نباشد معجزات  
موجوب ایماں نباشد معجزات  
بُوئے جنسیت کند جذب صفات  
بُوئے جنسیت پئے دل بدون است

## جمعہ سیزدہم ذی الحجہ سنہ مذکور

سعادت حضور بدست آمد چوں ایں فقیر را دیدند تبسم کناں فرمودند کہ برائے سخن شنیدن آمدہ ہم دریں محل از حاضران شخصے را مخاطب ساختہ فرمودند کہ ابو عبد اللہ مروزی ہر جا سخن مشائخ می شنید۔ بہیکے می گفت کہ ایں را برائے من بنویس۔ چنانچہ از سخنان ایں طائفہ مجلدی جمع کردہ بود و با خود میداشت۔ روزی برب آبے طہارت می کرد۔ ناگاہ آن مجلد و آب افتاد۔ دے گوید کہ من ازیں معنی سخت متالم شدم و درین تالم و تاسف می بودم کہ شبے سہل عبد اللہ تستری را بخواب دیدم کہ من گفت کہ عمل بمقتضائے سخنان ایشان باید کرد۔ نوشتن ایچ نیست زمانے بریں بگذشت کہ حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم در آن خواب ظاہر شدند و من خطاب کردہ فرمودند کہ بایں صدیق یعنی سہل تستری بگوئے کہ سخنان ایشان نوشتن اثر محبت ایشان است و محبت ایشان عین مقصود۔ نوشتن سخن و سماع نغمہ افتاد و شخصے ایں مصرع خواند کہ فیخ سعدی شیرازی قدس سرہ گفتہ۔ مصرعہ

کہ ایں خط نفس است و آن قوت روح



یعنی دیدن حسن حظ نفس و سماع نغمه قوت روح فرمودند که هر دو از یک عالم است اگر حظ نفس است یا قوت روح در هر دو مندرج است و در فم قاصر اتم عفی اللہ عنہا میرسد که گرفتار نفس را از هر دو حظ نفس حاصل است و رہائی یافته از قید نفس را از هر دو قوت روح نزد جماعتی که سماع نغمه را سماع گفته اند

## دوشنبه شانزدهم ذی الحجه سنه مذکور

بجلس عالی باریافت. شخصی به یکے دعوائی داشت ظاہر از تنگ بحضور قاضی نمی رفت فرمودند که قاضی نائب شرع است هر گاه مناقشه در میان آید و این کس تابع شرع است او را ناگزیر پیش قاضی باید رفت مناسب این معنی حکایت کردند که در عهد حضرت امیر المومنین عمر رضی اللہ عنہ شخصی بحضرت امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ و عولے داشت. طریق بحضور حضرت عمر رضی اللہ عنہ آمدند حضرت عمر بحضرت علی رضی اللہ عنہما گفتند یا ابا الحسن بخشم برابر نشین تا قضیہ شما را بشنوم حضرت امیر المومنین علی را کرم اللہ وجہہ این سخن گراں آمد گفتند که تو بخنیم و تو از من دعوی خود را پیش تو تقریر کنی کنیم. بایستی گفت یا علی بخشم برابر نشین تا شانی من لاحق نمی شود برابر می محقق می گشت ہم دریں محل فرمودند که بحضور حضرت مخدوم مولانا خواجگی قدس سرہ در آمدند دو کس در میان ہم دعوی داشتند و ایشان بر آن واقف بودند چوں بقاضی رجوع کردند. قاضی از ایشان شهادت طلبید. ایشان بطرفی که حق بود شهادت نوشتند طرف دیگر گفتند که تا ایشان سوگند نخورند ما این شهادت را قبول نمی کنیم. ایشان فرمودند سوگند بر استی خوردن مشروع است و در امر مشروع چو الوقت روا نخواہم داشت.

## دوشنبه ہفتم شہر ذی الحجه سنہ ہزار و نہ

بجلس عالی باریافت. این فقیر را مخاطب ساخته فرمودند ہر گاہ شمار امی بنیم بخاطر میرسد



کہ برائے سخن شنیدن آمدہ ایدینج کاری کنید۔ چیزے نیست سعی بکنید کہ کاریش رود۔ تا اذ شمایین  
 نوع سخنان صادر شود۔ مانود بصحبت کسے نبودیم۔ این سخنان اذ کہ شنیدیم ہم درین  
 محل سخن از طریق سلف رضی اللہ عنہم رفت۔ بر لفظ مبارک راندند کہ طریق سلف آن بود کہ اول  
 بہ تزکیہ نفس و تحصیل مقامات مشغول می شدند۔ چوں موانع قرب الہی کہ خواطر و ہوا جس است  
 بہ تزکیہ برطرف می شد۔ بقدر تزکیہ نور ایمانی قوت می یافت تا بجائے می رسیدند کہ حق سبحانہ  
 پیش بصیرت ایشان می ماند و جمیع افعال و اوصاف را از وی دیدند و صورت و اجسام در رنگ  
 سرابے می نمود۔ مظاہر را مخلوق و معدوم می یافتند و توحید صوری بعضہا را بعد از فرو آمدن  
 حاصل می شد و بعضہا را نہ۔ فرمودند کہ طریقہ نقشبندیہ قدس اللہ سرار ہم ہماں طریقہ سلف  
 است لیکن ابتدا بہ تحصیل مقامات مقید نمی شوند و آنہا را کہ اذ را توحید صوری می روند خطر بسیار است  
 ہم درین محل فرمودند۔ می تواند کہ شخصے بحضرت حق سبحانہ اقرب باشد یعنی استہلاک و اضمحلال داشته  
 باشد و اکرم نباشد۔ چنانچہ شخصے باشد کہ تحصیل مقامات کردہ است و نتیجہ مقامات را کہ استہلاک  
 اضمحلال است درین عالم نیافتہ این اکرم است نزد حق سبحانہ و کہ میہ اِن اَكْرَمُكُمْ  
 عِنْدَ اللّٰہِ اَتْقٰكُمْ ناطق باین است بختے سخن در ولایت و ولایت بالکسر الواو و  
 فتحہا رفت۔ فرمودند کہ ولایت بالفتح قرب بندہ را گویند کہ بحق سبحانہ دارد و بالکسر آن معنی را  
 کہ موجب قبول خلق می شود و اہل عالم بدان میگردند۔ ایں بکونیات تعلق دارد و خواہد و تصرفات  
 داخل قسم ثانی است۔ شخصے از حاضران سوالی کرد کہ بر کاتے کہ مستعدان میرسد اثر کدام قسم است  
 ازیں قسم۔ فرمودند کہ از ولایت بالفتح است۔ بعد ازیں سخن سر استفادہ بیان فرمودند کہ ہر گاہ آئینہ  
 طالب مجازی آئینہ مرشد می شود۔ ہرچہ در آن آئینہ است بقدر مناسبت پر تو سے اندازد  
 ہم درین محل فرمودند کہ می تواند بود کہ شخصے را از ہر دو خطے وافر نصیب باشد و شخصے را یکی  
 حاصل باشد و آن دیگر نباشد۔ یا یکے بیشتر باشد و آن دیگر کمتر و مشارح نقشبندیہ رضوان اللہ  
 علیہم اجمعین ولایت ایشان بر ولایت بالکسر ہمیشہ غالب بودہ است۔ ہم درین محل فرمودند  
 کہ اگر مقتدائے ازیں عالم انتقال می کند ولایت بکسر و او را بہ یکے از مخلصان خود می گزارد  
 و ولایت بالفتح را با خود می برد و گاہے بکلم زلتی ولایت بالکسر را اولی باز می ستانند۔ چنانچہ



شیخ ابن الفارض می نویسد کہ پیر بقالے بود چون وقت فوتش رسید بن وصیت کرد کہ بعد از مردن من جنازه مرا بر فلاں کوه نماده منتظر باشی کہ شخصی خواهد آمد و بر من نماز گزارد با و اقتدا کن ہمچنان کردم۔ شخصی از بالائے آن کوه در رنگ مرغی بسرعت فرود آمد کہ اورا مردم در بازار ہائے میزدند و از پیش دوکان ہائے خود می راندند۔ او بر جنازه اش شروع در نماز کرد و حالانکہ مرغان سبز و سفید از زمین تا آسمان پرستہ بودند و تسبیح می گفتند۔ چون از نماز فارغ شدیم مرغی بزرگ الخلق بیامد و جنازه آن بقال را فرو برد و ہوا اندر شد و از نظر پوشیدہ گشت۔ من از مشاہدہ این حال سخت متعجب شدم۔ آن مرد گفت چہ جائے تعجب است نشیدہ کہ ارواح شہداء در جوف طیر خرمی باشند و بجانب آن بقال اشارت کرد کہ او ازین طائفہ است و من ہم ازین طائفہ بودم اما بموجب زلتی کہ از من بوقوع آمد مرا از آن مقام بر آورده اند و قبول خلق را از من باز گرفته می فرمودند کہ معاملہ بر ذرخ و حشر خوش معاملہ دور و درازے است پارہ تامل کردہ فرمودند سعادتے برابر بہ این نیست کہ کسی را المسمی حضرت حق سبحانہ حاصل شود۔ بعد از آن کہ دوام انس حاصل شد بیچ انتظارے نمی باشد۔ ایضاً می فرمودند سبحان اللہ آدمی مامور باخلاص و محبت است و خاصیت محبت سوختن غیر خود است۔ با این ہم چندین تکالیف شرعیہ بر و نمادہ اند۔ ہم درین محل سخن در علو شان مرتبہ بندگی و رتبہ اہل انقیاد و خاصیت عبودیت و انقیاد و ضعف نفوس انسانی افتاد و بنوعی ادا فرمودند کہ تفصیل آن بہ یاد ناقل نماند۔ ایضاً می فرمودند وجود آدمی ہفت طبقہ است از رُوح و قلب و ستر و غیر ہا و ہر علمے کہ طبقہ اول را حاصل شد ہر یک از طبقہ ثانی و ثالث تا طبقہ ہفتم بر خودے بند و لهذا تعدد باین مراتب در نظر عامہ مخفی است و علم ہر یک را جدا نمی توانند کرد و بر اہل کمال آن مراتب واضح و ممیز است و علم ہر مرتبہ را جدا جدا نمی دانند۔ ہم درین محل فرمودند کار باند کرد و خواہ مراتب تفصیل معلوم شود یا نہ۔ روزے حضرت ایشان در مسجد جماعت گریستند و گریہ در غیر خلوت از آن حضرت کم بظہور می رسید۔ عزیزے از مستفیدان حاضر بود بتعجب شدہ از قرب نسبت و عزتے کہ داشت بر این گریہ پرمید فرمودند کہ در نماز رُوح عروج کرد کہ نہایت برسد این معنی طیرش نہ شد باز گشت و در بدن آمدہ چرخے زو ظاہر ادرین صورت گریہ بہت دریافت بے نہایتی مطلب یا سترے دیگر باشد کہ در ادراک نویسندہ نمی آید و این بیت اکثر می خوانند۔



چہ توان کرد کہ دیوارِ غم افتاد بلند      ای بنائے است کہ آل خانہ بر انداز نہاد

## یک شنبہ ستم ماہ سوال ستمہ عشر و الف

در سلک باریا نگار حضرت عالی در آمد سخن در اہل اللہ رفت۔ فرمودند کہ اہل اللہ ستم فرقہ اند۔  
عباد و صوفیہ و ملامتیہ۔ اما عباد جماعتی اند کہ بصورت عبادت اکتفا کرده اند و بعد از فراغ و سنن  
بنوافل عبادات و خیرات قیام دارند حتی کہ چیزے از خیرات خواهند کہ فرو نگذارند و از اذواق و مواجید  
صوفیہ بہرہ مند نباشد و ہر کہ از عباد باذواق و مواجید صوفیہ بہرہ مند شد و اہل صوفیہ گشت و از مرتبہ خود  
بر آمد و صوفیہ فرقہ باشند کہ مواجید و اذواق بہرہ مندند و خوارق و کرامات خود را از نظر خلق نمی پوشند  
نظر ایشان در جمیع امور بر حق است سبحانہ و خلق را ظهور حق می دانند و دریں فرقہ بالجلہ رعوتے و عنوانے  
ماندہ است و ملامتیہ طائفہ اند کہ در کسوت عوام اند و از عوام ہیچ تمیزے ندارند و اقتضای در ظاہر بر  
فرائض و سنن مؤکدہ کرده اند۔ در رعایت معنی اخلاص می پوشند و خود را با ظہار خوارق علم نمی سازند و ظاہر  
نمی کنند اقبلع دریں امر بحضرت حق سبحانہ کرده اند۔ چون دانستہ اند کہ این نشان محل ظهور نیست و حضرت  
حق سبحانہ خود را از نظر عامہ پوشیدہ است۔ ایشان نیز خود را از نظر خلق می پوشند و لہذا اکثرے از مردم  
آنها را مثل خود خیال می کنند و این جماعت بالکلیہ از رعوتے رستہ اند و رعوتے درینہا مانده و  
بہ نہایت مقام عبودیت رسیدہ اند و شیخ ابن عربی رضی اللہ عنہ سر این جماعت حضرت رسالت  
راصلی اللہ علیہ وسلم داشتہ و از اصحاب حضرت صدیق اکبر و سلمان فارسی را و از مشائخ بایزید  
بسطامی و ابوسعید خرازی و ابوالسعود و خودش را اما از دیگران ساکت است نفی آنها نکرده و روش  
شیخ آنست کہ ہر چہ در کشفش در وقت مخصوص آمدہ می نویسد و فرقہ از ملامتیہ کہ خود را بر خلق بعنوان  
ملا مت ظاہر کنند و تمکیہ بشریعت کردہ بعضے چیز ہا را کہ نظر بظاہر ممنوع است پیش مردم مرکب  
شوند مثل آنکہ در سفر روزہ رمضان را در بازار بخورند تا در نظر خلق بے اعتبار باشند۔ آنها در رتبہ و  
مرتبہ فرو و صوفیہ اند و خلق از نظر آنها ساقط نشدہ است۔ نختے سخن در نغمہ رفت۔ فرمودند کہ فقہا  
آنها نکرده میارند و بعضے مشائخ آنرا مباح دانستہ اما مبتدی را اہل آن نباید دانند و آن ہائے کہ



کہ بسماع نغمہ قائل اند حکمت دین آنست کہ در وقت استماع نغمہ طبیعت ساکن و بر جائے خود می باشد۔ لاجرم روح در ادراک معانی بیشتری رسد محبوب آنها معانی است و نغمہ را مثل زیور آن می دانند و اِلّا به نفس نغمہ مبتلا نیستند و در تلفوظات حضرت شیخ نظام الدین اولیاء مسطور است کہ از شرائط استماع نغمہ یکے آنست کہ بر مستمع محبت حق سبحانہ غالب باید۔ ہم درین محل بندہ در گاہ عرضہ داشت کہ محبت حق سبحانہ را چه علامت است۔ فرمودند اتباع تمام آن سرور علیہ افضل الصلوات و اٰمّل الحیات عرضہ کردہ شد کہ می تواند کہ صاحب اتباع را مطلب بہشت یا رستن از عذاب و دوزخ باشد۔ فرمودند این چنین کس صاحب اتباع تام نیست و او را از اہل اللہ نمی توان شمرد۔ اتباع ظاہر ظاہر است و اتباع باطن آنکہ در باطنش جزو حق سبحانہ مطلبے نباشد۔

## جمعہ نوزدہم شریع الاول سنہ عشر و الف

دولت زمین بوس رؤے داو سخن در فضائل صحابہ رضوان اللہ علیہم افتاد۔ بر لفظ مبارک راندند۔ کہ صحابہ کرام ہر چہ اعلیٰ المرتبہ قطاب مطلق بودند و علت در آنکہ فضائل از حضرت امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ بیشتر منتشر شد آنست کہ در زمان خلافت بنو امیہ خوارج بسیار شدند سلف محتاج بیشتر فضائل اہل بیت شدند۔ ازیں بہت فضائل ایشان بیشتر در کتب ماند۔ نخست سخن در تصرف و خوارق افتاد۔ فرمودند کہ خوارق در زمان اصحاب ایں قدر نبود کہ بعد ازیں پیدا شد۔ چہ لازم نہایت کمال آن است کہ از دست منتہی تصرف نمی آید مگر بحکم الہی و لہذا از پیغامبران بخواست آن ہا ظاہری شد و از بعضی ہا بمقتضائے وقت کہ کفار با کار بر میخواستند معجزہ بہ ظهور میرسید بے تصرف و خواہش ہم درین محل سخن در انکار مشائخ رفت۔ فرمودند کہ اولیاء از کبار محفوظ نیستند۔ اگر از ایشان چیزی ازین باب ظاہر شود۔ احوال ایشان را حکم بر بطلان کردن جہالت است۔ ملاحظہ باید کرد کہ منزل ایشان کہ دائم یا اکثر در اندکدام است۔ درین میان احیاناً اگر بحکم بشریت چیزی سے صاد شود ایشان را دران معذور باید داشت ہم درین محل فرمودند کہ اکثر مشائخ را در عین حیات مردم زندیق گفتہ اند۔ چنانچہ ذوالنون مصری را اما ذوالنون را بعد از موت قبول پیدا آمد چہ از دنیا سفرہ بود۔ اگر



درد نیلے بود یعنی بادشاہ یا وزیر بادشاہ ہے یہی کس باوجود آں انکار کہ درین حیاتش می کردند قبول نمی کرد و بعد از موت ہم از طعن مردم خلاص نمی شد و این همه اختلاف کہ در اصحاب ماند و علقش همان است کہ بہت منصب خلافت در دنیا بودند و الا چندے از اصحاب کہ کوہ پا گرفتہ بودند و بوضع فقیر زندگانی کردہ اند یہی کس از انہا سخن نمی گوید و سخن از اصحاب گفتن داخل دین و ایمان ہم نیست۔ بسیارے از مومنان باشند کہ بخدا و رسول رانی دانند و در ایمان آں یہی شبہ نہ۔

## جمعہ دوم جمادی الاولیٰ سنہ مذکور

بمجلس عالی باریافت محرر مطور بحکم بعضے ضرورات شرعیہ استرخاص سفر کرد۔ پرسیدند کجاست میروی نظریہ باز ماندگی و پست ہمتی خود کہ از دولت قرب دوری میگزیدیم و از مجالس اُنس جدائے می جستم بلب ادب و زبان حسرت عرضہ کردہ شد کہ در بلا۔ انواع شفقت و مہربانی فرمودند و کلمہ چند بیکے از اہل دنیا کہ در اقران خود بخوب کرداری موصوف بود در سفارش ایں ہرزہ گرد واری ندامت نوشتند۔ مدتے در بعد مکانی و مہاجرت صوری آن دولت صوری و معنوی باقسام محنت و ندامت بسر بردم۔ دریں مدت عرائض عبودیت آمیز و احوال دل بلاستیز خود مرقوم قلم نیاز مندی رقم می ساختم و بنظر حاضران مجلس گرامی می مدادم و بمطالعہ باریافتگان حضرت عالی شرف می یافت روزے عنایت نامہ بندگان حضرت مخدومی حاجی شیخ عبدالحق کہ با مضامین حقائق آمیز و کلمات نصائح انگیز نسخہ سعادت را عنوانے بود رسید۔ بر ظہر آن مکتوب کلمہ چند از آثار کلک بدائع نگار حضرت ایشان بنظر تحطش اثر و آمد و حالتے بخشید کہ از حوصلہ کاغذ و قلم بیرون است۔ مجملے از ذوق آن دین مصراع یافتہ میشود مصراع نہادم۔

دوے بر دوے دے و از خویشتن رفتم

و آں کلمات حقائق آیات این است۔

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَمِنُوْا بِخُرُجِهِمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلٰی النُّوْرِ۔ ہرچہ نوشتنی بود در صحیفہ بندگان مخدومی مندرج است۔ زیادہ چہ نویسم بارے فرصت و قوت بلکہ وقت و نفس را غنیمت



شمرده بمقتضائے آن زندگانی می باید کرد۔ درینح که این عاجز گرفتار راقوت کارنمانده و گرنه بتوفیق اللہ درین دوروزہ عمر دیوانہ وار ماتم بازماندگی خود میداشت و زندگانی فدائے این راه می کرد۔ حق تعالیٰ درین اُفتادگی نیز دروے و آشوبے کرامت فرماید کہ کار و جہان خود را در قبضہ اقتدار او نہادہ از مجموع گرفتاری ہا فراغے بیام آیین یارب العالمین۔ امید ازاں برادر آنست کہ روئے برخاک نہد و از برائے حصول ایں آرزوئے فقیر از خدا بخوابد کہ دُعَاءُ الْغَائِبِ لِلْغَائِبِ اَمْرٌ عَاجِبٌ اَمْدہ است والدعا بر دیدوران حقائق و اہل مذاق ایں طائفہ روشن و پیداست کہ چہ قدر فنا و تعطش و اختار و بے تعلقی و مجروری و اسقاط وجود و رضامندی ایں کلمات مفہوم میشود۔ آشنا داند کہ ایں بیگانہ نیست۔

## تثبیم حکم صفر نہ اثنی عشر و الف

سعادت حضور مشرف شد بر لفظ مبارک رانند کہ تا کجا رفتی و چوں بودی و چہ آوردی۔ جواب ایں کلمات اگر چہ بزبان قال چنین بود کہ تا بسر حد ضلالت رفتم و در تفرقہ بودم و ندامت آوردم اما از ہیبت آن مقام بزبان حال ندامت منوال اکتفا رفت و جز خاموشی جواب بے و گیر و پذیر روئے ندا و ومع ذلک در حضور آن بنیای نہایا و دانائے ضمائر زبان حال را گویا تر از لسان قال دانستہ تحصیل حاصل نہ کردم۔ از نظارہ آن جمال و مطالعہ شکستہ رنگی و انمحلال و انعکاس اشعہ انوار ذات کہ بر آئینہ پیشانی آن مظهر اسماء و صفات می تافت دیدہ ہوشمندی را خیرگی دستور شد و گریہ شادمانی در جوشش آمد۔ خود را از حضور عالی بگوشتہ کشیدم و سیلاب دیدہ مفارقت دیدہ را سر دادم۔ بحدے کہ اگر یاران بمنع و زجر باز نمی داشتند بساحل صبر اشنا شدن دور می نمود۔

گر کام دل بگریہ میسر شود نہ دوست صد سال می توان بہ تمنّا گریستن  
للہ الحمد و المنة کہ آن گریہ قدری ارژنگ غفلت را کہ بر آئینہ استعداد ایں گرفتار مضیق تعلقات کہ در ایام مہاجرت نشسته بود یک فرع شست و شوی داد و تیرگی صحبت اضداد و غبار ہم نشینی ایں دیو غر و فریب کہ عبارت از نفس امارہ است۔ چوں قدرے فرو نشست خاطر نگران مجالست



صوری و استماع سخنان گرانمایه شد۔ اما اذان ہوا کہ حضرت ایشاں با اشارت غیبہ دریافتہ ہووند کہ دربر  
 رخ خلق بستہ میبایند بود چہ جائے ایں فقیر کہ اکثرے از مخلصان خواہاں این معنی ہووند کہ بدستور  
 سابق در آن حضرت تنگ بار گنجائش میداشتہ باشند صورت منی بست لاجرم از کلمات حقائق آیات  
 بیواسطہ کم استماع افتاد و بعضے اذان اشارات غیبہ کہ باعث وضع و تجرد و مقتضی کم توجہی بامر ارشاد  
 و عدم پیش احوال مترشدان شد این است کہ بنقل صحیح و روایات ثقات مسطورے کردہ۔ حضرت  
 ایشاں واقعہ نسبت بخود دیدند کہ آخر آن ایں عبارت ہوو قَبِیَّتٌ وَحِیْدٌ حَرِیْدٌ فَرِیْدٌ  
 ہم چنین از وقائع دیگر روشن شد کہ منتسبان خود را بہر جائے و بہر وضع مقرر باید فرمود از روی شفقت  
 بتاکید فرمودند کہ چون فرمان و مرضی در ترک مشیخت است یا راں مادہ مقصدی تربیت خود نداشتند و ہر جا  
 خواہند در طلب مقصود پونید مگر سہ چہار نفر کہ درین تکلیف داخل ہووند۔ ازین معنی چون دہائے امیداران  
 بغایت شکستہ شد از آنجا کہ وسعت کرم و مہربانی حضرت ایشاں ہوو فرمودند کہ امر منی کم کہ البتہ ہوو مقصود  
 ازین گفتن ابرائے ذمہ خود است چہ بعضے ترک تدریس و بعضے ترک تحصیل و بعضے ترک روزگار کردہ  
 کردہ بجنّت و شدائد فقر قرار دادہ ہووند و در ایام ترک تصرف بہ یکی از مخلصان توجہ فرمودہ ہووند۔  
 آخر ظاہر شد کہ مرضی اللہ ہووہ است متفکر شدند کہ مباد این معنی از راہ لطف الہی نباشد۔ بعد از دوسہ  
 روز چون محقق شد کہ سر ہا و عنایات دران مندرج ہوو اذان تفکر برآمد و در جمیع جزئیات از خوردن و  
 پوشیدن قولاً و فعلاً ہموں برگ گلے کہ برگذر باشد از خلاف مرضی لڑاں و بر جادہ رضا و تسلیم ہموں کہ مستقیم  
 مے ہووند و این معنی در قرب ایام رحلت قوی تر شدہ ہوو پیش از ارتحال پچند گاہ فرمودند کہ چنان دیدہ شد  
 کہ کس کلائے از سلسلہ عالیہ نقشبندیہ فوت خواہد شد۔ بعد ازین واقعہ بخاطر شریف رسید کہ جائے در  
 نواحی شہر دہلی باند اختیار کرد و ترک اختلاط خلق نمود و چون عمر سد ہما نجا مدفون شد۔ درین باب بعضے از  
 مخلصان را استخارہ فرمودند۔ چون اجازت بر انصرام آن ارادہ فہم نشد ترک آن ارادہ فرمودند۔ و  
 ازین صریح تر واقعہ دیدند کہ مضمونش ایں بود کہ برای غرضی کہ شمار آورده ہووند تمام شد الحال سفر  
 باید کرد و نزدیک ایام ارتحال فرمودند کہ طرفہ خوابے دیدہ شد۔ می گویند کہ قطب زمان مرد درین حین  
 من قضیدہ غرّ ابغایت خوبی در مرتبہ خود می خوانم و تعریفیات عالی دران مندرج است۔ ہم درین  
 محل یا وقت دیگر بہ یکے از محرمان بتقریب فرمودند کہ قطب زمان دیگر است انا بعضے از صفات کاملہ



ندارد و مابصفت ممد او نیم۔ الحق صفات حضرت ایشان باتفاق ہمہ آشنایان خصوصاً یارانے کہ اکثر در ملازمت عالی بودند و در ایام سابق مطالعہ آن نسخہ کمالات کردہ بہ نہایتی رسیدہ بود کہ بالآخر اذان دیں وقت از کسی متصور نباشد۔

بود آئینہ کہ عکس نور شید وجود جاوید درو بصورت اصل نمود

عزیزے در ایام کم تو بھی ہائے حضرت ایشان با مراد شاد پر سیدہ کہ باعث بر اختیار این وضع تخر و چسبیت۔ فرمودند ما را مقامے می نمایند چند گاہی انتظار رسیدن بہ آن مقام است۔ بعد ازاں فوائد بیاران بیشتر خواهد رسید و الحال ہم آنکہ بامتوجہ اند حضور و غیبت ما نسبت با ایشان یکسان است بکار خود باشند غیبت و عدم پسمثل ما منافی ترقیات ایشان نیست لیکن آنکہ ما شیخ و مرشد باشیم و باختیار ما شود از میان برخاستہ است۔ با آن عزیز پر سید کہ لوازم و آثار آن چسبیت و وقت رسیدن باں چند فرمودند۔ وقت آن بعد از آنکہ عمر ما بہ چهل سال برسد و لوازم آنکہ ہر کہ بنید سجدہ کند۔ چون سن شریف حضرت ایشان بہ چهل رسید رخت اقامت ازین سرائے قانی بستند و بدار الملک باقی خرامش فرمودند۔

دریں حدیقہ بہار و خزاں ہم آغوش است زمانہ جام بدست و جنازہ بردوش است  
برغم بعضی از مخلصان تعبیر این واقعہ سخن حضرت ایشان است کہ قریب با ایام رحلت  
می فرمودند کہ دیں ایام ما را از جمیع سلاسل رخصت باشد و ہر کس از مسلمانان ہر جا باشد بار شادان  
کہیمہ اللہ یسجد من فی السموات والارض طوعاً و کرہاً از ما فائدہ بہ دے میرسد خواہ  
داند یا نداند واللہ اعلم

## بتاریخ پانزدہم شہر جمادی الآخرہ ۱۰۱۲ھ

با وجود بیماری ہائے مزمنہ ویرینہ کہ نظر بظاہر صحیح می نمودند۔ تپے نیز لاحق شد و این  
مرض آخر بود ہم دریں مرض می فرمودند کہ حضرت خواجہ احمد اقدس سرہ بخواب آمدند و عنایت  
بسیار فرمودند و در آخر امر کردند کہ پیراہن بپوشید۔ این واقعہ را فرمودہ تبسم کردند و فرمودند



اگر زندہ مانندیم ہمچنین بکنیم والا کفن ہم پیرا سنی است و قبل ایں مرض رونے سے بیکے از ازواج مطہرات  
فرمودند کہ چون عمر من پہل سال برسد مراد اقمہ عظیم پیش آید و برائے تقسیم دے نزدیک بطریق طبیعت  
آندہ کف دست خود را نمودند و فرمودند کہ ایں خطے کہ در دست من است علامت آنست اہل خانہ  
با سماع ایں خبر بنیاد وحشت وحشتی کردند۔

فرمودند کہ پہل سال اندک نیست کسی تا پہل سال زندگانی بکنند کم است۔ باز برائے تسلی خاطر ایں  
مردم فرمودند کہ آن خطر اوصول ہم کردہ اند و عادت شریف حضرت ایشاں آں بود کہ ہر گاہ سخن از عالم  
کشف یا خارق عادت می فرمودند بخود نسبت نمی کردند البتہ حوالہ بچیز سے می فرمودند۔ چنانچہ در فصل  
آخر مثال ہا نمودہ آید۔ انشاء اللہ تعالیٰ و قبل ازیں مرض بیک ہفتہ صریح تر ازیں از انتقال خود خبر  
دادہ بودند و آنچنان بود کہ ولی نعمت ظاہر کہ در عالم اسباب حق سبحانہ مفاتیح ارزاق جمعے کثیر از  
بندہ ہائے خود را بدست دے دادہ و اورا بحسب و نسب از سیادت و سخاوت بہرہ مند گردانیدہ  
لَا ذَالَ فِي الْعِزِّ وَالْمَجْدِ كَأَسْمَاءَ فَرِيدًا اطلب حضور جماعتے کردہ بود و داعی نیز داخل آں جماعت  
است۔ عزیزے از قبل محرر عرضہ کرد کہ اورا بعلت مطالبہ بشکر باید رفت فرمودند۔ چند روز جائے  
نمود کہ آخر ہائے بازار ماست و ظاہر کار ما باخو رسیدہ است و از ما امیدوار منافع باشد و ایں منع  
باوجود آں قدر بے توجہی در باب مستر شدان داشتند خالی از غرایتے نہ بود۔

## شنبہ ہفتم جمادی الآخرہ ۱۲۰۱ھ

بطیفیل صحبت حضرت مخدومی ملاذی حاجی شیخ عبدالحق سلمہ اللہ مجلس عالی باریافت۔ فرمودند  
کہ شب گذشتہ اوضار بدن بغایت بر ہم زدہ شد و حالت نزع بظہور رسید و تا نیم شب ایں جنس  
بود اما بغایت آخر آرامے حاصل شد۔ اگر مردن عبارت ازین است چہ نعمتی بودہ است کہ ازال  
حال بر آمدن خوش نمی آمد و ہم دریں بیماری و صیقتے کہ کردند ایں بود کہ در ملکیت یک دو کتاب  
شبہ گونہ بود۔ فرمودند کہ آنہا را البصاحب شان بفرستند۔ ہر چند بہ ہیبت شرعی آنہا مقبوض و مملوک  
بودند و میرانی کہ از حضرت ایشاں ماند از نقود یک روپیہ و از اجناس چند کتابے و اسبے و فرشی



و طریقہ کہ در مستر شان معمول است

گر جان من اندر سر و کار تو شود  
مهر تو بپیراث و ہم غویشاں را

## شامِ پنجشنبه بست و سوم ماه مذکور

خیلگی صحیح و خورم بودند چنانچہ عصائے بدست گرفتہ بیانی فلک فرسائے خود از جائے  
کہ بودند بجائی دیگر تشریف بردند و بفرح و شادمانی در خانہ کہ مشرف بہ دریا بود و ہوائے مخالفت  
در وسرایت داشت نشستند و نماز شام را بہ ایما گزار و ند و پوشش ہا کہ ہمیشہ در ایام  
بیماری می بود کم کردند و مثنوی مولوی معنوی با و از بلند می خواندند و با خود زمزمہ داشتند مخلصانے  
کہ بہ تہمد خدمت و تیمارداری مخصوص بودند از مشاہدہ ایں حال متحیر بودند۔ بعضے از حاضران از  
غوامض علوم تحقیق می نمودند شخصی از حاضران پرسید کہ آنچه در قرآن مجید امر بایمان بہ غیب  
آوردن شدہ ایں معنی نسبت بہ عامہ مسلمین خواہد بود نہ بہ اہل مشاہدہ یعنی اینہا ایمان بہ مشہود  
دارند۔ فرمودند کہ نہ چنین است۔ بل امر بایمان غیب نسبت بعوام و خواص است۔ بیت  
ہر چه نزد تو بیش از اں رہ نیست غایت فہم تست واللہ نیست

پاسے اخیر از شب جمعہ ماندہ بود کہ دل حضرت ایشان ضعیف کرد بے خود شدند بعد  
از اندک فرصت با فاقتی کہ متضمن بشاشت وجہ بود بہ کمال قرار و آرام باز آمدند و چشمان  
مبارک و اکروند و تکلم از ایں وقت تا قبیل وصال فرمودند۔ و ایں اوقات سکوت کہ ہلکی آں  
دوازده پر بود۔ ہر چند ادویہ مخالفت طبع شریفیت می مایند اما صلاً بچہن ابروئے متعرض نشدند  
ہمانا اثبات حال رضامری میداشتند۔ چہ قبیل ایں حالت سکوت مخلصے بطریق ولسوزی گفت  
سبحان اللہ چند ایں امراض سابق و لاحق بس نبود کہ سوزش و زدن ہم براں افزود و بزجر منقش  
کردند۔ فرمودند حق سبحانہ مالک ملک خود است۔ در ملک خود ہرگونہ تصرفی کہ میخواہد میکند  
و گیری را دم زدن نمی رسد و تا ہنگام رحلت از آرام و قرار سے کہ داشتند متغیر نشدند۔ الا از  
آوردن طبیب ہند و کہ آزار روحانی راہ یافت و صورت کراہتہ ظاہر کردند و چینیہ برآوردے



مبارک پیدا آمد و رؤے از جانب طبیب گردانیدند خدمت خواجہ حسام الدین احمد عرض کردند کہ برضائے والدہ حضرت ایشان ایں گستاخی کردہ شد و الا مشرب عالی معلوم است کہ باورون طبیب ہند و راضی نیستند۔ از استماع ایں سخن حسین ابو و فراہم آمد و برضی والدہ راضی شدند۔ و ریں وقت یکی از مخلصان بقریبے نام اللہ العالمین گفت۔ بسعت جانب وے دیدند و سر مبارک را کہ بہ یک قرار گزاشتہ بودند گردانیدند۔ یکی از حاضران گفت دیدید کہ باستماع نام محبوب چہ بشوق تحرک فرمودند۔ ایں سخن آب و چشم حقائق بین گردانیدند اما بیرون نہ آمد۔

## شنبہ سبت و نهم ماہ جمادی الثانیہ سنہ اشہ عشر و الف

سعادت حضور حاصل شد و ایں وقت احتضار حضرت ایشان بود از مخلصان ہر کہ مے آمد لحظہ بجانب وے میدیدند بصرف نظریا اغماض عین رخصتش می کردند۔ چوں جامع مسودہ بہ نظر مبارک درآمد خیمگی متوجہ شدند و صرف نظر مدتے بجانب دیگر نکردند۔ بخلاف عادت مکرر مکرر چشم شفقت و مرحمت نگر نیستند۔ اَللّٰهُمَّ مَتِّعْنَا مِنْ بَرَکَاتِ حُجَّةِ الْاِسْلَامِ حضرت مخدومی خواجہ حسام الدین احمدی گریستند۔ بنظر ہائے کہ متضمن وواع باشد بجانب ایشان نگر نیستند و نظرات شفقت و مرحمت بہ تفقد حال خیر مال ایشان کردند و بر رؤے حضرت ایشان تبسم و تعجب چنانچہ عادت شریف دریں امور بود ظاہری شد یعنی عجب از شما کہ خود را در دائرہ درویشان می گیرید و طفلان وار دریں معاملہ گریہ می کنید و یعنایت و مرحمت تمام انگشتان دست مبارک و انگشتان ایشان در ہم زدہ خیلے وقت منعقد داشتند و دست بہ سر و وے ایشان کشیدند و در وقت بیماری اخیر بیچ کرام از اصحاب کرام و رائے ایشان بحضور عالی نبود۔ اگرچہ خدمت میاں شیخ المہ داد نزدیک بودند۔ لیکن از ضعف و بیماری کہ شیخ مذکور را از مشاہدہ ضعف ایشان طاری شدہ بود دریں مدت نتوانستند مجلس عالی حاضر شد۔ شب و روز در ملازمت حضرت ایشان خصوصاً در ایام بیماری غیر از ایشان کسے نبود۔ القصہ چوں جانتگ بود و یاران بنوبت می آمدند۔ باشاہت اعزہ کہ انجا حاضر بودند بیرون آدم حق سبحانہ بطیفیل آن نظرات و بجز متصفائی آن اوقات ایں آوارہ وادی



ناکامی و بازی طبیعت و خامی را از سوئے خاتمہ نگاہ دارد و این زلات و جوارم را کہ از غم نشینی این اثر مانے  
خانہ پرورد و غول نمر و فریب کہ نفس و شیطان سر بر میزند سدر را و وصول بگرداناد بماند و جودہ - تمامی قصہ  
انکہ پاسے از روز شنبہ باقی مانده بود کہ مذکر اسم ذات بطریق چہر غول شدند بعد از دو سہ گھڑی ہمیں  
شیمہ کریمہ بخوار رحمت حق پیوستند و بعالم قدس ممکن فرمودند مثنوی

دین صندل سرانے آبنوسی گئے ماتم بود گا ہے عروسی  
جو بہر شادی و غم جائے رو بند بجائے سر بجائے پائے کو بند

### نہ بائی

کہ گفت کہ آن مایہ امید برود کہ گفت کہ آن دولت جاوید برود  
آن دشمن خورشید بر آمد بر بام پوشید و چشم و گفت خورشید برود  
انکوں اند کے از اطوار حضرت ایشاں نسبت بعوم خلایق و تربیت بستر شدان در و فصل  
بوجہ اختصار تمام کنم۔

## فصل اول در بیان بعضی از اطوار حضرت ایشاں

در حق حضرت ایشاں خلق اللہ این بود کہ ہر گاہ شخصی بملازمت گرامی می آمد خود را بطور او  
می گذاشتند و بانذاذہ عزت او بذل جاہ می فرمودند و تعظیم علماء و مساوات بسیار می کردند و اکثر ساکت می  
بودند مگر برائے استمالت خاطر زائر ناد برابرخن وے ہماں قدر کہ در معرض جواب کافی می بود تکلم می فرمودند  
مگر و قتیکہ سخن در تصوف و وحدت وجود و محل اختلاف می افتاد خیلی منقہ می کردند چہ آن محال مغلطہ  
افہام است تا کسی کج نہ فہم و مخالف مذہب صحیح فرانگیرد و اگر اہل عرف و تکلیف می بود و سہ  
کلمہ عرفی بہ تکلف بر لفظے آوردند و بنوعے تازہ روئے بوئے می کردند کہ بیچ گو نہ تکلفے یا کہ استے  
مفہوم نمی شد و در آنحضرت ہرگز سخن دنیا یا ارباب دنیا یا اخبار عالم مذکور نمی شد مگر کہ حاجت مندی  
بنظام عین حاجت خود چیزے ازین مقولہ می گفت یا امرے از امور دینی بآن متعلق می بود و



حتی الامکان در انجالح مهمات مسلمانان خود را معاف نمی داشتند و بفعل و قول حاجات حاجتمندان را رد می کردند و از حضرت ایشان هرگز سخنی که دلالت بر وجود قدرت کند ازین جماعه کسی نشنیده مگر وقتی یکے از مخلصان که بطاهر و مشغولها مبالغه نداشت و جمعی از اصحاب طعن و سب می کردند بشکستگی و حسرت از کم توفیقی خود و طعن بآنان بعرض رسانید فرمودند هر طور میخواهی باش و از کدورت هستی طاعنان و نورانیت مرحومی آل مخلص فرمودند بخاطر میرسد که متوجه شده به کمترین ساعتی این شخص را بمرتبه بلند رسانیده شود اما ضعف فرصت نمی دهد و هرگز این چنین سخنی از ابتدا تا انتها کسی از حضرت ایشان که تمام غرق در پائے فنا نیستی بودند نشنیده در وقتی یکے از انحصان خواص بنا بر حکمتی از بحر وجود حضرت حق سبحانه قطره می یا بم و به بهماں تعین زندگانی می کنم و در خلا و ملا و در دام آگاهی و حضور و شهود حق می بودند و اگر مکر و سب و شرعی از کسی می دیدند بشدت امر معروف و نهی کردند و احیاناً چوں ضروری شد به کنایت یا به تمثیل بنوعی می فرمودند که ولفشین و سب می شد و سبب برنا کردن امر معروف آن بود که خود را از سائر ناس می دانستند و می فرمودند که امر معروف بر علماء و اهل احتساب است. روزی یکے از ازواج مطهره نسبت بحضرت ایشان بے ادبی کرده بود و بار باب علم فرمودند که مسئله تحقیق کنید اگر در ایمان و سب به تنگ حرمت مافتور سب رفته باشد تجدید نکاح کنم. شخصی عرض کرد که اگر بعد از آنکه سب این چنین بے ادبی کند حکمش چنین است فرمودند ما داخل علم نیستیم. در کتاب بنیدیه که اگر مومن تنگ حرمت مومن بکند چه لازم می شود و حکم آل عیسی و سمر و از جاده مستقیم و طریق قویم شریعت تجاوز نمی کردند و عمل بر و آیات مفتی به می نمودند و از امور یکم مظان شبته و در آن گنجایش می داشت بقول و فعل اجتناب می کردند و آن قدر نظر بآل و دین دین باب داشتند که عقل حیران می شد. مثلاً اگر کار می کردند و در آن کار رعایت حقوق شرعیه کما ینبغی می نمودند گاهی اطلاع بر اسرار آن عمل نمی شد بعد از آنکه کشف حقیقت آن اتفاق می افتاد ظاهری شد که نهایت مرتبه رعایت تا همیں قدر است و این چنین می بالست مثلاً روزی ششست بودند. وقت نماز در رسید مصلی طلب داشتند شخصی از حاضران که بنده خود را پیش آورد. فرمودند که برجامه شما نماز گزاردن از ادب دور است بر زمین ادا کردند و جامه او را نه انداختند. عاقبت ظاهر شد که این شخص بعد از اتمام وضو نشستن بطوبی از اعضائے مختلفه خود بیان جامه نموده بود و اگر کسی در



ملازمت حضرت ایشاں تخفیف مسلمانے می کرد چہ جائے غیبت بجز و آنکہ این معنی از وے می فهمیدند  
تعریف و توصیف آن مسلمان بنیادی کردند۔ چنانچہ آن کس نیز از ارادہ تخفیف برآمدہ در توصیف مقوی  
حضرت ایشاں می شد از شخصی انواع افعال قبیحہ صادر شدہ بود۔ چنانچہ پدر و جدش محضے بر وجوب  
قتل وے نوشته بودند لیکن قاضی حکم بقتل نکرده بود۔ عزیزے قبلح وے را بہ تعجب و تعیب بحضور  
حضرت ایشاں نقل کرد۔ انواع شفقت و مرحمت بے بیج تعجب و بارہ وے فرمودند۔ ناقل را از مشاہدہ  
این حال وجدے و گرفت کہ سبحان اللہ حضرت ایشاں مخلوق و متقید اند۔ ہر گاہ از حضرت ایشاں  
این ہمہ شفقت و مرحمت ظہور می کند۔ حق سبحانہ کہ ارحم الراحمین است و سعت رحمت او تا بچہ حد نخواہد  
بود و از غلبہ این نظر خندہ و عرض نمود کہ ازیں جا معلوم شد کہ گناہے پیدا نخواہد شد کہ کسی مستحق دوزخ  
گردد۔ بآن عزیز خطاب کردہ فرمودند شما مردم عزیزید۔ شمارا قبلح وے در تعجب می آرد و ما کہ اورا در  
تقابل نفس خود پنداریم جائے تعجب نیست۔ شخصی نقل کرد کہ صوفیان حضرت ایشاں کا رکم می کنند۔ و  
مشقت در مشغولی ندارند۔ فرمودند بیچارہا چہ کنند ما ہم ہمچہ مشقتہ دریں امر نکرده ایم۔ چنانچہ ما مفت  
یافتہ ایم اینہا ہم میخواہند مفت یابند۔ اگر از مریدے امر قبیحہ مشاہدہ می کردند یا می شنیدند تہمت بر خود  
می بستند و می فرمودند کہ اثر بد صفتی ہائے ماست۔ ہر گاہ در مابدیہا باشد۔ این فقیراں چہ کنند۔ ہر چہ در  
ماست و در ایشاں پر تو می اندازد۔ وقتے میاں شیخ تاج کہ از خلفائے حضرت ایشاں اند و در سنبھل  
توطن دارند و باب یکے از سنبھلیان کہ خالی از جذبہ و جنوبی نبود شکایت گوئے نوشتند کہ اہل سنبھل  
از مشاہدہ احوال و اوضاع وے زبان طعن و راز می کنند۔ حضرت ایشاں در جواب عریضہ میاں شیخ  
تاج چنین نوشتند کہ دماغ خشکی شمارا کہ در باب شیخ ابا بکر نموده بودند خواندیم۔ این نوع چیز ہا مناسبت  
مقام شفقت و کارشناسی نیست۔ اولیاً از کیا تر محفوظ نیستند۔ نامراد بیچارہ کہ روزے چند  
سلوک طریق تصفیہ کردہ باشد از کجا محفوظ و معصوم شد تا خلاف چشم داشت از وظاہر نشود و خصوصاً  
کہ در اصل دیوانہ و منحرف العقل باشد استقامت صفات از و نباید چشم داشت اگر چہ بولایت برسد  
خدا و اند کہ در آن وقت چہ نامحلول محلول او شدہ باشد و صورت صواب را از نظرش پوشیدہ باشد  
کارخانہ دیوانہا و گیر است نمی بینید کہ تکالیف شرعیہ مربوط بعقل است۔ با جملہ ہمہ را در مرتبہ اش  
معدوم می باید داشت و نظر بر فاعل حقیقی می باید گذاشت بل معیت وجود را باید دید۔ ادب شناخت



این است نفوس مختلف اند بعضی آماره بعضی مطمئن و بعضی در میان که تو امر میگویند آن هم اگر  
ذوی العقول باشند مطمئن نفوس اولیا است۔ ارباب نفوس آماره را نیز معذور می باید داشت۔ بل  
بنظر لطفت وید و هر کار سے مطالعہ ہائے جمیل بکار باند بر دطن اہل سنبھل را نیز انکار نمی باید کرد بل  
به نظر رحم در ایشان باید دید کہ از استقامت عقل بر آمده اند و شیوہ نفوس را فراموش کرده۔ اگر  
عاجز سے یک گناہ بکنہ حکم بر بطلان او چرا کنند و مجموع امور را بتلبیس چرا حکم فرمایند۔ الحمد للہ والمنة  
کہ ملامت اولیا است ما خود در ظهور این امور طریقے دیگر داریم۔ ہر گاہ ملامت میرسد در خود می نگریم۔ و  
یک بد صفتے در خود می یابیم و این اشارت را موعظہ غیبی میدانیم۔ چنانچہ دریں مادہ نیز در خود نفاق ہا و  
تلبیسات یافتیم و التجا بحضرت کرم او برویم انتشار اللہ مرتفع شود۔ بارے بگوئید کہ از ملامت سنبھلان  
چہ ضرر لاحق خواهد شد عبادت را قبول نخواہد بود یا صفائی توجہ بر طرف خواهد شد یا رد و رگاہ الہی خواہد  
شد چہ خواهد شد۔ معشوق ترا و بر سر عالم خاک، انتہی کلامہ قدس سرہ

دو ذی عزیزی از مخلصان شکایت حال خود را در ملازمت حضرت ایشان برد کہ مرا حالی پیش  
آمده ہر چند می دانم کہ دیگران بہ ازیں احوال دارند ولیکن نفس من بدان مغرور شدہ است با وجود آنکہ استغنا  
می کنم۔ آن عجب و غرور از من میرود۔ یکے از صوفیان در ملازمت عالی شمسیتہ بود فرمودند۔ ایں مرد نیز  
بطور شکار گرفتار ہیں حال است از و علاجی پیر سید آن عزیز عرضہ کرد کہ ماہر و بیمار علاج کہ ایشان  
من خواهند کرد چہ خواهد بود۔ فرمودند شاہر و مردم عزیز بدی حاصل ہا دارند لاجرم چیز ہا و رنوعے بنیید  
ما کہ بیچ ندایم بیچ نمی بینیم۔ بچہ چیز مارا عجب شود آن عزیز گوید کہ از استماع ایں سخن نزدیک بود کہ تار  
پودہستی من از ہم بگسلد تا بحجب و خود بینی چہ رسد۔ دیگر ہرگز گرفتار ازاں گونه عجب نشدم۔

ماقیان لہجہ او چوں ثراسب اندر دہند

ہوش گوید گوش را ہاں ساعندی کن ساغری

و از سے یکے از متفقہاں بے خبر کہ خود بمشروعات مقیہ نبود بر حضرت ایشان زبان اعتراض

درازد کرد۔ بعضی دخل ہائے ناحسان و بیجا بر اوضاع و لباس مرضیہ می کرد و حضرت ایشان تحسینش  
می کردند می فرمودند کہ مثل شما در عالم کم کسے یافتہ می شود۔ می باید کسے شما را ہمیشہ با خود می داشتہ باشد  
چہ خوب کسی بودہ آید۔ دریں مدت مارا بمثل شمسے ملاقات نشدہ۔ ہر چہ تو اضع می کردند۔ او در



اعتراضات قوی تر شد اصلاً بوسے اظہار گرائی نہ کردند و کج خلقی کا رنفر نمودند باوجود اسے ریش تراشی  
 بود و مروتے نبود کہ درینج فرقہ اعتبار سے داشتہ باشند عزیز سے از دانشوران ہمد بوسے گفت کہ آے از  
 خدا بخیبر تو چہ والی کہ علم شراعیہ چسیت بروی کتاب رجوع کن یعنی ہرگز از اولیاء خلاف کتاب نیاید خصوصاً از  
 مثل حضرت ایشاں کہ از ادب اب صحواندہ اصحاب سکر۔ فرمودند ویریں جزو زمان و جودایں چنین مردم غنیمت  
 است ہم ویریں محل طعاعے در میان آمد۔ اورا با خود شریک کردند و انواع شفقت و مہربانی فرمودند  
 پچوں تمام خالی شدند اعتراضات ویرا از روئے کتاب ہائے مفتی بہ جواب فرمودند بعد از ان تا امر  
 آن متفقہ پیدا نشد گویند از شہر برآمد و روش حضرت ایشاں شب ہا در ایام تخفیف امراض مزمنہ کہ  
 خادمان اورا صحت می نامیدند ایں بود کہ بعد از نماز مہتن کہ از مسجد تشریف ہے بودند قدرے مراقب می  
 نشستند۔ چوں ضعف اعضا بیشتر می شد پائے دراز می کردند و ہمیں کہ چشم بخواب گرم می شد و خادمان  
 در خواب می شدند بر می خاستند و بموضع می رفتند و تجدید وضو می ساختند و شکر وضو می گزارند و نمی نشستند  
 باز چوں اعضا ضعف کردے دراز می شدند ہم چنین پنج مرتبہ گاہے شش مرتبہ می شدند و تجدید وضو  
 کردہ بخواب می رفتند و احتیاط طبع می کردند کہ از خادمان کسے بیدار نشود و شب ہا باوجود آنکہ دو خانہ  
 داشتند بیرون می بودند و اگر میل عنسی پیدا می شد در خانہ کہ نوبت آن می بود می درآمدند و ہاں غسل  
 کردہ بیرون تشریف می آوردند و خواب می کردند و اہل خانہ ہائے حضرت ایشاں حقوق خود را بہ تمام  
 حجتے قسم نیز بخشیدہ بودند۔ باوجود آن قدر رعایت قسم می کردند کہ سر موئے فرو گذاشت نمی شد۔  
 چنانچہ در ایام غلبہ ضعف و بیماری نیز از خانہ کہ بخانہ یکے از واج قرب مسافت داشت بخانہ دیگر  
 آمدند کہ مسافت ہر دو خانہ از انجا برابر است و آن خانہ وسط حقیقی است و در جائیکہ شب می بودند  
 سنت نماز فجر را در ہاں گزاردہ بمسجد جماعت تشریف می آوردند و در اوقات دیگر و رلے نماز شام  
 بعد از وضو شکر وضو گزاردہ بمسجدے آمدند و اکثرے از ادب اب حاجات ویریں را عرض مہمات خود  
 می کردند۔ قدرے می ایستادند و حاجات ہر کدام را می شنیدند و بہر کس جوابے شافی مہربانی می گفتند۔  
 آن گاہ مسجدے درآمدند اگر در وقت اتساعی می بود تحیت مسجد نیز ادا می کردند و الا بر فرائض و سنن  
 مؤکدہ اکتفا می فرمودند۔ ہم چنین در وقت برآمدن از مسجد ہرگز از اہل حاجات اغماض نمی کردند۔  
 بلکہ بشارت و جہانہا سخن می فرمودند و در جائے خود تشریف می بردند۔ چوں ایں شمیمہ کو یہ فہمائے



عظیم یافتہ بودند خیلگی و در باب ہم سازی خلق اللہ متوجہ بودند آخر با این معنی بنا بر نیستی کم پذیرفته بود  
 و از حضرت ایشان فوائد ظاہر و باطن مردم می رسید و تا ویس مریدان جز از راه باطن نمی کردند مثل  
 سلب حال و در قلق انداختن نسبت بآن شخص این معنی باعث چندین تنبیه و فتوح می شد - یکے از  
 مخلصان را بنا بر مصلحت و لے در قلق انداختند و این مرد لاهوری بود و از لاهور بصحبت یکے از شیخان وقت  
 تا بدلی آمدہ بود - چوں ملازمت کرد فرمودند چرا ہمراہ آن شیخ پیشتر رفتی - طرفہ حالے بران نامراد گزشت  
 کہ تمام شب در رنگ مایہی کہ بر تابه باشد بقیقار بود و نعرہ میزد و گریہ ہا در دناک می کرد - چنانچہ خواب  
 بچشم اکثر یاران از نالہ او آشناتوانست شد و از غایت گریہ نماز خفتن و بامداد را آنچنان کہ باند توانست  
 گزارد - عشرہ اخیر ماہ رمضان بود و یاران بعد از نماز بامداد حلقہ کردہ متوجہ بحضرت حق سبحانہ نشسته بودند  
 کہ آن نامراد ویریں جمع و درآمد و گفت آئے مسلمانان برائے خدا در دے دارم بشنوید - اگر چه ہیچ کس متوجہ  
 بسخن وے نشد چہ تمام شب گوش ہا را پر ساختہ بود - ہر کدام بذوق خود فرو رفتہ بودند - گریاں گریاں بنیاد  
 کرد کہ من پیوستہ طالب درویشان و معتقد و خادم ایشان بودم - شبے بخواب دیدم کہ اہل سوار می گزرد و مردم  
 در دُنبال او می روند و می گویند کہ این قطب وقت است - من نیز بر سر راہ وے دویدہ ایستادم - آن سوار بمن  
 گفت کہ نوکر من می شوی - قبول کردم و گاہے چند در جلے او دویدم - عاقبت بر یک کوہی درآمد و از چشم  
 من غائب شد و بعد ازین واقعہ پنج شش سال گزشتہ بود و انتظار من باختر آمدہ کہ بتقریب حضرت ایشان  
 از ان کوہ کہ نزدیک بخافہ من بود بہماں نسق کہ در خواب دیدہ بودم گزشتہ بجزو آنکہ چشم من بر جمال حضرت  
 ایشان افتاد شناختم و از دُنبال رفتم و این واقعہ خود را گفتہ مشغولی گرفتم - اکنون پنج شش سال است کہ  
 محبت ایشانم الحال می فرمایند کہ ہمراہ آن شیخ چوں نہ رفتی - آئے مسلمانان برائے خدا بگویند کہ من چہ کار کنم  
 چوں سخن باختر آمد باہل قلعه و جدے در گرفت کہ سرانہ پاکم کردند و بے طاقتی ہا نمودند این جماعت کہ قریب  
 بہ ہفتاد کس بودند یک کس ہوشیار نماند و از سنگ مسجد بعضے مجروح شدند و غریب در تمام قلعه فیروز آباد  
 برخاست و تماشایان هجوم آوردند - چوں این غوغا بسمع شریف رسید مسجد تشریف آوردند و فرمودند تا یک در  
 را گرفتند و مستی اینہا فرو نشست - بعد از ان آن لاهوری آتش زن را طلبیدہ از قلعہ بر آورد و فرضکہ تمام منظر  
 رحمت بودند و می فرمودند کہ از ما یکے ضرر نمی رسد الا منافع - و الحق فوائدیکہ دیرین دوسہ سال از آن حضرت  
 بہستفیدان رسیدہ و زمان پیش بسالمانی رسید و تفصیل آن از حد بیان بیرونست -



یک دہان خواہم بہ پہنائے فلک      تا گویم وصف آن رشک ملک  
 ثنائے او بدل مافرد نیاید زانکہ      عروس سخت شکر فست و جملہ نازیبا  
 و مہربانی بر مشرب حضرت ایشاں آن قدر غالب بود کہ اگر کہ بہ بردا من زہمت نشین خواب می رفت۔ ہر  
 گوش بیدار نمی کردند و منتظر بیدار شدن و سے می بودند۔ تا زمانے کہ او بخواب بودے حرکتے نہ فرمودندے  
 و خود را بطور او گذاشتندے۔ و اکثر اوقات بایں تقریب سر ہا می خوردند و لحاف از زیر گریہ می کشیدند  
 و ہر قسم آشنائے کہ سابقاً با شنایان داشتند تا آخر با نہا بہاں طریق سلوک می فرمودند۔ چنانچہ اکثرے از  
 آشنایان سابق حضرت ایشاں را از خود بہ ہیج وجہ متمیز نمی دانستند۔ عزیزے در ملازمت حضرت ایشاں  
 نقل کرد کہ بعضے کوتاہ بیان تیرہ منش می گویند کہ مدار مشخت حضرت ایشاں را بر آشنائی یگانہ الافیاقی  
 مرصع الامامی قدسی القاب شیخ فرید است سلمہ اللہ تعالیٰ و ہمیشہ در رقعات کہ بہ شیخ می نویسند عنوان  
 آن قبلہ گاہی سلامت می باشد۔ از فقر این قسم خوش آمد چہ زیبا است۔ و جواب ایں سخن فرمودند کہ شیخ را  
 بر ماضی ہا است و بوسیلہ وجود ایشاں دین راہ کشایش با دیدہ ایم و الحال ہم وجہی شرعی برائے قطع  
 طریق آشنائی نمی یابیم۔ والا چہاں می کردیم و این نوشتن را علت ہماں است کہ بہر نوعے کہ از ابتدائے  
 سلوک یکسے کردہ بودند تغییر نمی دادند و مہند اسحق سیادت و بلند منشی شیخ سلمہ اللہ و او صلہ الی ما یتماہ  
 رخصت بہتیراں عنوان نمی داد۔ روزے صنعت والدہ ماجدہ خود دیدہ امر طعام بختن را کہ بتکفل ایشاں  
 بود۔ بہ بعضے از صوفیاں فرمودند۔ والدہ حضرت ایشاں تا چند گاہ بہ گویہ و زاری گزرا نیدند کہ از من  
 کدام جرمیہ بوجود آمد کہ حق سبحانہ مارا ازین سعادت بازداشت۔ عمل خیرے کہ از دست من می آمد ہمیں  
 بود کہ برائے حضرت ایشاں طعامے می بختم۔ آنرا ہم از من باز گرفتند۔ مدتها بریں حال بودند و از نہایت ناتوانی  
 وزیر کی و غلبہ نسبت اخلاص و مریدی کہ مرکوز جو بہر شریف ایشاں است نتوانستند اظہار این معنی کرد بعد  
 ازاں کہ ایں سخن بحضرت ایشاں رسید و امر طعام بختنی بتصدی ایشاں گذاشتند۔ باطن سعادت موطن ایشاں  
 ازاں قلق و اضطراب فراہم آمد و بہ بی بی بانو کہ زن محمد صادق کہ خسر پورہ حضرت ایشاں باشند و زن شیخ  
 محمد صدیق کشمیری کہ بی بی آقا باشند برائے خیر نمودن و مدد در بعضے امور گذاشتند و نفی اختیار حضرت  
 ایشاں آنقدر بود کہ با وجود ضعف و دوام بیماری مقید اختیار طعامے نبودند۔ و اگر نا ملائم طبع می بود  
 اعمال را این معنی نمی کردند و بدن شریف و منضر لطیف از عدم ترتیب و بے توہی بطعام و دوام مشغولی بضر



حق سبحانہ بغایت نجف بود لیکن رونق چہرہ و طراوت رویہ با آن ہمہ نداشت کہ بالاتر از آن صورت  
نہ بند و روز افزون ہے

نہ سبز و لب لعل و رخ زیبا داری ہر چہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری  
و ہنگام طغیان قلق گاہے با وجود چندین ظہور و مقتدا نیت و رکوپہا و بازار ہاتہا بطرفہ یے یعنی می گشتند  
و در سایہ ہائے دیوار بر خاک می نشستند و مضمون حدیث کون فی الدنیا کانتک غریباً و  
کعبی سبیل اللہ می شد و حضور و شہود حق از مراپائے گرامی می بارید و محقق می شد کہ جمیع اعضا  
جدیداً بنعت خاص متوجہ حضرت حق سبحانہ اند و استفادہ خاص میکنند پیوستہ با وجود چندین فتوح و کثرت  
کہ آنافانامیدیدند ہمیشہ در انتظار و تفکر و حزن می بودند

و یک دم اگر ہزار و یک بکشی کم باید کرد و خشک لب باید بود  
و قتی بیکے از مخلصان تقریبی می فرمودند کہ اگر ماریاضات شاقہ چنانچہ از باب سلوک می کشند نکشیدہ  
ایم لیکن انتظار ہا و قلق ہا کشیدہ ایم کہ چندین ریاضات و محن و ضمن آن می بود و از ابتدا تا انتہا از انتظار  
نہ آسودند چوں اطوار حضرت ایشان و معموری اوقات پاک بہ تمام و کمال بیان کردن در طاقت بشریت  
چہ حقیقت گفت نیاید و لذتے کہ روح از دریافت معانی و بسط حال باید بیان از ادائے آن عاجز  
است۔ لاجرم آنچه اندیشہ و ادراک نویسندہ از مشاہدہ اوقات استعراق سمات حضرت ایشان  
در یافت۔ اگر ہزار کتب پروانہ و دو عمر ہم بالفرغ مساعدت کند تحریر آن صورت نہ بند و خوش گفت ہر  
کہ گفت

نبود در کتاب ہا و ول و و و از دے صد کتاب نتوان کرد

اللہ الحمد والمنة کہ از دیدار گرامی حضرت ایشان کہ نسخہ اخلاق انبیاء و اولیاء بودند یقینی  
و اعتقاد دے بریں طائفہ بطریق مشاہدہ پیدا شد۔ قبل ازیں ہر گاہ کتب احوال مشائخ مطالعہ کردہ  
می شد بخاطر نا تجربہ کاری رسید کہ مریدان سخن را بسط دادہ اند و الا ایں احوال از قیاس عقل بیرون  
است۔ اکنون مفهوم شد کہ حق سبحانہ بعضے از بشر را بجائے میرساند کہ اگر افلاطون و بوعلی و دقین نظر  
عالم آگاہ گردند بنا دانی مقرر آیند۔



## فصل ثانی در بیان تربیت مُستشرقین طریقہ

عادت شریفہ حضرت ایشان در تربیت طالبان این بود کہ ہر گاہ طالبی می آمد کہ اظہار طلب می نمود چند گاہ دور انداز ہماش می کردند۔ اگر اہل شہر می بود و اگر مسافر سے بود و محتاج نان و رایہ می کہ بامر ارشاد متوجہ بودند چند گاہ نانش نمی دادند بہ نیت آنکہ مردم برائے نان جمع نشوند و دکانے راست نہ سازند و ہر گاہ کسی از ارباب دنیا برائے فقر ارتد سے می فرستاد بخلصان خود نمی دادند و فقرائے بیگناہ را تقدیم می کردند۔ اگر چیز سے باقی ماندے تحقیق می کردند۔ ہر کہ از مخلصان غرض حقانی داشتے آہنگاہ ادنیٰ آنچہ ضرورت و سے بدان کفایت شدے عنایت می کردند و امداد مالی چنانچہ بعضے عوام گمان می بودند نسبت بخلصان بغایت کم۔ و می فرمودند کہ ہر کس ما امداد مالی کنیم۔ یقین دانند کہ نسبت با دور محبت فقور سے داریم و نظر حضرت ایشان در عدم امداد و تنقیح صوفیاں و تربیت طالبان بود نہ عدم مہربانی بلکہ نہایت مہربانی نسبت بگرفتاران آزر و پھین است و آخر ہا کہ امر شخصیت و ارشاد متروک شدہ بود۔ فرمودہ بودند کہ بآیندگان تا سہ روز نان بدہند کہ ضیافت تا سہ روز مسنون است درین میان بعضے مست طالبان نمی ایستادند و دور اندازی ہا تاب نمی آوردند الا آنہا کہ طلب قوی میداشتند و دریں کار بجد ترمی شدند تا نہا طریقہ می فرمودند۔ بعد از مشغول ساختن اگر محتاج روزمرہ می بودند برائے آنہا قوت لایموت تعین می شد و نہایت آن یک تنگہ دہی بود و الا یک نیم بھولی و یک بھولی از وجہ قرض حسنہ کہ برائے حلالت لقمہ حلیہ شرعی است و این مخصوص مسافران بود نہ اہل شہر۔ مگر کسی کہ در جوار حضرت ایشان دائم بودے و احتیاج او معلوم می شد داخل مسافران روزینہ و ایکشت و طریق مشغول ساختن این بود کہ اول استخارہ اش می فرمودند بعد ازاں در خلوتش مے طلبیدند۔ و شغلے از اشغالی سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کہ در رسائل اکابر این سلسلہ مبین است می فرمودند و نسبت بہ بعضے بعضے کیفیات از پیش خود بران مشغولی ہا زائد میکردند۔ چنانچہ در رسالہ خود کہ در بیان طرق نوشتہ اند ایضا فرمودہ اند۔ تو بجے در باب و سے میکردند و ہمتے مصروف میداشتند۔ اکثر طالبان در صحبت اول بخود شدہ بر جائے خود مے افتادند و در آنہا اثر سے از حرکت و شعور نمی بود۔ تا ہر گاہ کہ صلاح حال آن ہا

سے این رسالہ را جامع در رقعات شریفہ نوشتہ است۔ رقعہ ۶۲ را باید دید۔



می دیدند و اهل بے خودی میگزاشتند و این حالت بر بعضی بانو می میگزاشت که حاضران آنها اموات خیال می کردند - باز بر عکس آن تصرف می کردند بهوش می آمد و قول الشَّيْخُ مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى وَ يُمَيِّتُ بوضوح می پیوست بعد از طریق این حالت بخودی و بے شعوری اکثری از اخلاق ذمیه او مذهب می شد و شکسته در کارخانه وجود او پیدا می آمد چنانچه مردم از چهره او پی بمعانی محصوله او می بردند و ابتدا بتغیر اوضاع دئی امر نمی فرمودند - بعد از چشیدن لذت بخودی او خود بواجبی موافقت با اوضاع مرضیه حضرت ایشان می آمدیم چنین بهر که مرحمت بیشتری داشتند یا غلطی در استعدادش میبود و بکرات تصرف برومی کردند و بحالت بخودیش می بردند و آن قدر قدرت بود که اگر کسی را میخواستند در یک روز بسر حد فنا و فنائی فنا که مقارن رتبه ولایت است میرسانید و نسبت بدو سه کس این معنی دریافته شده و هر کس را طریق خاص پیش می آمد - بعضی را کشف و بعضی را ترقیات در مقام قرب و بعضی را تلون احوال و باز کشف هم انواع بود کشف حقائق اشیا و کشف توحید و کشف قبور چنانچه این خط حضرت ایشان که درین باب بفرزند و برادر میاں شیخ احمد سرمنندی مرقوم شده موند آنست -

**وقعه** اقره العین محمد صادق بزور و از ظاهرو باطن گردد - احوال او چنانچه ظاهر است مستوجب حمد است بر همان حضور خود باشد از غیبت استغراق اندیشه نیست انشاء الله از شکر لیس و فنا و شعور اندراج یابد مولنا محمد مسعود از کشف قبور اعتباری بر نگیند کشف صوریه محل خطا و لغزش است سعی کند که حضور مع الله ظهور یابد و دوام پذیرد و هر چند که عالم صاف شده باشد و معنی نورانیت نیز از نظر بصیرت استقفا یافته و در کار و سعی باشد که جذبه خواجها و حضور ایشان دیگر است و دران موطن از ما سوئے نام و نشانی نیست گاه بالکلیه و اکثر بالاصالة توجیهی است از شش جهت معراج گاه هی جهت فوق جهت خصوصیتی که عرش مجید راست دروهم می آید و گاه همه جهات را یا اکثر از فرومی گیرد و معنی وَاللَّهُ مِنْ دَرَاهِمٍ خَطِيطٌ بظهور می رسد - اگر صور معنویه و اشکال صوریه نوشته اند و همچون سراب و خیال بے اعتبار افتاده و در همین وقت نزد دریافت خیالیه صور حواله قتل و الاخر نیز در میان می آید و اگر در وقت فرو گرفتن آن توجه همه جهات را یا اکثر اصور و اشکال بالکلیه محو شود و صفاتی اتم بظهور رسد و معنی کثیف فی الدار غیره دایر



در جلوہ آید ہوش باید بود کہ کسوتِ معنویہ در میان است لا اقل صفتِ حیات و ہستی اکنون یک ذیقہ دیگر بشناسند کہ در وقتِ ظہورِ اللہ مین ذرّائہم تحیط نیز می تواند بود کہ ہمچنین کسوتِ در میان باشد و می تواند بود کہ بالکلیہ نظرِ محبتش مجروح شدہ باشد۔ بارے حقیقتِ مقصود و دریافتِ ادراک نمی آید آنجا عشق و محبت است و تصفیہ سراز ماسوے و آن تحقیقات کہ در سلسلہ الاحرار نوشتہ شدہ بغایت فاضل است۔ درین محبت آنرا بگذارد و مدار برادر اک متعارف بہند حضرت خواجہ نقشبند

خواجہ پاک نقش پاک نفس قدّس اللہ روحہ القدّس

می فرمودند کہ ہر چہ دیدہ شد و دانستہ شد آن ہمہ غیر است۔ بکلمہ لا آن رانفی باید کہ و۔ میاں شیخ احمد نیز حال خود را درین صحیفہ مطالعہ نمایند و بدانند کہ تا استغراق در حضور ذاتی و وحدت صرف بظہور نمی رسد۔ اہل این سلسلہ اسم فنا براں نمی ہند و آنکہ ما گفتہ بودیم کہ یک درجہ دیگر در میان است۔ این است حقیقتِ این سخنان مشافہتہ معلوم میشود با وجود برائے خاطر شما نوشتم والسلام و لا اہم القصہ ہر کدام از طالبان واردات خود در خلوت رفتہ عرضہ می کرد و حضرت ایشان بحکمت بالغہ الہی و وقتِ نظری کہ من عند اللہ یافتہ بودند بمصلح احوال و اوقات وے امر می فرمودند و اگر کسی خواب یا واقعہ نقل می کرد می شنیدند و در باب خواب گاہی می فرمودند کہ احتیاج گفتن نیست ہر چہ شدنی است خواب شد و ہر گز تحسین صاحب حال و واقعہ یا تعبیر خواب بہ حضورش نمی کردند۔ مگر کہ حالے عالی وارد شدے۔ دران وقت این قدر می فرمودند کہ بکوش تا از دست نرود و قدم بر تر نہی۔ بہ یکے از طالبان ہنگام عرض احوال فرمودندے

مرغ غم او بچیلہ شد با مارام ہشدار کہ مرغ رام را رم نہ ہی

یکے از طالبان را بنا بر مصلحت وے دور می انداختند و می فرمودند کہ استعداد وے بسلاسل دیگر مناسب است وے سرگرم ترمی شد۔ بعد از چار پنج ماہ بہ وے فرمودند یکے طالبان خود خواہیم فرمود کہ طریقہ بشما بگویدے باین ہم راضی شدہ از سر و انشد و امید و ازمی بود روزے میاں شیخ تاج الدین کہ از خلفائے حضرت ایشانند از وہی متوجہ سنبھل کہ وطن اقامت ایشان است می شنند و بخانہ آن مرد یک شب نزولے اتفاق افتادہ بود اہلیہ وے علیے قوی داشت باجازات شوئے از شیخ مشغولی گرفت و بمقتضائے استعداد در مجلس اولے اورا بخودی روئے داد و کیفیت ہائے عظیمش حاصل شد و دران



کیفیت اخبار ہفت آسمان گفتن گرفت سرگرمی آل مرد بحد افراط انجامید و از شیخ حرفے از مطلب نشیند بر اسیمہ متوجہ ملازمت حضرت ایشاں شد و در راہ از کثرت شوق افتان و خیزان در رنگ مست طالع مے آمد چنانچہ بندہ ہائے زانو و مرا نقش خوبی شدہ بود چوں نظرش بر جمال حضرت ایشاں افتاد مانند خمں گل تنگ و در کنار گرفت و در صحن خانہ غلطیدہ میگذشت حضرت ایشاں لختے خود را بطور او گزاشتند گاہے بر بالائے دے می شدند و گاہے در تے دے و آزار ہا بیدن شریف و عنصر لطیف راہ یافت چہ او مردے زبردستی بود و در کنار گرفتہ بر خاک مے غلطید و از دور و یوار مضمون این بیت مے تراوید

ہزاراں دشمنے شد با سیم کان تن نازک      شود آذر وہ گراندر برش بند قبا جند  
عاقبت فرمودند بایچ کارے ہم داری گفت کالے کہ دارم تو دارم و مقصد و مقصود من  
توئی فرمودند پس ما را خود میکشی فائدہ نہ کرد۔ آل گاہ فرمودند بجانب روئے من یہیں بہر دویدن  
از بجائے برجست و بر خاک ادب نشست و ازین سبب ندامت ہا کشید و سے گوید کہ آل روز  
کہ در چشمان حضرت ایشاں چیزے دیدم کہ ہنوز لذت آل فراموش نشد و عبارت و اشارت از شرح  
آن قاصر است و اگر می خواستند تصرفی کنند یا خارق عادتے بنمایند بخود نسبت نمی کردند بکتابے  
یا بقصد حوالہ می فرمودند مثلاً اگر در بیماری میخواستند تصرف کنند و اورا ازان بیماری بر آورند۔  
کتاب طب می طلبیدند۔ و از روئے آن داروئے می فرمودند و بہت بجانب دے می گماشتند۔  
بہر و استعمال آن دارو و گاہے پیش از استعمال صحتش می شد چنانچہ طفلی از قلعہ فیروز آباد بجانب  
دریا کہ از تغایح آن زیادہ از نہ قد آدم باشد افتادہ بود و از راہ گوش و بینی دے خون می آمد و  
نفسش تنگی میگيرد۔ مادرش اورا در نظر مبارک در آورد۔ بریں حال شفقت فرمودہ قدرے متوجہ  
باطن حق موطن خود شدند و کتابے بدست گرفتند و فرمودند کہ دریں کتاب چنین نوشتہ اند کہ او زندہ  
خواہد ماند آن طفل تا امروز زندہ است و از مشاہدہ احوال دے بیچ عاقل بر زندہ ماندن او نمی کرد۔



## شب پانزدہم ماہ شعبان

روزے و رادائل ہا کہ نو نماستانی

این کارخانہ بلند قدر بودم و در ملازمت گرامی ہوسناکانہ آمد و رفت میکردم بخاطر آوردم کہ اگر امروز اثرافے کنند و مرا بخود کشند داخل خادمان عالی گردم لا اقل سخن از مرغبات راہ بفرمایند۔ شب پانزدہم ماہ شعبان فرمودند امشب شب برائست و سلسلہ شمایینے چشتیہ نمازے کہ درین شب میگزاردند چند رکعت است عرضہ کردہ شد صد رکعت و بروایتی دو رکعت ہم آمدہ۔ فرمودند اگر شق آخر است شاید ما ہم تو انیم گزارویم درین محل فرمودند مثل ما بریش گا و میماند و آبخنان است کہ شخصے از پسر خود پرسید کہ ہرگز ریش گاؤ بودہ پسر گفت معنی آن چیست گفت کسی از خانہ بر آید و بگوید بے آنکہ رنجے بکشم گنجے بیایم گفت بابا نا بودہ ام ریش گاؤ بودہ ام ما ہم تا بودہ ایم ریش گاؤ بودہ ایم۔ یکے از صوفیاں نقل کرد کہ روزے بخاطر آوردم کہ مرا خدمتے فرمایند و از بازار چیزے ماکول طلب دارند ناگاہ کسے بطلب من آمد فرمودند برائے ما از بازار تریز بیار عرضہ کردم کہ معرفت تریز چندانی ندارم۔ فرمودند ہر کدام کہ بزعم تو خوب باشد بیار و عادت تشریف این نہ بود کہ درائے خادمانے کہ متعین این چنین خدمتھا بودند بدیگرے بفرمایند خصوصاً بنودرآمدگان این طریق و این مردوران وقت از جملہ نو در آمدہ ہا بودیم وے نقل کرد کہ فصل زمستانی بود و پوششے نداشتم الا پختہ بے لحاف کہ با اہلیہ خود شب ہا می پوشیدم و از تنگی معیشت قدرت لحاف ساختن معدوم بود شبے از اہل خانہ خود بخالتے کشیدم کہ بخاطر این ہامی رسیدہ باشد کہ بطرف بے حمیتی کار افتادہ صباحش کہ در ملازمت حضرت ایشان نماز



جماعت می گزاردم۔ در آشنائی نماز نیز مخاطب شبینہ آمد اور اتفی کردم بعد از قراغ نماز چون نظر حضرت  
ایشان بر من افتاد و بیکے از مخلصان کہ معاملہ اخراجات متعلق بالیشان بود فرمودند کہ از یاران ما  
پرسید ہر کہ لسانی یا جامہ نداشته باشد یا اہل خانہ وی نداشته باشد ہر طور کہ بگوید ساختہ بدہید و وسہ  
کس دیگر نیز ہم احتیاج من ظاہر شدند و بایحتاج رسیدند۔ گوید از ان باز ہمیشہ نرسان بودم کہ مبادا  
خاطرے بیاید کہ موجب گرائی خاطر اقدس بودہ بر ہم زن مقاصد سعادت مندی گرد و وقت علمی قدرت  
بر اقسام سخن خصوصاً در علم تصوف آن قدر بود کہ فضائل و وقت کہ سالہا درس علوم گفتہ اند استفادہ  
عظیم می کردند۔ روزے عزیزے التماس کرد کہ برائے شرح رباعیات کہ مسمی بسلسلہ الاحرار است  
دوران ولایت ازگی تسوید فرمودہ بودند۔ تاریخ اتمام گفتہ شود۔ در ہماں مجلس دوات و قلم طلبیدہ نوزدہ  
تاریخ برائے آن رسالہ اطلاع فرمودند۔ و تاریخ بیا د مقرر بود برائے تمثیل ایراد یافت باقی در آخر  
سلسلہ الاحرار مسطور است یکے تجرّع فصوص حکم "دوم نظم و جوب" و مع ذلک بہت رعایت ظاہر  
شرعیات ازین تصنیف خود کہ سخن وحدت وجود در انجا خوب ترین ندقیقات مبین است ناراضی بودند  
ومی فرمودند از ما این تصنیف خوب واقع نشدہ و می فرمودند کہ محقق شد کہ درائے طریق توحید ہے  
است۔ وسیع و راہ توحید نسبت بآن شاہراہ کوچہ تنگی بیش نیست و این نوزدہ تاریخ و یک مجلس  
نوشتن از قدرت اکثر عقول بیرون است خصوصاً با عدم ممارست و کمی ورزش بلکہ خارق عادت است  
و چہ احتیاج بہ اثبات خارق کہ وجود حضرت ایشان تمام خارق عادت بود ازین جانبست سخن  
شیخ الاسلام پیر مرآت قدس اللہ تعالی سرہ بہ یاد آمد کہ در نغمات و ربابیکے از اکابرین این طائفہ  
زیبا گفتہ کہ دے رائے بتائید بہ کرامات و نہ بیارائید بہ احوال و مقامات۔ کرامت و حال و مقام  
و وقت و دوست او شجرہ بود۔ بلے ۵

در دل ہر بندہ کہ حق عزہ است وی داد الہی میبر مجزہ است

۱۔ مصنف این رسالہ آن نوزدہ تاریخ را بعد از اتمام رسالہ بطور ضمیمہ در آخر نوشتہ۔ آن را بر صفحہ  
۶۵ پایہ دید۔

۲۔ عدم رعنا غالباً بہ آن است کہ متمسک اہل بدع و ضلال است نشود چہ اینہا مسئلہ وحدت وجود را  
پیشوائے بدی و بد کہ داری خودی سازند ۱۲



# انتقال پر ملا حضرت ایشاں

حضرت ایشاں رحمۃ اللہ تعالیٰ بتاریخ بیست و پنجم ماہ جمادی الآخرہ ۱۱۲۰ شہ یک ہزار و دو اندوہ او آخر روز شنبہ رحمت اقامت بدار اقرار کشیدند و روز یک شنبہ بیست و ششم در شمال رویہ قدم گاہ حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم بیرون قلعہ سلطان فیروز کہ برائے مجاوران قدما ساختہ والاں آباد است مدفون شدند۔ محرم سطور در مرثیہ حضرت ایشاں این ابیات مرقوم قلم خونیں رقم گردانیدہ۔

## نظم

دل بر گرفت ازین چمن آں تازہ نو بہار  
کو غم کہ داد خود بستاند ز عیش من  
ایں یک و دو روزہ عسمر مداری بریں منہ  
بر حال خویش گریہ کُند مرغِ این چمن  
از ہر محبت قافلہ در نیمہ رہ منہ اند  
خوشنواں سرود ہاست دریں کہ چون جرس  
بر خون خلق چسرخ دہمن باز کردہ است  
زین غم بخون دیدہ ششم چو لالہ زار  
تا پیش ازین پھر بہ بندم بخون نگار  
وین بر غلط فریب جہاں دل بریں مدار  
بر عمر خویش خندہ زند کبک کو ہمار  
ہم شداد وہاں وہاں نظرے بر قضا گمار  
ہر صبح و شام مرثیہ خوان ست روزگار  
عبرت بگیر ازین سبوح آدمی شکار

کان قطب نہ فلک بہ دل عرش جا گرفت

خلوت گزید با حق و جام بعت گرفت

امشب کہ نالہ بیل خاموش تازہ کرد  
ہر نالہ ماتمے دگر اندر دہم  
جوش دروں کہ از دم مردم نسوہ بود  
شوریدہ حکایت آں رخ نہفتہ گفت  
آہنگ گویہ بر من مدہوش تازہ کرد  
داغی کہ خفتہ بود در آغوش تازہ کرد  
آتش بسینہ در زد و آں جوش تازہ کرد  
آشفگی بہ سینہ بلا نوش تازہ کرد



آں خواجہ کہ از دل غم آئے ہوش مند  
آئین شرع و قاعدہ ہوش تازہ کرد  
وز بہر حلقہائے غلامیش ہمسرو ماہ  
ہر روز سبقتہائے بہ ناگوش تازہ کرد  
از پیک روزگار برآمد پیام چرخ  
بر ما ہزار و در و فراموش تازہ کرد

یک رہ خبر دہید کہ آں نو سفر چہ دید  
بر آوج نہ سپہر بویں آں قمر چہ دید

آں ہادی زمانہ رخ اندر نقاب کرد  
زین شیوہ خان و مان جہاں را خراب کرد  
در عسمر روزگار ندیدست کس بخواب  
زین صعب تر غم کہ دل و دیدہ آب کرد  
در کام عیش زہر شکست از فراق او  
عشرت بجام و شیشہ خود خون ناب کرد  
خود و صل بر گزید و بہ یاد اں فراق داد  
خود بادہ بخورد و جگر ما کباب کرد  
ہر کس کہ ناہما جگریش ما شنید  
شب را تمام روز قیامت حساب کرد  
بیدار باد ویدہ عبرت گزین ہوش  
کاں بخت از جہند جہاں عزم خواب کرد

خون شد دل سپہر نہ بسیار خفتنش  
در زیر خاک بادل بیدار خفتنش

واما کشیدہ سرو ازیں بوستان چراست  
کہ گلبن شگفتہ رعنا نہاں چراست  
پیمانہ مراد و حریفان نہ کردہ پڑ  
آں ساقی شراب بقاسر گراں چراست  
پژمردہ گشت غنچہ امید بے رخس  
افسردہ خاطر از چین آں باغبان چراست  
آں مایہ جمال جہاں گر سمن نہ کرد  
افسردہ رنگ رونق رونق جہاں چراست  
آں نو بہار تازہ اگر رخ نہفتہ است  
گلہا جگر نگار زدست خزاں چراست  
از ہفت بام چرخ اگر سنگ غم نہ ریخت  
بر پشت جانم ایں ہمہ کوہ گراں چراست  
آں آفتاب اوج ہدایت اگر نہ خفت  
ایں تیرگی زدے زمین و زمان چراست

آں گنج شایگان کہ خفت است زیر خاک

از مخلصان نیاز بداں آستان پاک

گویند خضر وقت و مسیح زمانہ مُرد  
خود شید نور گستر ایں ہفت خانہ مُرد



معتشوق دهر بود و لے عاشقانه مُرد  
چوں آن مه دو هفته و فرد یگانہ مُرد  
بیہات کاں طراوت زیب فسانہ مُرد  
خوں در رگ ترانہ چنگ و چخانہ مُرد  
ساز طرب شکست و نوائے ترانہ مُرد  
کاں رُوح بخش زندگی جاودانہ مُرد

چوں نو عروس وصل در آغوش بر گرفت  
از بس حلاوتش لب خاموش بر گرفت

گلستہ کہ بود بہ دست چمن مانند  
چوں در زمانہ یوسف گل پیرہن مانند  
کز جوش گریہ، سیج دماغ سخن مانند  
آن گل چو رُخ نہفت زباں در دہن مانند  
در گلشن نشاط لب نغمہ زن مانند  
کاں شمع بزم قدس دیں انجمن مانند  
خورشید گوہماں چو شہنشاہ من مانند

دل خوں کن زمانہ نعم خواہہ باقی است

جاں گاہ عاقبت الم خواہہ باقی است

شد ختم مہر ناز و دنیا و دیں برو  
زانست گریہای زمین و زمان برو  
دل بستہ بود چوں فلک چاریں برو  
کز بام ریخت زہرہ گل یا سمیں برو  
گل چاک کرد پیسہ ہن نازین برو  
صد حسرت است در جگر انگبین برو

پوشید چشم بکرہ و شد زندہ اید  
آلا محبتش ہو سم جسدہ مُردہ باد  
نالند بلبلان چمن از فراق او  
زنگ رنم شکستہ تر آمد ز جامِ دل  
رشدی ازاں نفس کہ رخ خود نہفت دوست  
بر حکم و ہم و دیدہ کوتاہ ہیں مگوے

آوخ کہ شہسوارِ زمین و زمین مانند  
یعقوب دار دیدہ بہ کوری سپردہ بہ  
آشفۃ گشت خاطر مجروحم آن چنان  
دل شاو بے کہ بخود صد ترانہ داشت  
شد برگ ریز لالہ و گل از خندان دہر  
دہر از فراق چوں شب دیگور تیرہ شد  
آن نورِ قدس روشنی از دید بر گرفت

از حق ہزار مکرمات و آفریں برو  
چوں مادرِ زمانہ ندارد چو او پسر  
بر بام خود کشید پتہ فخر چوں مسیح  
دانستم آنکہ بود چو من عاشقِ رخس  
بلبل نہفت در غزلش خجرو سنان  
دلہا بخاک او چو مگس بر شکر گرو



بہت درد و ادہ نتوانیم گریہ کرد  
 گریستہ تابدہ حشر شہور و سببیں برو  
 آہ این چه ماتم ست کہ خون جگر بسوخت  
 ہر لحظہ ام بدرد غم تازہ تر بسوخت

نوزدہ تاریخ از اتمام رسالہ شرح رباعیات کہ مسمی بہ سلسلہ الاحرار او ذکر آن بر صفا آمد

(۱) ہوا الحکیم الفتح المصور (۲) لوح حکم موجودیہ در کلم نقشبندی (۳) اللہ تعالیٰ  
 بقائش بدہا و (۴) وجہ عکس مرآت الصفا (۵) خط جود مولیٰ (۶) فیوض علیا (۷) حل کلم  
 خواجہ پارسا (۸) ظل حق موجود (۹) بل ظل حق وجوبی (۱۰) مخطوط جودی (۱۱) منافی بصورت حدوثی  
 (۱۲) نظم وجوب (۱۳) جملگی اسرار اجاب توحید (۱۴) تجرع فصوص حکم (۱۵) فصوص حکم بے ثقل  
 (۱۶) لب مقدمات نقد فصوص (۱۷) فیض جود بہار الدین (۱۸) شیخ مکمل باد (۱۹) صلی علی  
 ائمتہ الذوائر و اہلہ۔

رسالہ شرح رباعیات سلسلہ الاحرار در ستمہ ہزار و ہفت بہ اتمام رسیدہ و این  
 تاریخ از مہتمات و مکملات آن رسالہ شریفہ است۔



مکتوبات



# ہمشاد و ہفت رُقعات شریفہ

آزواجہ خواجگان قطب جہاں حضرت خواجہ مؤید الملک والیدین الرضی ابو الوقت  
محمد الباقی المعروف بہ حضرت خواجہ باقی باللہ قدس اللہ سرہ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

اکثر اصحاب اذین ترتیب مشائخ خود نمبر نداشتند۔ از غلبہ ظہور احوال و علو مجلس عالی  
اگرچہ در خاطر ہامی گزشت امانی توانستند کہ اذین قسم مقاصد را بعرض رسانید۔ بہ ناگاہ بعد  
از مدتی درویشی از درویشان عہد التماس بیان مشائخ این سلسلہ شریفہ نمود و قاصدے  
برائے ہمیں غرض بخدمت فرستاد و حضرت ایشان بقلم خاص نوشتند و سبب خوش حالی ہائے  
تمام شد۔

## ۱۔ بہ التماس درویشی

ارتباط این بیجاصل از حیثیت مصافحہ و تعلم ذکر و مراقبہ سلسلہ نقشبندیہ قدس اللہ  
تعالیٰ ارواحہم بخدمت عالیہ ذوالبصیرت و البصارتہ بمنع الحضور و مرجع الصدور المنتہی بالبصر  
المستقیم و المتنزل فی الخلق اعظم مولانا خواجہ علی علیہ الرحمۃ و ارتباط ایشان بوالد بزرگوار خود مولانا  
درویش محمد است و ارتباط مولانا بخال خود مولانا محمد زاہد است و ایشان را انتساب بنجم الکبار  
النور الاتم والدری الاعظم الطل الکامل للشجرۃ الزیتونیہ ۛ

آن سرافیل عز و ناز از علم ملک الموت شخص آزاد از حلم  
خواجہ عبید اللہ احرار است و نسبت بیعت و تعلم ذکر حضرت خواجہ مولانا یعقوب چرخ است

ۛ آن سرافیل سرسبز از علم ملک الموت شخص آزاد از حلم



و بحیث تعلم ذکر و استغاضه مولانا خواجه بزرگ خواجه نقشبند است و تعلم ذکر و تربیت صورتیه و خواجه بزرگ  
از سید امیر کلال است لیکن پیر معنوی و بستان حقیقی ایشان خواجه عبد الخالق مجدوانی از میاں حضرت امیر  
و خواجه جهان خواجه محمد بابا ساسی و خواجه علی رامیتنی و خواجه محمود الجبیر فغنوی و خواجه عارف رلیو گری  
علی الترتیب المذكورة من الموقوف الی المقدم واسطه طریقہ و فیض اند تعلم ذکر خواجه جهان ابتداء از خواجه  
زنده دلال خواجه خضر است و تربیت ذکر و افاضه تلجج الی ذروة الکمال و الاکمال از امام ربانی خواجه  
یوسف ہمدانی است و نسبت ارادت و خدمت امام بہ شیخ ابو علی فارمدی است و نسبت ذکر و استغاضه  
معنویہ ایشان بہ شیخ ابو الحسن خرقانی است لیکن شیخ ابو علی را بعد ازین نسبت نسبت خدمت و صحبت  
و استغاضه بہ شیخ ابو القاسم کرکانی نیز بوده و چون نزد محققین پیر سہ است پیر خرقہ و پیر ذکر و پیر صحبت و پیر  
صحبت اتم و اکمل است و ارتباط پیر حقیقی همان است لاجرم نسبت شیخ ابو القاسم نیز آوردیم  
چہ ایشان نیز پیر صحبت شیخ ابو علی فارمدی اند و خدمت و ریاضت بسیار و در حجر تربیت ایشان کشیده  
اند و کار را بہ نہایت رسانیده نسبت شیخ ابو القاسم تا امام علی موسی الرضا سلام اللہ تعالیٰ علیہ و علی جمیع  
عباد اللہ الصالحین شمس واسطه دارد ابو عثمان مغربی ابو علی کاتب ابو علی رودباری سید الطائفہ  
جنید بغدادی بشری سقطی معروف کرخی رحمۃ اللہ علیہم اجمعین همچنین شیخ معروف کرخی را بعد نسبت  
امام ہمام نسبت بہ داؤد طائی و حبیب عجی و حسن بصری نیز هست نسبت معتبر معروف نسبت امام  
ہمام تا بہ باب مدینہ علم حضرت امیر المومنین علی بن ابی طالب آباء عن جد معروف مشہور است ایس  
زمان بر سر سخن بیائیم شیخ ابو الحسن خرقانی را نسبت استغاضہ و اخذ طریقہ از روحانیت سلطان العارفين  
بایزید بسطامی است کتنبۃ اذین من مشبع الاثر علیہ افضل الصلوات و اکمل التحیات  
و ہم چنین نسبت سلطان العارفين بروحانیت حضرت امام جعفر صادق است و آنچه معروف است از  
خدمت و صحبت غیر صحیح است و نسبت امام صادق با وجود انوار و راشت آبار کرام خود بجد مادی خود قاسم  
بن محمد بن ابی بکر است ایشان در تابعین از فقہائے سبعہ و اکمل علمائے ظاہر و باطن بوده اند طریقہ  
مخصوصہ سلسلہ نقشبندیہ ازین راہ تنزل نمود و حضرت قاسم منسوب و مرئوس بہ سلمان فارسی اند و  
سلمان فارسی درین نسبت و طریق منسوب بہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہما و رحم علی

لہ استاد <sup>۱</sup> مراد از امام ہمام حضرت موسی الرضا اند



قطب اور  
غور

جَمِيعٍ مَّنْ تَوَلَّى بِهِمَا وَالصِّدِّيقُ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ كَانَ فِي زَمَانِ رَسُولِ اللَّهِ  
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِمَامًا الْأَيْسَرُ وَهُوَ عَبْدُ الْمَلِكِ سَيِّدُ الزَّمَانِ بَعْدَ  
الْقُطْبِ وَصَارَ بَعْدَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُطْبًا وَهُوَ الَّذِي يَكُونُ فِي كُلِّ  
وَقْتٍ مُّتَوَحِّدًا أَوْ يُسَمَّى بِالْعَوْتِ سَيِّدُ الزَّمَانِ - وَإِمَامُ الْعَهْدِ وَالْقُطْبُ بَعْدَهُ  
عُمَرُ ابْنُ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ وَبَعْدَهُ عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى  
عَنْهُ وَبَعْدَهُ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ كَرَّمَ اللَّهُ تَعَالَى وَجْهَهُ وَرَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ بِأَبِ  
مَدِينَةِ الْعِلْمِ وَخَتَمُ جِهَةِ الْخَلَافَةِ وَبَعْدَهُ حَسَنٌ وَبَعْدَهُ حُسَيْنٌ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى  
عَنْهُمَا الْكَمَلَيْنِ فِي هَذَا الْمَقَامِ سَيِّدُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَسَيِّدُهُ هَكَذَا  
قُرِيعَةً عِنْدَ أَصَاطِينِ الْكُتُبِ وَعُظَمَاءِ الْمُشَاهِدَةِ وَالسَّلَامُ عَلَى مَنْ اتَّبَعَ الْهُدَى -

این کتاب بجناب خلافت پناہ منظر الطاف الہی امید گاہ مریدان و مخلصان این خاندان  
میاں شیخ الہ واد ثبوت اللہ علی مسند الارشاد نوشتہ شد۔  
۲۔ برادر ارشد میاں شیخ الہاد۔ اس دعا گوئے معتقد خود را بتوجہ فاتحہ امدادی نمودہ باشند،  
بایں ہمہ پریشانی اوضاع و بے استقامتی کمال بے حیائی است کہ سخن تصوف در میاں آریم و از  
دقائق طریق انجذاب حقائق منتهی کشف تحریر نمایم۔

ع از خود بطلب ہر آنچه خواہی ہستی

بہر حال یک وصیت می کنم بر شما باد کہ آنرا از دست نہ ہند۔ آنست کہ چوں ماہر زہ گدیریا باں  
نباشید و خود را بر نسبت خود بدوزید و آنرا عزیز بدارید کہ اعز من الکبریت الاحمر است فافهم انشاء اللہ العزیز

۱۔ مراد از امام ہمام حضرت موسی الرضا اند ۲۔ قولہ امام الاثیر الخ الاصلان هما الشخصان اللذان احدهما  
عن یحییٰ العنوتی ای القطب و نظیرہ فی المذکورات والاخر عن یسارہ و نظیرہ فی الملک  
وہو علی من صاحبہ و ہوالذی یخلف القطب۔ ۱۲۔ اصطلاحۃ القنونیہ تصنیف کمال الدین ابی الغنائم

عبدالرزاق بن جمال الدین الکاشی السمرقندی رحمۃ اللہ

مجتہد اول زید نوشتہ و حاشیہ دوم برہائش کتاب نوشتہ است۔



ہر گاہ انبساطے دست و ہر تفصیلے خواہم نوشت تا عزت آل نسبت کما ینبغي معلوم شود

پیش از آن کہ جناب عالی مقام ارشاد پناہ میاں شیخ تاج الدین بحضرت خواجہ مامر لوط گروندہ  
یا تھامس مخلصے ایں کتابت را برائے ایشان نوشتند و در ال زماں مشار الیہ در سلسلہ شریفہ عشقیہ سلوک  
تمام کردہ با جازت پیر کامل مکمل مرخص و مجاز شدہ بودند لیکن از روتے سعادت و بلندی استعداد بعد  
از رسیدن ایں کتاب بخدمت حضرت ایشان رسیدہ بمالات و یگو مشرف شدند و بال قدر ترقیات و  
تصرفات مشرف گشتند کہ از دائرہ نوشتن بیرون است و ہر گاہ کہ از وطن اقامت بخدمت پیر و شکیں رسیدند  
اکثر بلکہ دائم ہم خانگی و شرف حضور مشرف می بودند و ایں دوام ہیچ یکے از اصحاب کبار را غیر ایشان متیر نشد  
و ایں وجہ و وجوہ بسیار منجوط خلفا و خدام آل آستانہ می بودند۔

۳۔ عریفیہ سرگردان مملکت محمد باقی اشتیاق قد مبوسی سائران طریق انقباء و متوجہان حضرت الہ البسیا  
است بر آئندہ حاجات با سہل وجوہ میسر کناد۔

شنویم کہ روزے چند خلوت خانہ خواجہ حسام الدین احمد را معمور داشتہ انداز باز ماندگی خود دور  
یافت۔ بعضی از اجا صورت قبض و بسط و رہم آمیخت۔ اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ مِنْ جَمِيعِ مَا كَرِهَ اللّٰهُ قَلَمٌ بِر  
سبیل عادت بر ہر طب و یابس اقدام می نماید مقصود اظہار تحیر و خرابی باطن دست تا بود کہ ولے را بہ  
نیاز روتے اند و ما شفقتے پیدا شود و ہمتے برگار و و توجہی نماید۔ بیت ۵

بے عنایات حق و خاصان حق گر ملک باشد سیاہ ہستش ورق  
عنایات بزرگان و التفات خاطر ایشان سر ہم سعادت ہا است دوران را در راہ و مستعدان را  
آگاہ می ساز و خصوصاً کہ ایں توجہ بصورت و نشست و برخاست جمع شود۔ آہستہ بیار می سپارد مقناطیس  
اسرار و اطوار است۔ ۵

نار خندان باغ را خندان کند

صحبت مردانت از مردان کند

مخدوم با حاصل ایں وطن سلوک و جذبہ است۔ ہر گاہ بہ برکت اختلاط خالص باطن طالب کسب صفت  
جذبہ میل و محبت ذاتی است بکند و قوت گیر و سلوک کہ نفی صفات بشریت است بکرم جذبہ من جذبات



الرَّحْمَنِ تَوَازِي عَمَلِ الثَّقَلَيْنِ۔ دست و ہد بلکہ اس روش خوشتر از ان ست کہ بخود نفی لوازم بشریت کند۔ حد معتدل در صفات نگہداشتن کار سے است نہ بقوت بازوئے سالک۔ الغرض اشتیاق و آرزو مندی بحکم این ایمان نسبت بہمہ دوستان حق و اہم حق تعالیٰ روز می کنا و عزیزے می گفت کہ زہے سعادت کہ طالب ملاقات این طائفہ راست کہ اگر یافت خدا را یافت و اگر نیافت شفیع یافت الحمد للہ علی ذلک التماس آنکہ نیاز مندے این سیاہ دل عمر ضائع کردہ را در مواجہ مزاد حضرت میاں ظاہر سازند و استمدادے بکنند۔ والسلام والا کرام

چوں جناب عالی مقام ارشاد پناہ میاں شیخ تاج الدین بنا برد و بعضے واردات و مستی ہا و بے نیازی ہا بملاحظہ دید مصلحت مستر شداں بے اجازت عالی صلاح و راں دیدہ بودند کہ از سلاسل و گیر کہ بغیوض آن آشنائی ہا داشتند۔ بعضے را زواران طریق تربیت کنند و نیز خود را بے حاجت و اویسی مشرب میدیدند تا این معنی را یکسے ظاہر نمی کردند برائے ایشان این کتابت نوشتہ شدہ بود۔

۴۔ بہ شیخ تاج الدین۔ وفقك الله تعالى في ما يحبه ويرضاه۔ بعد از ادائے ما واجب علی الحبباء مشہود ضمیر منیر می گرداند۔ فقیر اور بعضے از خواب ہا چنناں می نماید کہ باطن شمارا بہ فقیر یک نوع عدم انقیادے و طغیانے ہست۔ ظہور این وقائع بعد از بیماری فقیر است۔ در این دفعہ کہ آمدید شرم آمد کہ بایں نوع چیز ہا توجہ نمودہ اظہار آں نمایم مقصود حق است اگر حجاب ہا در میاں نباشد نُورُ عَلٰی قُلُوبِہَا۔ لیکن چوں سنت اللہ بر اعتبار واسطہ و برزخیت اور رفتہ از چشم پوشیدن و اورا در میاں ندیدن مورد عدم ترقی است۔ اگر بنا گاہ بحکم یقین انحرافے در باطن واسطہ پیدا شود برکت از میاں برتیزد۔ ہر چند اَلْفَايَ لَا يُرَدُّ اِلٰی اَذْصَافِہ مقرر است و بی شبہ این طریق پیش شد اور رسول نامرضی و نا مقبول است۔ ادب معلم اطفال تا چہ حد نگاہ باید داشت۔ استاد طریقت کہ ناودان فیض و بُستان کشف و شہود باشد ہر آنکہ برزخ الوہیت خود نخواہد بود

ع پیر من و خدائے من از تو بحق رسیدہ ام

من لہدیشکر الناس لہدیشکر اللہ۔ یاری دو درجہ است۔ درجہ اول آنکہ ہمیشہ مستعد مستفیض باشند تا باب ترقیات بے نہایت مفتوح باشد و ادب این معنی را کما یطبعی رعایت نمایند



تا بخورداری و برکت کامل گردد۔ درجه دوم آنکه بر تقدیر آنکه ما را در میان نه بنفید و گمان برید که از اذواج  
طیبه خواجما بے واسطه مستفیضیم یا نیز ازین ابا نداریم۔ هر چند که خلاف واقع است و مورث بے برکتی  
در اتباع مسترشدان لیکن حفظ طریقه خواجما و استغاضه در توجہ بالیشان و عدم خلط بطریق دیگر ناگزیر  
است و ازال باریج وجه چاره نیست۔ این طبقه در غایت غیرت و نازکی اند۔ شما کتب محققین مطالعه  
نموده اید۔ طریقه رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم باریج تفاوتی طریقه ایشان است اخفا و عدم اقتیاز  
از خلق شکستگی و متواضع بودن و خور و اور و اثره عوام انداختن اکفای بسنن محتاوه نمودن و باسباب  
ظاہر توکل نمودن طریقه مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم است۔ چنانچہ شیخ کبیر محی الملہ والدین محمد بن العربی  
در کتاب فتوحات مکیہ می گویند کہ ہذا مقام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و ابو بکر الصدیق و من المشیخۃ  
ابو یزید البسطامی و محمد بن القصار و ابوسعید الخدری و من سادات ہذا المقام ابو السعد و ہذا حالنا۔  
باقطع نظر ازین شما بر رسیدہ این باغ و دید و نائب این گنجران شمارا ملازم آستانہ ایشان بودن و بر  
مرضیات ایشان قدم استوار داشتن لازم و واجب است والسلام علی من اتبع الهدی

این عنایت نامہ ہم در ایامیکہ جناب مستطاب عالی مقدار میاں شیخ تاج از مستی ہائے دید  
کمالات خود ترقی نہ فرمودہ بودند۔ بولے تربیت ایشان صادر شدہ بود۔ بعد ازاں آنچه باعث  
بر این کتابت ہا بود۔ این بود کہ از برکات توجہ شریف از وساوس و لغزش ہائے خود نائب  
گشتند و آخر بخیر انجامید۔

۵۔ بہ شیخ تاج الدین۔ حق سبحانہ و تعالیٰ برکات تامیہ ابدیہ روزی کناد۔ محبت نامہ کہ مصحوب نظام  
مرسل بود مطالعه نمودہ شد۔ از شورش ہا عجب آمد۔ سخنے نوشتہ بودیم اگر خلاف واقعہ باشد فهو المراد  
باری و صیت آن است کہ اگر صفتہ از صفات ما را مخالف یا بند۔ آنچه در خیال شما کمال قرار گرفتہ بکیہ  
بآن نکنند کہ اطوار مختلف است۔ بعضی از معانی الٰہیہ ہوا للرجوع الی البدایئ مزج  
طور بے تکلفاں و عوام زویشان است و ہم چنین اگر در خاطر آید کہ اہل ارشاد را کشف و الہام می  
باید آن نیز اصلے ندارد و۔ اہل ارشاد بعد از فنا و بقا مظهر اسم العظیم و الحکیم و المتکلم می باید کہ  
باشند چنانچہ در کتب آئمہ طریقت مقرر است و ہم چنین ہمیشہ خود را نیازمند و مستفید بدانید احتیاج



مستمر شد بر شد همیشه است و آنکه می گویند اکنون حاجت فلاں از مرشد برخواست - این معنی دارد که قائم بنور اصل شد. اگر مرشد از میان برود فتور سے باوراه نئے یا بد سے

در یک دم اگر هزار و ریا بکشی گم باید کرد و خشک لب باید بود

و هم چنین در آداب طریقه عالیہ احزابیہ نقشبندیہ چون کوه راسخ باشید - زنهار که بطریق دیگر خلط نکنید و آنکه از سلاسل مختلف مریدی می گیرید - چیزے نیست هر که مرید شما شود - شود - واللہ فلاں تعلیم و تلقین منحصر در طریق نقشبندیہ سازید - نان و گیرے خوردن و دعائے دیگرے کردن بسیار بے فائده است شخصی نور نقشبندیہ از شما گیر و متوجه شطاریہ باشد چه مرزہ دارد - دیگر مرید کاملیتی بین یدای الغسالی مے باید که آنکه خودش گوید که مرا تعلیم فلاں شغل بدیدید - بغایت قبیح است نابالون این چنین خود روی خوشترے

مجله سر خواص و سر عوام گفته شد والسلام والاکرام

ایضاً به میاں شیخ تاج الدین نوشته اند -

۴ - دوام و عنود و دوام شکر و عنود و احتیاط لقمه و اجتناب از معاصی بالکلیت از غیبت و سخن چینی و تحقیر بنده مومن از آزاد و بنده و بغض و کینه مومنین و غضب و سختی بر زیر دستاں از لوازم است و اساس این کار است - بے این ها کار محکم نمی شود و اما اگر در این امور احیاناً فتورے برود ترک این کار نکند بلکه بتوبه و استغفار متوسل شده در از و یاد این کار بکوشد تا بحکم اِنَّ الْحَسَنَاتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّئَاتِ صفائی تمام روئے نماید انشاء اللہ تعالیٰ والسلام والاکرام علی من اتبع الهدی -

(در نیازمندی و شکستگی خود بجانب پیرزاده جناب خواجہ ابوالقاسم سلمہ اللہ تعالیٰ نوشته بودند)

۵ - به پیرزاده ابوالقاسم - دور افتاده گرفتار محمد الباقی بعرض ملازمان آستانہ و لایست

می رساند که بواسطه خاک بوسی آن منبع سعادت و اقبال بسیار است لیکن کثرت علان و ضعف

قوائے جسمانیہ سد عظیم شده بحال آنکه به هیچ طرفے رفته شود نمانده - آرسے کرم الہی بعنایت برگزیدگان

او باقی است - اللہ علی کل شئی قدير - بهر حال امید آن است که در ملک ملازمان خود داشته بتوهمی



امداد می فرموده باشند۔ در یحیی سعادت و ارادت خویشان در گاہ را میدانم حضرت ایشان قدس اللہ تعالیٰ  
سره این گدائے بے حاصل را خود بخود قبول فرموده بودند۔ چنانچہ در اقل وسیلہ طلب و التماس مسم  
و در میان نبود۔ اکنون ازین آستانہ ہم ہمیں چشم داشت است۔

ترا هست دست تصرف دراز      نگیرد سرغائبان دست باز  
مرادست ہمت بغیراک تست      سرم گر بگردوں رسد خاک تست  
زیادہ چہ زبان درازی کند۔ الحمد للہ اولاً و آخراً۔

(این کتابت در جواب عریضہ مخدومی ملاذی استاذی میاں شیخ احمد ادام اللہ برکاتہ  
صادر شدہ بود)

۸۔ بہ شیخ احمد سرسندی۔ در مکتوب سیوم مرقوم بود کہ توجہ بہمت دفع بعضی از امراض و  
شدائد آیامشروط است بسبق علم مرضی بودن او یا نہ۔

مخفی نماند کہ توجہ فعلی است از افعال اختیاریہ و فعل اختیاری یا مرضی است یا نامرضی  
یا مباح بر توجہی۔ کہ متوجہ الیہ اش از امور نامرضیہ است۔ بے شک آن توجہ نامرضی است و  
ہر توجہی کہ متوجہ الیہ اش از امور مباحہ است۔ آن توجہ از مباحات است لیکن نسبت بعرفا  
سواء ادب است۔ چہ حق سبحانہ را تابع خود ساختن است و از امر فاختن وہ وکیلا۔ برآمدن  
لہذا جمع از عرفا ترک تصرف نموده اند و خود را در مقام عجز فرو گذاشتہ کابی المسعود الشبلی۔

این طبقہ گاہی بہ نیابت نبی یا رسولی بہمت اثبات معجزہ آل نبی یا رسول تصرف  
می نمایند و مثل ہماں معجزہ را بطہوری آرند۔ و ہر گاہ معرفت علویافت عاجز محض می شوند۔  
اسم ترک از ایشان برمی رفتہ و اگر تصرفی از ایشان بطہوری رسد امر او جبراً است۔ چنانچہ  
از اطوار حضرت خواجہ احرار رحمۃ اللہ علیہ مفہوم می شود چہ باطن مبارک ایشان کہ از مظهر خاص  
ارادۃ الہیہ بود بخواسست متوجہ امری می شد و بقوت قاہرہ رفع آل می کرد و خود نیز می فرمودند  
کہ دوائے برآں روزی کہ دل من در پیش یکے راست بایستادہ و سخنان و نیکو ہم ازین صریح تر  
است۔ چنانچہ اہل تتبع کلمات ایشان را ظاہر است و شیخ بزرگ در کتاب فصوص خود را در وجہ



ثانیہ مگوئے و مقام ابوالمسعود را فی الجملہ نقض می نهد۔ بر سر سخن رویم و ہر توجہی کہ متوجہ الیہ  
 اش از امور مرضیہ است سواءً اظهرت مرضیہ فی الشریعۃ او فی الکشف الصریح  
 المصیح فالتوجہ الذی یخفی فی بیانہ و هو جمع الہم الذی یعبر بالہمۃ امر  
 آخر یحتاج بعد اخراقتہ مرضی ام لا از سخنان حضرت ایشاں چنان معلوم می شود کہ مرضی  
 است و ہم چنین تصرف یا ترک التصرف بہمت اثبات معجزہ فی الجملہ تأیید این می کنی۔ فتال  
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا امرتک بما مرفا فاعلوا منه ما استطعتم۔ اگر گفتہ  
 شود کہ انبیا صلوات الرحمن علیہم با وجود ہذہ الاستطاعت و امر بہاد و اعلائے کلمۃ الحق چون در  
 مقام تصرف نمی آمدند گویم و ما علی الرسول الا البلاغ عذر آل می خواہد ایشاں مامور بودند  
 بنفس بہاد و اعلائے کلمۃ الحق از طریقہ مشروعہ نہ بطریق تصرف۔ ایشاں از اہل عجز اند نہ از اہل تصرف  
 نمی بینی کہ لوط علیہ السلام طلب بہمت کردہ در آنجا کہ حق سبحانہ و تعالیٰ می گوید لو ان لی بکھر قوۃ۔ کما  
 قال صاحب الفصوص رضی اللہ عنہ۔ ہر گاہ امر الہی می شود بہمت امر قوت و بہمت ظہور می کند در آن  
 وقت معنی فاعلوا منه ما استطعتم جاری می شود پس اہل بہمت را بحکم اتباع انبیاء تصرف بہمت  
 در مرضیات مرضی است و ترک آن نامرضی۔ باز بر سر سخن رویم و ہر توجہی کہ متوجہ اش از امور مشتبہ  
 است اعنی علوم نیست کہ مرضی است یا نامرضی است۔ چنانچہ سوال شما در مثل آن مادہ است  
 آنجا بہمت و توجہ دلیری نباید کرد بل وعا باید کرد۔ آن ہم باسم ذات مثل یا اللہ یا سرحمن یا سرحیم  
 اگر مرضی است مستجاب خواہد شد و الارفع درجہ یا کفارت سیہ خواہد شد۔ عالم بخواص اسما را مناسب  
 نیست کہ در این چنین مادہ دعوت باسم بکند۔ اما سوال آنکہ بعد از تحقق حضور مرطالباں را از ذکر باز  
 داشتن و امر بہ نگہداشت حضور کردن لازم است یا نہ۔ مخفی نخواہد بود کہ جمع حضور با ذکر احکام  
 اذنی است ذکر از جمعی کہ سبب فتور حضور ایشاں شود ممنوع است و ہم چنین در وقت کسالت  
 و بآمنت نفس ممنوع است حضور ذکر روح است و تصحیح حروف ذکر کہ درجہ اخفا است علی القول  
 الاصح فی المنفرد عند ائمتہ الحنفیہ نصیب خیال و نفس و زبان است چہ زبان نیز در وقت  
 نگہداشت بے حرکت نیست۔ کما ظہر علی اہل المشعور و حقیقت ذکر آن است کہ آدمی بہ جمیع  
 اجزائش ذکر باشد تا اسم ذکر بران حقیقت جامعہ توان نہاد۔ و در حدیث الا انبشکم بنیذاعمالکم

ذکر

حقیقت



(المحدث) اشارت بایں ذکر است کما فی کتاب القصوص اما سوال آنکه در فقرات خواجہ ما ذکر است  
 کہ اہل صحبت را آخر بذکر امر می کنند کہ بعضی مقاصد هست کہ بے آن میسر نیست۔ آن مقاصد چیست و  
 بچہ وقت امر بذکر می باید کرد۔ مخفی نماند کہ وقت امر بذکر وقت ظهور حضور است و وقت ظهور حضور وقت  
 تکلف آمدن رابطہ است و نتیجہ ذکر فنائے حقیقی و ظهور اذ کو کہ۔ و آنچه بعد ایں است از حقائق و معارف  
 و مراد از ذکر لا اله الا الله کما هو الظاهر من طریقہم تواند بود کہ در اثنائے رابطہ یا توجہ  
 ذکر سے از اذکار بطریق انعکاس از باطن مرشد بباطن سالک بتابد خواہ ذکر قلبی و خواہ ذکر بدوی۔  
 و هو المعارف و هو عین النیجۃ کما شاہدتم خیر صرة و اگر صحبت و رابطہ منتهی بایں قسم حیرے  
 شود۔ باز نفی و اثبات در کار است رفیع الدرجات۔ گاہ باشد کہ کشف نیز منجر بایں سیر شود  
 از بہت ظهور مرتبہ فوق اذا اراد الله شیئاً هیأ له اسبابہ بالجملہ طلب می باید من قرع  
 باب الکرم و لاج و لاج مقرر است کہ ہمت را اثر ہاست و آنچه در فقرات است کہ بے ذکر  
 نمی شود تواند کہ سیر مجبی باشد چہ سیر محبوباں و بیکر است۔

عشق محبوباں نہان است و ستیر      عشق عاشق با دو صد طبل و نفیر  
 لیک عشق عاشقتاں تن زہ کند      عشق معشوقاں خوش و فربہ کند  
 اگرچہ با حقیقت ذکر کہ اعراض و اقبال است و راں سیر ہم درج کردیم لیکن ذکر خفی پوشیدہ  
 است کہ ملک را نیز براں اطلاع نیست۔ ان ذکر فی فی نفسہ ذکر تہ فی نفسہ و هو الحافظ  
 لهذا الذکر و هو الذی یرقبہ بلا واسطہ و سبب بالتجلی فی الخلوة التي لیس فیہا الا  
 هو ان ذکر فی فی ملاء الملئکة او غیرہم من الانس ذکر تہ فی ملاء خیر منہ  
 فان فی ہذہ الملاء نفسہ داخل و فی ملاء الحساب تفتی النفوس بظہور الکبریا  
 عدم خیرۃ الملاء بالنسبہ الی ملاء اخلا بنا فی خیرۃ بعض اجزاء الملاء النازل  
 بالنسبۃ الی اجزاء الخیر۔ بر سر سخن رویم ترقی در ذکر نفسی است و بس علی ما بیننا۔ و ہر ذکر  
 ملائکہ کہ خالی از ذکر نفسی است درجہ بیش ندارد۔

صاحب دروے و سوختہ جاں می باید

آتش زودہ بحسناں مے باید



اما سوال آنکہ بعض از طالبان اظہار طلب طریقہ می کنند لیکن در لقمہ احتیاط نمی کنند الی آخرہ۔ مخفی  
ماند کہ پیش ازین در خاطر فقیر این معنی خطوری کرد کہ دریں باب وسعتی کرده شود۔ اکنون نیک افتاد  
و ہر کہ می تواند رعایت احتیاط کرد و تقصیر نکند و نسبت بادشمانیز مبالغہ نماید مبادا کہ از اہمال و مسابہد  
و بگردان مسابہد و رہبر راہ یابد البتہ دریں باب مسابہد نکند کہ رعایت طریق جذبہ بے این روش تمام  
نمی شود و جمعہ کہ رعایت نمی تواند کرد و در باب ایشان مسامحہ بکنند لیکن در حدود و شرعیہ باشند  
آن نکنند کہ ہر چہ از حلال و حرام یا بند خورد و پیچ پاک ندارند نعوذ باللہ منها۔ اگر کسی ہم چنین  
باشد ملاحظہ معنی اللہ حاضر می فرماید تا بآباد و شد و ملازمت شما نخل شود۔ و از ان معنی باز ایستد وراثت  
آمد و شد و مذمت لقمہ حرام و بے خاصیت آن سخن کنید و اگر این چنین بے پاک است لیکن مستعد تیز رو  
است می توان با وجود آن خرابی طریقہ گفت امید کہ خود متنبہ شود۔ و اگر نشود بعد از ان کہ او را یقینی  
باین طریق پیدا شود فی الجملہ نسبت بدست آورد سلب نسبتش کنید تا شامت لقمہ را بدر یا بد العرض  
تا تو انید مظهر رحمت باشید و فائدہ بخلق خدا برسانید اگر جمعہ میخواہند کہ مجرد استناد باین طریق پیدا کنند  
مصافحہ و معاہدہ کنید۔ او عہد کند بر متابعت شریعت و حفظ عقیدت از کدورت ہوا و بدعت و شما  
عہد کنید بر ثواب و نجات آخرت۔ فمن نکت فانما ینکت علی نفسه ومن اوفی بما  
عاهد علیہ اللہ فسیؤتیہ اجرًا عظیمًا۔ اگر شجرہ طلب کنند تا مہائے مشائخ را تا حضرت  
مولانا نوشتہ بدید تا یاد گیرند ما را از خرابی خود شرم می آید کہ نام ما در سلک خواہما در آید گا ہے  
برائے توفیق ما فاتحہ خوانید این جماعہ کہ مصافحہ خواہند کرد و اگر تو انند و از وہ رکعت تہی و چار رکعت  
بدو سلام اشراق و دو از وہ رکعت چاشت و چار رکعت سنت عصر و بعد از سنت مغرب چہار  
رکعت نفل بدو سلام بکنند و دو رکعت تحیت مسجد ہر گاہ کہ در مسجد در آئند و بنشینند مگر آنکہ بعد از طلوع  
آفتاب و بعد عصر در آئند و دو رکعت شکر و ضو ہر گاہ وضو کنند الا ہاں دو وقت۔ و دوام وضو رعایت  
کنند ازین جملہ آن قدر کہ تو انند بکنند و اگر ہمہ را کنند بہتر و کامل تر و اگر حق سبحانہ توفیق زیادہ بدہد  
ہمیں نماز ہا را خصوصاً نماز شب را بہ تطویل قرأت دراز بکنند۔ اگر سورۃ طویلہ یا ونداشتہ باشند سورۃ  
اخلاص را چند ان کہ تو انند تکرار کنند۔ اگر فراغ و خفت باشد ایستادہ و الا نشسته نماز را بجلالت  
کسل جمع نکنند و دو رکعت آخر اشراق را بہ نیت استخارہ جمع بکنند و دعائے استخارہ تا اللہ ہاں



كنت تعلم بخواندو بجائے آخروعا اللہم انی لا اهلك لنفسی ضرا ولا نفعاً ولا حقاً ولا  
 حیوة ولا نشوراً ولا استطیع ان اخذ الا ما اعطیتنی ولا ان اتقی الا ما اوقیتنی  
 اللہم وفقنی لما تحب وترضی من القول والعمل فی لیسرو عافیة اللہم خیر لی  
 واختر لی ولا تکلنی الی اختیاری طرفة عین ولا اقل من ذلک اللہم اجعل الخیرة  
 فی کل قول وعمل اریدہ فی هذا الیوم واللیة الی تلک الوقت بخواندو عید ما ثورہ صحیحہ  
 کہ بعد از فراغ در کتب صحیح مقرر شدہ آنچه خواندو ہر دعائی کہ در وقت کتب صحیح مقرر شد  
 بخواندو از نوافل صیام آنچه پیش علم مستحب است از صوم دو شنبہ و پنجشنبہ و جمعہ و لیکن جمعہ را  
 تہمانہ و از صوم ایام بعض و از صوم سہ روز از اول ہر ماہی الاشوال آن قدر کہ خواندو بر آرند  
 والسلام والا کرام

حدیث ثانی ذکر فی فی نفسہ ذکر تہ فی نفسی وان ذکر فی فی صلاح ذکر تہ  
 فی صلاح خیر ہندہ را بعض از علماء دلیل جواز ہر دلیل خیریت ملائکہ بر آدمی داشتہ اند کما هو الظہر  
 لیکن اگر مراد از ذکر نماز باشد و از ذکر ملائکہ قرأت ہر باشد کما اشارہ الشیخ رحمہ اللہ عنہ  
 فی صلوۃ المستسقاء فی الفتوحات المکیہ لا یلزم شیء منہما اما الاول فظاهر  
 کلاماً ثانی فان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لم یکن ما موماً اصلاً لیکن مذہب شیخ  
 فضل ملا علی است بر خواص بشر و ہر جامع الی فضل ولایة الخاصة ای الوقت الذی  
 لا یسع فیہ ملک مقرب ولا نبی مرسل الی الولاية مع النبوة مع ان الفضل  
 الجامعیۃ مسلم فالولی المستہلک فی زمرة المہمین من الملائکة علی والبشر اسم  
 الجامع المتران المراد من الخواص الرسل وعامة العلماء یفضلون خواص البشر  
 علی الخواص من الملک و ہر سلمہم ہذا متفق علیہ بین الشیخ والجمهور فافہم  
 مقامے نوشتہ بودند کہ رسیدم و مخصوص بحضرت ختم الخلافة یافتم ما را در ان دو شبہ است یکے آنکہ  
 در اول خود را نامناسب می یافتند بعد از ان بتدریج می رفتند و متصل شدند و راس میاں ترقی در  
 کد ام بہت شد کہ سبب وصول شد اگر بہت جذبہ راجی گویند ظن این است کہ بہت پیش ازین  
 مقام تمام شدہ بود و صفاء قلبہ مشہود سبب رسیدن آن مقام نیست چنانچہ خود اشارت کردہ اند



کہ آن مقام مجذوب سلوک تمام کردہ است و اگر جہت سلوک راجی گوئند می بآست دریافت کہ چه صفت بدست آمد کہ آن مقام پیدا شد۔ شبہ دیگر آنکہ چون تواند کہ آن مقام دیگرے را نباشد اقطاب وقت را کہ در ہر وقت سند زمان اند در جہت جذبہ یا سلوک چون نقص باشد بارے رجال آن مقام را و اہل قوام اور او فرو و او را و نامناسب اور بہ تمام بنویسند شاید امرے مشخص شود۔ می دانم کہ ما را مناسب نیست بآن مقام بارے بنویسند کہ عدم مناسبت چه نوع است دیگر مکرر توجہ نمائند بہ بنیاد کہ ترک مشغول ساختن مردم نسبت بامر ضعیف است یا نہ؟

ایضا ایں جماعت کہ مصاحب مانند ایشان را نیز در صحبت دیگران فرستیم و خود مجرد باشیم مرضی ہست یا نہ اندیشہ باد شاہ را در خاطر نیارند غرض دیگر داریم البتہ مکرر در اوقات نیک توجہ نمائند بدست معتمدے نوشتہ فرستند۔ اگر شیخ نور بہ نقطہ فوق رسیدہ باشد۔ شیخ نور بیار و دیگر اسرار محفوظ دارند چنانچہ خصوصیت آن مقام را نسبت بحضرت ختم الخلافت اظہار نکنند مردم در غلطی افتند سبب فساد عقیدہ می شود والسلام

ایں رقعہ بہ یکے از خادماں کہ اورا بملازمت مہجور کردہ بخدمت و دیدن مشائخ عہد فرستادہ بودند و امر فرمودہ بودند کہ اختیار خدمت ہر یک از مشائخ دیگر کہ خواہد بکنند و ایں در ماندہ بحضرت ضرورت امر اختیار ایں سفر کردہ بود و بجای اجازت بطن اقامت مراجعت نمی توانست نمود و با و نوشتہ بودند۔

۹۔ بہ یکے از خادماں مہجور باین دیسٹامی قدس اللہ سرہ العزیز السامی و رہایت حال بملازمت عزیزی بہ طلب مقصود حقیقی رقعہ بود آن عزیز فرمودہ کہ آنچه تو می طلبی در قدم اول گزاشتہ آمدہ ہماناں کہ حضرت سلطان را بخدمت والدہ امر کردہ بودند بارے ہر حال العود احمد شمار اینز متابعت آن قافلہ سالار شطرا طریق مراجعت می باید نمود شاید مشابہت صورت منہج مناسبت معنوی شود حقیقت معیت حق و مشمول وجود مطلق آشکارا گردد۔

پچو نابینا مبر ہر سوئے دست

با تو در زیر کلم است آنچه ہست



بیکے اذطالبان کہ بواسطہ شغل کسب باسباب معیشت شغل باطنی بفرمودند و او مستدعی می بود  
ایں رقعہ باو نوشته بودند۔

۱۰۔ بیکے اذطالبان محبت نامہ کہ دریں و لامرسل بود مطالعہ نموده شد موافق باشد حق تعالیٰ  
در خود کرامت فرماید آنچه در باب طلب مشغولے مرقوم بود بالفعل برہماں چہ مقرر شدہ باشد ہفتاد  
ہزار بار ذکر لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ در مدت یک ماہ یا کم یا بیش نیک است مدار بر  
رابطہ و صدق اعتقاد است انشاء اللہ تعالیٰ آثار گسستگی و بے تعلقی روئے نموده مقصود  
بحصول پیوند و اکابر فرمودہ اند کہ روئے دل از دشمن برگیر و دست طلبیدن چہ حاجت والسلام

۱۱۔ در میاں شب خواہ در ثلث آخر خواہ در نصف آخر و خواہ در ثلثین آخر و خواہ در ربیعین میاں  
از خواب برخاستہ ہر دو دست خود را برد و چشم خود مالیدہ بر ذکرے از اذکار مشغول شوند خواہ تسبیح  
خواہ تہلیل خواہ بکیر خواہ آیتے از آیات قرآنی اگر آیت ان فی خلق السموات والارض  
واختلاف اللیل والنهار تا آخر بخوانند بہتر چہ سنت است بعد از اذان دو رکعت شکر و ضو گزار و  
دعائے جامع مثل ربنا آتانا فی الدنیا حسنة و فی الآخرة حسنة و قنا عذاب الناس یا  
دعائے دیگر از ادعیہ ماثورہ لیکن دعا را مسبوق بحمد و ثنائے الہی و صلوة و درود حضرت سالت  
علیہ افضل الصلوات و اکمل التیمات بکند بعد از اذان و اذ وہ رکعت تہجد ششم سلام بگزارد نہایتش  
این است اقلش دو رکعت یا چہار رکعت اگر کبر سن یا ضعیف باشد بکند بعد از فراغ نماز کلمہ لا الہ  
الا اللہ محمد رسول اللہ را آہستہ چنانچہ خود نیز نشنود بگوید لیکن در آثنائے گفتن حق را جل جلالہ  
حاضر داند چنانچہ گویا می بیند چہ حق از رگ گردن ہر کس باں کس نزدیک است و معنی کلمہ لا  
متصرف الا اللہ باندیشد چندان کہ تواند تکرار این سبق نماید و چنان اعتقاد کند کہ در ہر نفس  
از سر میاں آورد قال اللہ تعالیٰ و تبارک یا ایہا الذین آمنوا آمِنُوا اَقَالَ رَسُولُ  
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب دو ایماں کہم بقول لا الہ الا اللہ۔ چوں نماز فجر  
بکند باز بہماں تکرار خود مشغول شود۔ تا آفتاب مقدار یک نیزہ بر آید۔ چہار رکعت اشراق بدو  
سلام ادا کند۔ اگر حق تعالیٰ توفیق بدہد کہ تمام اوقات خود را مصروف این طریق بدارد و واسطہ



۸۵  
 ۲۰ خطا مکتوب  
 کہ ترجمہ میں ہونے  
 صحر کی نہیں ملا - ۱۲

فیوض عظیمہ خواهد بود و من قرع باب الکریم دلچ لچ  
 اگر تو پاس داری پاس انفاس

بسلطانی رسانندت ازیں پاس

و السلام علی من اتبع الهدی

۱۲۔ یہ شیخ تاج الدین۔ دماغ خشکے شمار کہ در باب شیخ ابابکر نموده بودند۔ خواندیم۔ ایں نوع  
 چیز ہا مناسب مقام شفقت و کارشناسی نیست۔ اولیاء از کیا تر محفوظ نیستند۔ نامراد بے چارہ کہ  
 روزے چند سلوک طریق تصفیہ کردہ باشد از کیا محفوظ و معصوم شد۔ تا غلاف چشم داشت از وظاہر نشود  
 خصوصاً کہ اصل دیوانہ و منحرف العقل باشد۔ استقامت صفات ازوئے باید چشم داشت، اگرچہ  
 بولایت برسد۔ خداوند در اں وقت چہ نامعقول معقول او شدہ باشد و صورت صواب را از  
 نظرش پوشیدہ باشد۔ کارخانہ دیوانہا دیگرست نمی بیند کہ تکالیف شرعیہ مربوط بعقل است  
 بالجملہ ہمہ را در مرتبہ اش معذور مے باید داشت و نظر بر فاعل حقیقی باید کرد بل محبت وجود را  
 باید دید ادب شناخت ایں است نفوس مختلف اند بعضے آمادہ و بعضے مطمئنہ و بعضے در میان  
 کہ آن را لوازم می گویند۔ آن ہم اگر از ذوی الحقول باشد مطمئنہ نفوس اولیاء است۔ از باب نفوس  
 آمادہ را نیز معذوری باید داشت بل بنظر لطفت باید دید در ہر کار سے مطالعہ ہائے جمیل بکار باید برد  
 طعن اہل سنبھل را نیز انکار نمی باید کرد۔ بل بنظر ترجمہ در ایشان باید دید کہ از استقامت عقل برآمدہ اند  
 و شیوہ نفوس را فراموش کردہ اگر عاجز سے یک گناہ بکنند حکم بر بطلان او چہرا کنند و مجموع امور او را  
 بتلبیس چہرا حکم فرمایند الحمد للہ و المنة کہ ملامت نصیب اولیاء است مانو در ظہور ایں امور طریق دیگر  
 داریم ہر گاہ ملامت می رسد در خود مے گیریم و یک بد صفتے در خود مے یابیم و ایں اشارت را مواضع غیبی  
 میدانیم چنانچہ دریں مادہ نیز در خود نفاق با و تبلیسیات یافتیم و التجا بحضرت کرم او برویم انشاء اللہ  
 مرتفع شود بارے بگوئید کہ از شنیدن ملامت سنبھلیاں چہ ضرر لائق خواهد شد عبادت را قبول  
 نخواہد بود یا صفائے توجہ بر طرف نخواہد شد یا در گاہ خداوندی خواہد شد چہ خواہد شد۔

ع مشوقہ ترا و بر سر عالم خاک

و السلام



۱۳۔ حق سبحانہ و تعالیٰ دیکھ کر کم و راہ سعادت مفتوح دارد سعادت و انقیاد احکام شرعیہ است و قوی ترین سببہ در تحصیل انقیاد محبت خدا و رسول است۔ وسیلہ در رسیدن سعادت محبت خدا و رسول محبت و خدمت دوستان حق است۔

بے عنایات حق و خاصان حق  
گر ملک باشد سیاه ہستش ورق

۱۴۔ و تفک اللہ تعالیٰ آنکہ صور موجودات یک موجودی نماید۔ سہل است لیکن مبشر است بطور واللہ من ورائہم حیط۔ انشاء اللہ تعالیٰ ظہور کند و آنکہ جز محبت حق تعالیٰ باقی نمی ماند۔ یک است، مبشر است بفتنا و استہلاک و انوار ذات رزق اللہ۔ لیکن دریافت این کہ جز محنت باقی نماند و دشوار است و ہر گاہ محقق شد کہ جز محبت حق سبحانہ ہیچ باقی نماند و این معنی غلبہ کرد و بے شور مطلق ساخت نوع از فنا است۔ مبارک است بشر است بطور سعادت وصول۔ لیکن ہم این و تحقیقش بغایت دشوار است صور شبیہ بسیار دارد بالفعل فائت اہتمام مرعی باید داشت و بکار باید کوشید۔ بعد از ملاقات تحقیق خواہم کرد۔ دیگر بر تقدیر و بر تقدیر وصول نیز سعی بلیغ باید نمود کہ انوار الہیہ بے شمار است ہمت را پست نباید داشت۔ والسلام علی من اتبع الهدی۔

اس رقعہ بجناب میاں شیخ احمد سرہندی نوشتند۔

۱۵۔ کتابت کہ ارسال داشتہ بودند رسید و آنچه از کثوف مذکور بود طریق آن بغایت مرضی و صحیح و مستقیم و مستحسن است۔ چوں این طریقہ شما بر نہج واقع شد کہ بے قول و زباں چیز ہا کثوف می شود چہ حاجت است کہ بیان ہمہ وجوہ نمودہ شود۔ انشاء اللہ تعالیٰ بعد از ملاقات آنچه باید گفت بحضور گفتہ خواہد شد۔ ہر گاہ استخارہ کنند و ظاہر شود کہ البتہ باید آید بیاوند والا فلا۔ الحمد للہ علی الاحسان۔ و بیکر ضعف ما بغایت قوی است و لہذا جواب مکتوب اول نوشتہ نہ شد یا راں این جائے یک نوع بکار طور می باشند صحت نیست کہ واسطہ سرگرمی شود۔



ایں رقمہ بجناب میاں شیخ احمد سرہندی نوشتند۔

۱۶۔ یہ شیخ احمد سرہندی۔ ابواب کرم یو مافیوم مفتوح باد کتابتہ کہ مشتمل بر وقائع و احوال بود رسید فرصت مطالعہ و تحقیق نہ شد انشاء اللہ العزیز بعد از تحقیق چیزے نوشتہ خواهد شد۔ آنچه در نظر اجمالی در آمدہ خود نیک است تعبیر جامہ پارہ و شخص و پوست اگر بعین ثابتہ و تعین در مرتبہ و جوب باشد بسیار نیک است مرتبہ و جوب ہماں وجہ خاص است تعین حادثہ از انعکاس عین ثابتہ بظاہر وجود برزخی است بین الوجود و العدم و ہما الظاہر و الباطن کا النبیۃ بین الطرفين فلم یکن هوالتعین الخارج الذی هو من المعقولات الثانیۃ و المعقول الثانی الیضا برزخ بین الوجود و العدم فان له من وجہ تعلقاً بالوجود و من وجہ تعلقاً بالعدم۔

اما آنچه خود نوشتہ کہ آل جامہ پارہ را عین ثابتہ خود تعبیر کردہ و آل پوست را کہ آخر خود را ہماں یافتہ اید و آل جامہ را از خود بیگانہ اشارت بر زخیہ داشتہ اید۔ خالی از تکلف نیست آری شما خود برزخ مذکور کہ غیر آل است کہ ما نوشتہ ایم شدہ اید و اتصال بآن یافتہ لیکن بیگانگی آل جامہ پارہ ازاں جملہ بعید است۔ بارے بہر حال نیک است و آنچه در رسالہ سلسلۃ الاحرار در برزخ بین الوجود و العدم نوشتہ ایم غیر اینہا است ان شاء اللہ العزیز بتفصیل کتابت اول و آخر را جوابی خواہم نوشت۔ سفرد و وطن را رعایت بسیار بکنید کہ تحصیل مقامات سلوک پر ضروری است۔ مولانا عبد الہادی راویں چند روز بجانب خانہ اش بفرسیند تا والدہ خود را بہ بیند کہ می گویند بسیار دیگر است بعد از تسلی والدہ خود باز پیش برود و محمد صادق با ہمہ دوستان بدعا مخصوص اند

ایضا بجناب شیخ احمد سرہندی بقلم مشکین رقم صادر شد۔

۱۷۔ ابقا کہ اللہ تعالیٰ خدمت میاں صدر جہاں استدعائے تعلیم ذکر و مراقبہ کردند تعلیم ذکر کردہ شد۔ چون مراقبہ خاصہ این طبقہ از مقولہ درس و بیان نیست و ایشان ارادہ ہماں داشتند مصلحت چنان دید کہ در خدمت شما تصحیح آن نمائند حصول آن بے ظہور تصرف متعذر است انشاء اللہ تعالیٰ وجہ اتم ظاہر شود۔ دریں اوقات عنایت کاتب قوی است فرصت صحبت و



سر و برگ توجہ نمائندہ شانیز بعد از استخاره بیائید چنانچہ پیش ازین مرقوم بود کہ اگر البتہ باید آمد۔  
بیائید والا فلا۔ شاہ حسین نیز یہاں نوع کند والدعا

۱۸۔ بہ شیخ احمد سرمندی۔ میاں شیخ محمد در خدمت شما خواهند بود ملتفت باشند و بر آنچه  
لائیق بحال ایشان است امر نمایند جناب حاجی عبدالعزیز دعا گفتند بعزاجابت مقرون باد  
محمد صادق و محمد سعید و سائر اعزہ دعا قبول نمایند۔ والدعا

مکتوب مرغوب بجناب شیخ الہدادر رقم فرمودند۔

۱۹۔ بہ شیخ الہداد۔ جناب مخدومی میاں شیخ الہداد سالم و قائم در سیر و سلوک باشند سیر فی اللہ  
را بحقیقت آنها دارند کہ بعد از تحصیل جذبہ و استہلاک در معنی کہ مستغاد است از عن اقرب  
بمد فیض الہی تزکیہ نفس می یابند و از جانب دیگر محل ظهور اعتبارات حقیقت می شوند از حال  
اینان مجزہ ہم سبقاں نیز موش و استادان حاذق با خبر نیستند اولیائی تحت قبائی لا یعرفہم  
غیری علی ردایہ من قرء بیاء النسبة بارے ایں قدر می دانیم کہ سلطان اہل طریقت  
و گنج حقیقت قطب ارشاد و پیر آگاہ خواجہ عبید اللہ احرام قدس اللہ سرہ العزیز در فقرات  
فرمودہ اند کہ اتباع حضرت رسالت علیہ من الصلوٰت ائہما و اعتقاد اہل سنت و الجماعت  
و نسبت باطنی خواجگان بہتر از نعیم عالم است چہ دنیا و چہ آخرت دیدار نشاء آخر صورت ایں نسبت  
است چنانچہ بہشت صوری صورت اعمال صوری است والسلام

بیکے از مخدوم زادہ ایں سلسلہ شریفیہ کہ بجانب ولایت بود بقلم مشکین رقم قلمی فرمودہ  
بودند نام او معلوم نیست۔

۲۰۔ بیکے از مخدوم زادہ ہائے ایں سلسلہ حضرت حق سبحانہ و تعالیٰ از جمیع نابالستنی یا محفوظ و  
مصنوع دارد و خاطر مبارک متفرق نباشد۔ بعد از ادراج طیبہ اکابر کلفتے رؤسے نخواہد داد۔ آنچه  
می باید آن است کہ قصد او اختیار را در امکانہ ہمیشہ نمی باید در آمد باقی مجموع امور از آفات محفوظ



خواهد بود۔ ظاہر است کہ اعتماد کلی بہمت حضرات خواجگان خواهد بود۔ این کمترین مریدان نیز درین معنی موافقت خواهد نمود و از ان برگزیدگان التماس لطف خواهد نمود و طیفہ خدمت آن بود کہ در ملازمت مولانا ترسول بشری ملازمت می رسید لیکن خدا علیم است کہ ضعف جسمانی سدِ راه است۔ اگرچہ بعضی از موانع دیگر نیز هست۔ باری اگر خواست الہی باشد و رفع موانع شود بجان و دل متوجہ خدمت خواهد شد مخدوم زادہ برخوردار بندگی قبول نمائند۔ جناب شیخ ابوالحسن نیز والدہ جامع الاخلاص۔

۲۱۔

ہماں شکستہ دل و درد مند و مسکینم

ہماں جفاکش و سرور کمند و یرینم

این بیت محلاً ما را از اظہار محزونہ و نات خاطر فارغ ساخت چہ عرض محرومی از وصول بہ مقصد المقاصد و چہ بیان خار خار چہرہ دل کہ تفصیل مرتبہ روح است و چہ از مجوری از مقام انفس بہ صفات جمیلہ خواہ جمال صوری خواہ جمال معنوی شاہد دل را وجوہ بسیار است بر وجہ مائل مشاہدی است۔ آن لطیفہ روحی است کہ راہ خاص او جز احدیت صرف نیست زندگی و مردگی آدمیان منوط و مربوط بہیں رفتار است از محبوبان تفصیلی بندگان درویشی منظر بکر مجوی و آراستگی و بے عرفی ما را مشتاق خود دارند۔ دُعائے نیاز مندانہ قبول نمائند و بتوجہ و فاتحہ مددی نموده باشند۔ مخدومی مولانا محمد صوفی بحقیقت اسم خود بر سند والسلام والا کرام۔

۲۲۔ ضیق وقت مانع تمہید مقدمات مخلصانہ شد۔ لاجرم بکوتاہی ملاوکی کاغذ و بے ربطی عبارت راضی گشت چہ سخن ہر گاہ از مرکز خود بر آید۔ بر مجموع اسباب آن فتور می رود و مدعا نیکہ از مدد کہ سرمی زند قطب دائرہ ملاحظت است خیالی و تکلفی کہ لائق حال اہل آن است آنها سر انجام آن می توانند داد حال بہ تمام معلوم شما است کہ خلوت خانہ اندیشہ ما را چہ می رود۔ با وجود تفصیل آنرا خود خواہم کرد انشاء اللہ تعالیٰ دریں چند روز بشری ملاقات خواہم رسید والسلام



۲۳۔ اللہ ولی الذین امنوا یخرجہم من الظلمات الی النور۔ برحمت سابقہ دریابد  
وہیوساطت نگاہ پستے صوری و معنوی حجاب نابود مارا از ماہر باید بمنہ و کمال کرمہ و عنایت نامہ نامی  
مملو از جواہر لطافت رسید دل و راہت از و روح در پرواز آمد۔ بیت ۷

زہر نکتہ حسد و کافری و گم یافت

زہر خط خاطر آرامی و گم یافت

الحق با ہمہ اجمال و کم سخن بہنہ تفصیل آدمیت بود و مقصود آفرینش را کہ طلب مقراضی و تنفر  
از اختلاط بہ و عوش صحرائی باز ماندگی باشد با خود داشت حق سبحانہ و تعالیٰ این شکستہ پائے زاد و یہ  
سیاہ ولی و کاہلی طبعیہ را نیز بایں برساند

ایں کتابت بجناب ملا ذی امید گاہی خدمت شیخ تاج نوشتہ شد۔

۲۴۔ بہ شیخ تاج الدین۔ نیازمند مخلص و محب مختص دولت خواہ و آرزو مند می باشد۔ کرم فرمود  
در باب رفتن با گره مشورت کردہ بود و نداستفت قبلک و لو افتاک المفتون۔ ہرچہ  
خاطر الہام پذیر بر آں قرار می گیر و صراط مستقیم است۔ با وجود استخارہ طریقیہ مسنونہ است و  
آنکہ از خواب ہائے مختلف غریب مرقوم بود بحسب تجربہ معلوم شدہ کہ گاہی منشأ آں ضعف  
قوائے جسمانیہ می باشد خصوصاً کہ مردن شخصے دیدہ شود گویا کہ طبیعت خود را دیدہ این قدر است  
کہ آں شخص را بحسب طبیعت و ضعف مناسبتے بایں راہ دریں وقت پیدا شدہ خدا تعالیٰ  
در حفظ خود نگہدار و و با کہے نخواہد بود و ایضاً بعضے از مقامات را مناسبتے بموت است ہماناکہ  
در اں مقام صفت افادہ از اں سالک منعدم می شود من ز ارحیاء و لہیر زق منہ شیئاً  
فکانہما زار حیثا شاید بعضے از مناسبت با دیگر ہم باشد۔ بارے موت را بآں مقام مناسبتے ہست  
و دیگر ظاہر ایں است کہ بعد از رفتن جماع واقع شدہ باشد و دریں میاں بعضے از ادویہ عارہ نیز خوردہ  
باشند بشک نیست کہ نسبت بمزاج شریف ایں معاطہ واسطہ پریشانی خواب و فراموش کردن  
آں می شود و ہم چنین واسطہ یک قسم فرو آمدن از استغراق نیز می شدہ باشد و ایں ہم سبب خواب  
پریشانی می باشد انشاء اللہ العزیز بخیر باشد ایں مخلص نیز بغایت ضعیف و بے قوت و فسرودہ



می باشد۔ طاقت یک ذرہ نیروئے نمانده حکیم مطلق کریم و رحیم و وہاب است کارها بر مراد  
خواهد شد۔ بر مرضیات خود بدارد و بر ہماں بمیراند و در سلک اہل رضا محشور گرداند عنایت نموده  
بودند کہ خبر بسیار است کہ نوشتن آن خالی از غلطی نیست۔ التماس آن است کہ بر ہر تقدیر بقدری  
کہ توان نوشت بنویسند و بگویند بخاری کہ او در ترقی دارد۔ چوں در خدمت شماست چہ حاجت کہ  
ایں جا بیاید اگر از غیب اشارتے برسد و ناچار باید آمد آن چیز و گیر است۔

ع من کیم یلے و یلے کیست من

مولانا یعقوب را کہ فرستاده ایم نیز بآں نیت البتہ خبرے بیارد و اگر مرضی است و  
خبر است بیارد و الا فلا۔ و کان ایں معاملہ چنداں گرم نیست نزدیک است کہ سر دی تمام  
رو نماید تا خدا نگہ دارد۔ والد عامح الاخلاص اگر چہ تصدیح است لیکن ہر چہ باشد نوشتہ  
ارسال دارند۔

ایں رقعہ بیکی از طالبان وقت بہ قلم مشکیں رقم اصدار نمودند۔ مراد از یکے طالبان وقت  
نواب مرتضوی انتساب نواب مرتضیٰ خان است

۲۵۔ حق سبحانہ و تعالیٰ بمنہائے مطالب برساند۔ اہل تحقیق می گویند۔ آئینہ مدرک را دورو  
است۔ یک رویش بخلق و دیگر بخالق۔ ہر گاہ کہ رُوسے بخالق است در میاں آید مقصود حاصل  
است و ایں سعادت در ہر یک آن می تواند بود۔ مجذوبان سالک باین طور اند الغرض رشتہ امید را  
بیچ وقتے از دست نمی باید داد۔ بیت ۷

یک چشم زدن غافل ازاں ماہ نباشی  
شاید کہ نگاہتے کنند آگاہ نباشی

ایں رقعہ بجناب شیخ تاج الدین قلمی فرمودند۔

۲۶۔ بہ شیخ تاج الدین۔ السلام علیکم و علیٰ من لدیکم۔ جمیع اہل بیت از خورد و  
بزرگ و سایر اعزہ و رفہایت باشند علیکم السلام ینفد و ما عند اللہ بآق



استقام باید نمود که زندگانی جز در مرضیات الهی صرف نشود و بالقی زاید و بے اعتبار بل مکرر و  
مردار است۔ حیاتِ صوریہ معلوم است تا چند و ناخواہد کرد۔ اہل عقل را فکرِ آل منزل از ضرورت  
است زیادہ چہ گوید والدعا۔

۲۷۔ حق سبحانہ و تعالیٰ استقامت در کار نصیب کند۔ احتیاط در لقمہ پراگندہ و اجتناب از  
ظہور صفاتِ نفسِ مقوی شوق است سعی و کوشش نماید کہ لقمہ حرام و مشتبہ خوردہ نشود  
و صفاتِ ذمیمہ نفسانیہ از غضب و بد خلقی و شہواتِ غیر ضروریہ بظہور نیاید۔ خلاصہ از مہلکات  
جز بحسن اختصار و التجا بجناب حق سبحانہ بیست و نیت و انما متضرع و نیاز مندی باید بود و پیش ہر  
ذرہ از ذرات تواضع و فروتنی باید نمود۔

بے عنایات حق و خاصان حق

مگر ملک باشد سیاہ ہستش ورق

حرکت قلبی ہر گاہ بروفق حرکت ذکرے شود یا بسمع خیال کلمہ اللہ مسموع شود۔ عبارت از  
ذکر آن گوشت پارہ صنوب بے است آن را نیز ذکر قلبی می گویند و از خیر اعتبار بیرون است و  
ذکر قلبی عبارت از حضور و شہود است۔ بجناب حق سبحانہ ہر گاہ این معنی دست دہد دل شمار از خطور  
اغیار بہانہ و ذکر را گزاشہ محافظت او نمایند و ہر گاہ فرو نشینند باز بر سر ذکر او بروید تا زمانیکہ آن  
دولت ثباتی پیدا کند آن زمان ذکر را با او جمع کردہ منتظر الطاف بے نہایت باشید بعد ازاں  
رسیدنی است نہ گفتنی و ہر چہ بظہور رسد بہ تفصیل مابین نویسند۔

۲۸۔ ع۔ نیاز مند تو ایم ای نیاز پرورہ  
این رقعہ قبل مرض موت کہ امراض مزمنہ غلبہ ہا نمودہ بود بجناب ارشاد پناہ مقرب آنحضرت  
شیخ تاج الدین جویو نوشتہ بود ند بجناب مشارک الیہ بعد از وصال آنحضرت قدس سرہ رسید۔

الحمد للہ والمنۃ کہ دریں اوقات در عارضہ سردی یک قسم تحقیفہ ہست لیکن گاہ گاہ  
از حرارت و یوہست و ماغی صورت عجب رؤسے میدہد کہ بتقریر راست نمی آید انشاء اللہ



تعالیٰ واسطہ خیر باشد و در اوقاتیکہ خوش آید عبودیت و شکستگی و نیازمندی ہرچہ میسر شود  
از حمد و ثنا و استغفار و تسبیح و تہلیل و صلوات و تلاوت نیک است مگر در غیر تلاوت و صلوات  
رعایت اخفا از طریقہ این خانوادہ است والسلام والا کرام

خارے یکے از امرائے مخلص مستعد کتابتے نوشتہ بود و این امیر مکرر اعراف و نیاز ہا بد گاہ  
عالی عرضداشت می نموده بود و فرصت جواب نوشتن نشدہ - در پست کتابت ہمیں خادم  
چند کلمہ حسب التماس جمعے از ارباب حاجت قلمی شدہ بود و باین تقریب در جواب اعراف  
مشار الیہ این چند سطر شرف درو یافت - بعد از رسیدن این دوسہ سطر مسموع شد کہ در احوال  
این مستعد کور تغیر بسیار را یافت و اثر کرد و امید کہ سر رشته آنرا باعمال خیر استحکام دادہ باشد  
تا برکات این تصرف سرمدی کردہ با وجود مقتضائے رب حاصل فقہ الی من موافق و  
بہ توفیق اللہ تعالیٰ درویشے را مصحوب نیاز نامہ خواهد فرستاد و اشارت بروشے خواهد کرد و انشاء اللہ  
تعالیٰ موافق افتد و درے مفتوح گردد -

۲۹ - یہ یکے از امرائے مخلص حضرت و اہلب العظیات از خزائنہ غیب اضعاف آنچہ دلخواہ  
دولت خواہان است برساند بمنہ و کمال کرمہ امیدی دارد کہ رقیقہ مناسبتے کہ جوہر روحانیت  
عالی قطرات را در حرکت دارد - در عرصہ شعور بظہور آمدہ دست تطاول طبیعت و ہوار ابریکار و  
کوتاہ دارد - این ہائیم عبارت آرائی است - اللہ عز و جل تکلیفی الی نفسی طرفہ عین - تمام  
است - بیت ۵  
کے بود ما ز ما جہدا ماندہ  
من و تو رفتہ و حسد ماندہ

وانکہ در التفات نامہ قلمے بود کہ این بے حاصل متصدی شرح طریقے شد و کہ موصل  
بمقصود باشد ہر چند کہ نہ در نور حال و مقام من است - بیت ۵  
در عشق تو معروfum از وصل تو محروم  
گرگ دہن آلودہ یوسف ندریدہ



۱۳۰۔ حق سبحانہ و تعالیٰ براں وارد کہ رضائے او باشد۔ دنیائے دوزخ بھی است قدیم میچ کس را  
 و روز بر یک حال نگزاشته۔ عاقبت از دوستان و خویشان بریدہ قطع دنیائے بے مدار  
 میباید کرد۔ عاقل آن است کہ عمر چند روزہ خود را صرف طاعت حق کرده تمام متوجہ دار  
 مخلو باشد۔ والسلام والا کرام

۱۳۱۔ توفنی مسلما و الحقنی بالصالحین مسلمانی گردن نهادن است احکام الہی را۔

کہ با عی

خواہی کہ بصوفی گری از خود بری

باید کہ ہواد ہو س از سر بہ نہی

آں چیز کہ داری بکف از کف بدی

ہر سنگ بلا کہ بر تو آید نہ بھی

سخن سلطان ابوسعید ابوالخیر قدس سرہ است کہ تصوف آن است کہ آنچه در برداری  
 بنہی و آنچه در کف داری بدی و از آنچه بر تو آید بھی۔ مسلمان آن است کہ او را در ہر دوسرا  
 جز حق سبحانہ مرادی نباشد۔ والسلام والا کرام

ایں رقعہ بجناب عالی مرتبت شیخ تاج الدین در اول حال حضرت خواجہ بقلم مشکیں رقم  
 شرف صدور یافت۔

۱۳۲۔ بہ شیخ تلج الدین۔ بدانکہ سالک طریق حق را قدیم اول تو بہ نصوح است و اعتقاد  
 صحیح و درست بر مذہب اہل سنت و جماعت۔ چون مدار این صفت بر علم است پس بر توباد  
 کہ ملازمت علماء تمام عمل پاکیزہ اعتقاد را بقدر حاجت از دست نہ دی و حتی الامکان تحقیق  
 دین و ملت خود می کردہ باشی مدار ظهور حقیقت بر جذب و کشش الہی است و جذب و کشش  
 موقوف است بر آنکہ ترا بوصف محبوبی برگزیند و این مہبت علیا مشروط است بر متابعت  
 سید الاولین و آخرین ظاہر و باطناً قال تبارک و تعالیٰ قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللّٰهَ



فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللَّهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ اللَّهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ  
 بناگاہ غفلتے رو آنا گناہ عظیم شہرہ سخت متالم و محزون شوی و دران حزن بدرگاہ حق بدرمنبالی  
 کہ لوازم بشریت از تو برگیرد می باید کہ ہمیشہ بصفت عجز و اضطراب بر آئی تا بحسب مضطرب کار تو  
 سازد۔ دیگر بر تو یاد کہ بر کسے اعتراض نکنی و آزار خاطر بخوئی و محبت دوستان حق سعادت عظمی  
 شماری۔ اما از اختلاط بصوفیاں جاہل احتراف منائی۔ دیگر از غیر خدا طلب نکنی کہ حجاب بزرگ  
 و سر قوی طلب از غیر اوست۔ ہر گاہ کلمہ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ را بگوئی و در دل بندیشی کہ نیست معبود  
 غیر او۔ بدانکہ ہر چہ محبوب و مقصود است ہماں معبود است و ہر چہ ہوائے لست خدا ہے لست  
 افرات من اتخذ الہہ ہواہ پس می باید کہ در گفتن آن کلمہ صادق باشی و محبت غیر او  
 را بہ تمام از دل بر آری و قبلہ توجہ خود را در ذات الہی حصر کنی ۔

یارب از تو آنچه من گدای خواہم

افزوں ز ہزار پادشاہ می خواہم

ہر کس زور تو طلبجتے می خواہد

من آمدہ ام از تو ترانی خواہم

سخن خواجہ احرار است کہ ہر چہ دیدہ شد و دانستہ شد ہمہ غیر است بکلمہ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ می باید کرد  
 بدانکہ با این تنزہ و تقدس ہر کجا موجود است چہ در عالم معانی و آہ و اح و چہ در غیر آن مثال و  
 اشباح اوست کہ از اطلاق تنزل نمودہ۔ پس بر تو یاد کہ سعی کنی کہ اولاً حضرت خود را در قلوبے تو  
 ظاہر ساز و تا چوں در ان مقام استقامت بیابی۔ ہم تفصیل او در ہمہ ہمہ اورایابی و حق را از  
 باطل امتیاز دہی نہ آنکہ چوں تا بینایان بے تفرقہ و تمیز ہمہ را خدا دانی و خدا گوئی

رباعی

سوفسطائی کہ از خود بے خبر است

گوید عالم خیالے اندر نظر است

آری عالم ہمیں خیال است ولے

پیوستہ در حقیقتے جلوہ گراست



لیس كمثلہ شیءٌ و هو السميع البصير والسلام علی من  
اتبع الهدی -

یہ یکے از مریدان کہ خیمے از عمر صرف خدمتِ ملوک کرده بود و انواع گرفتاریها و مستی با  
بود صلاح او دریں دیده بودند کہ بجلالت و صفتِ قہر تربیت و پرورش فرمایند۔ مدتها در ذلت  
بے اعتباری از ہر چہ تمام ترمی داشتندش و بطاہر نادار بود کہ باو التفات فرمایند بآنکہ در تربیت  
اکثر مریدان بلکہ ہمہ صفت جمال و عنایت غالب بود و ہمیں مخلص بدیں قسم تربیت اختصاص یافت  
اما بعد سہ چار سال کما بیش بحمد اللہ کہ از رعونت با دستہ مستی با کہ غایت الغایت قوی بود و این مخلص  
از سعی خود دست شستہ بود و ببرکت الطاف حضرت پیر و متکبر علیہ الرحمۃ حق سبحانہ خلاصی بخشید  
و آن مہربان انواع الطاف تبدیل یافت چنانکہ در چیز بیاں نیاید اس رقعہ بآن مخلص نوشتہ شد۔  
۳۳۔ بہ یکے از مریدان۔ حق تعالی از قید ہستی و حجاب خود پرستی برہاند۔ قوی تیریں اسباب  
وصول استراذ و اجتناب از آزاد خاطر ارباب قلوب است۔ بزرگان فرمودہ اند کہ اگر کسے از عرش  
بفیتہ آن قدر نیست کہ از دلے بنیتہ القصۃ خوں می باید خورد و تمام ادب باید شد تا طفل نیاز و عجز  
بظہور آید۔ از پستان مکرمت شیر تربیت در بخش شود۔ بخود سپری و خود مرادی و قلندری کارے  
پیش نمی رود۔ مَا عَلَى الرَّسُولِ إِلَّا الْبَلَاغُ چون خاطر ولی نعمت شما بسیار متوجہ مراجعت شماست  
البتہ عنان عزیمت بگردانید تا نخواہید آمد ما را نخواہند گذاشت ہمیشہ در تکلیف طلب شما خواہم بود  
ع بیاد از دل من کوہ ہائے غم بردار  
زیادہ مبالغہ نرفت۔ والدعا۔

این رقعہ در فقر و نیستی و ترغیب بعلو بہت و بندگی نمودن بر وفق شرع شریف و از حال سکر  
کہ مانع رعایت شرع باشد حبستن مناسب حال طلبہ قلمی فرمودہ اند۔  
۳۴۔ بہ مناسب حال طلبہ۔ چنداں کہ می خواہم کہ خود را در خلوت خانہ فقر و نیستی انگندہ با بود  
تا بود خود بسازم و شکایت گرفتاری و خرابی خود در میان نیارم مینمائی شود۔



ع۔ دل ہی گوئی کہ من تنگ آدم فریاد کن

شیریں تو آنکہ مطلبے کہ گریباں گیر طلب و قلق گشتہ از جائے در آرد بدست نمی آید۔ پیر جام  
علیہ الرحمۃ می گوید کہ آسودہ تریں خلق در ہر دوسرا غافل چندند کہ در نفس آخر تائب و موفق میزند  
خوش گفته است۔ اگر طلب حقیقی در اں وقت و انگیر شاں نشو و من کان فی ہذہ اعلمی

فہو فی الخیرۃ اعلمی۔ بارے پیر حال الحمد للہ علی ما انعم

ع۔ بلا و محنت شیریں کہ جز با او نیا سائی

حضرت حق سبحانہ باور و خود بداد و بہماں در و بر و بہماں در و محشور کند ہر چند کہ در نظر  
باریک بیناں و عالی ہمتاں حقیقت شناس بود و نابود امور یکسان است حقیقت سر با فقر آرمی  
است۔ ہر چند کہ نفس و دل را بکلم بعد و غفلت گاہ گاہ حرکت بہت مقاصد خود می شود و آن  
حرکت بسطوت تجلی ذاتی و ظہور غیب ہویت فرورفتہ ناچیز می شوند۔

ع۔ صفت مغلوب را ہوتے بسند است

غائۃ الامر بہت امتثال بعضی از عبادات مامورہ و اخلاص در آن بلکہ بہت تحصیل فقر و  
حقیقت بندگی آدمی محتاج است بانکہ یک دفعہ او دبا بالیست او در سطوت تجلی ذاتی تمام بسوزند  
چوں اثرے از آثار شعور مانند و فنا و غیبت بکمال خود برسند و اں مقام ایستادن نقص و تعطیل است  
کار بندگی و عجز و مظهر شیون لا متناہی شدن دار و البتہ ہر حلیہ خود را در مقام شعور می باید داشت بشرط  
آنکہ شعور و آگاہی محفوظ باشند سیر فی الدربے تہایت است بہ بیچ و جب نقصان را حنی نباید شد کہ  
خلاف مرضی حق است۔ حق تعالیٰ عالی ہمتاں را دوست می دارد۔ والقصد عید الوہاب می باید شد  
عبادت بے غرض و بے عوض می باید کرد۔ قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی  
یحیبکم اللہ۔

امر واجب الامتنال است ہر جائے و کما ایکہ ہست و البتہ بتابعیت سید الاولین و آخرین  
است صلی اللہ علیہ وسلم۔ سید الطائفہ جنید بغدادی علیہ الرحمۃ می گفت کہ پیش من شراب خوردن  
بہ از حالے کہ مانع رکعت اند ارکان شریعت باشد رضوان اللہ تعالیٰ علیہ این است حق صریح و  
علم صحیح زیادہ چہ گستاخی کند۔ والسلام والاکرام۔



در اجتناب از آنچه نباید و ترجم بر خلق بر وجهی که مرضی شرع است بیکے از سپاهیاں کہ  
انظار اخلاص می نمود صادر شده بود۔

۳۵۔ بیکے از سپاهیاں۔ حق جل جلالہ و عم نوالہ متبعنی فضل و کرم معاملہ نماید و محتاجاں را در پرتو  
چراغ افروخته خود راه مقصود کشاید اِذْ حَمْدُ شَرَحَمَ کلمہ محقق است فمن یحسب مثقال  
ذرة خیراً یرک۔ ہر چہ بکاری بدروی شدہ مشہور است ۔

آسائش و دگیتی تفسیر این دو حرف است

باد و ستان تطف با دشمنان مدارا

سیاستے کہ حکم شریعت غرا و ملت بہینائے محمدیہ علی مصدر با الصلوٰۃ والتحیہ مقرر شدہ  
خارج این حرف است امریست باد و ست و دشمن و نفس و غیر کردنی آن سیاست بحقیقت  
مروت است۔ بیکے از حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا پرسید کہ خلق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم  
کہ حق سبحانہ در قرآن مجید ستائش آن نمودہ کہ اِنَّكَ لَعَلٰی خَلَقْتَ عَظِيْمٌ مِّمَّنْ يُّوَدُّ اَنْ يَّوَدَّ اَنْ  
عازد فرمود کہ کان خلقه القرآن یعنی ہر کجا کہ بحسب قرآن لطف بائیستے نمود لطف می نمود و  
ہر کجا قہر قہر، او بتام اخلاق الہیہ بود ۔

بود آئینہ کہ عکس نور شید وجود

جاوید در و بصورت اصل نمود

بالجملہ مسلمان می باید شد و تمام منقاد فرمان الہی

ع۔ این مشوآن مشو مسلمان شو

والدعای الاخلاص

طالب علمے مسافر التماس نصیحت نمودہ بود از برائے او این چند کلمہ را نوشتند و این طالب علم  
متوجہ زیارت حرمین شریفین زادہما اللہ شرفاً و کرامتہ بود۔ در ہماں سفر در راہ حضرت مدینہ  
رحلت نمود۔ وقت مصحوب بر قفائے خود نیاز مندی کہ نسبت بخادمان این در گاہ نمودہ بود ازاں  
عبادات چنان مفہوم بود کہ برکت نورانیت این سفر مبارک و تذکار محمد علیا حضرت ارشاد پناہی



طالب علم مذکور را رابطہ عظیم بایں درگاہ حاصل شدہ یو د اللہم متبعہ  
 ۱۴۱۲ یہ طالب علم۔ نعوذ باللہ من علم لا ینفع عاقل عاقبت شناس را لازم است کہ تحصیل علوم  
 را کہ عمل بمقتضائے آن ہا فرض است اختیار کردہ عمر صرف تصفیہ دل و تزکیہ نفس کند کہ حجاب میان  
 بندہ و آفریدگار عز شامہ جزو ساوس و خطرات و توجہات بصورت اکوان و گرفتاری بہ ہوائے نفس و  
 آرزوئے لاطائل بیچ نیست۔ حضرت حق عز و اعلیٰ از ہمہ چیز بہ ہمہ چیز نزدیک تر است۔  
 او بہا از ما بے نزدیک تر

واند آئکس کو ز خود دارد خبر

باز ماندگی و دوری از اندیشہائے گونا گوں است و سرمایہ اندیشہ صفات بشریہ  
 و قوی ترین سببہ در تخلص و تفریح باطن ازیں ظلمات التفات خاطر برگزیدہ از خود رستہ مظهر  
 رد و قبول گشتہ۔ قبول او قبول وردہ باید کہ درویدہ دلہائے کنی و بعد بحر و نیاز و رد و لی  
 پیش آری۔ گردہ و رویش می گردانہ گزاف

چوں نشان یابی بحسب ممکن طواف

چوں ترا آں چشم باطن بین نبود

گنج مے پسندار اندر ہر وجود

وصیت دیگر آنکہ باہر کہ در باطن او طلب معرفت الہی نیست صحبت نداری از علما دنیا  
 کہ علم را وسیلہ جاہ و تفاخر و زباں آوری ساختہ اند چنان اجتناب نمائی کہ آدمی از شیر ہمارہ  
 توسل بقربات و عبادات نمودہ و صلوات بر سید کائنات فرستادہ از خدا بخواہی کہ آرزوئے غیر  
 خود را از دل تو بر آوردہ صورت لمن الملائک الیوم للہ الواحد القہار بطہور رساند۔

۴ کاریکہ در و منفعت نیست مکن

یار سے کہ در و معرفت نیست بگیر

والسلام والاکرام



## رُبَاعِی

افضل دیدی که هر چه دیدی بیج است

۳۷-۵

و آل مجله که گفتی و شنیدی بیج است

سر تا سر آفاق و دیدی بیج است

داں نیز که در کنج خریدی بیج است

این رُبَاعِی از فطرتِ عالیہ و استعدادِ لطیفِ بظہور رسیده - نشأ تفریدی از باطنش  
 مشعلی زند شاعر و دین معنی اعیل بوده یا مرتبط با صید چون ظهور کلام الهی در باطن کاتب  
 وحی بر حال طوبی له - تفریدی دید جمال اقدس از نعمت جمال است و الا از نسبت دید  
 جبرئیلیت - برهنه گویم بے تجلی کند : ات صورت نمی بندد - ہاں تا ہر زہ بر خود نہ بندی علامت  
 این سعادت تبرید دل است از مجموع نعم دنیوی و اخروی و گزشتگی و بے نیازی از مجموع احوال و  
 مشاہدات و انجذاب و قلق دائمی بجناب احدیت - آری وجود تعطش بمشاہدات باوجود نسبت  
 تفرید از سادہ لوحی بجهت ظلم و جمل انسانیت بظہور می رسد کہ مورت بک و مکر است یعنی شائد  
 مراد من ازین در بر آید و در بستہ من ازال جانب کشاید یا از نظر تطف محبوب و اصطفاہ اویا از  
 عام اطلاع بحقائق رسد - بالجملہ مفرد را از آنچه در اں است ازال تنزیہ و القطار شرط است  
 اکنون آیدیم بطریق تحصیل این سعادت عظمی اقرب طرق نیازمندی و دوام ملازمت و رعایت انب  
 باقصی الغایت نسبت کسی کہ باطنش توجہ راست بجناب الهی پیدا کرده باشد و خود را در اں  
 توجہ بر باد داده و از توجہ نیز مفلس گشته باشد و بعد ازال تعلم ذکر یا مراقبہ ازال متمکن عزیز الوجود  
 والسلام والا کرام

این رقعہ بیکے از مریدان مخلص کہ در کسوت تائبان خود را می گرفت از دوائے لطف  
 نوشته بودند -

۳۸- بیکے از مریدان مخلص - از کار رفته محمد الباقی عرض داشت می کند کہ خاطر پریشان را ہموار  
 نگراں آنجناب دانستہ از حق سبحانہ و تعالی عافیت حقیقی آن حضرت مسألت می نماید باجابت



مقدس گردد و امید که فضل و کرم از ان طرف نیز این معنی به ظهور رسد و تا هنگام شرف دریافت آگاہان گوشه خاطر در رخ نباشد مخلص پناہ نفعی وجود و بدل روندگان را و وبال است کہ با مداد آن در فضائے نیستی طیران کرده بسواد اعظم فقری رسند خوش وقت آنکہ توفیق قبول این دو مسافر غیبی پیدا کند والسلام علی من اتبع الهدی

ایں رقعہ در مصیبت پرسی یکے از آشنایان قدیم نوشتہ بودند۔

۳۹۔ حق سبحانہ و تعالیٰ با خود دارد و از اندیشہ غیر خود رہائی کرامت فرماید الا کل شیء ما خلا الله باطل ۛ خداست آنکہ نہ مرد است و جاوداں جامی و ما سوا و خیال مر حرف باطل حقیقت ایمان کردن و پیوستن است ۛ

یعنی از غیر کنی دل بحد اپو بندی

در ویشی ہمانا این معنی را از پیہ خود سوال کرده و جواب بقطع ماسوی شنیدہ سکر حال سائل را بر آں آوردہ کہ در برابر گفتہ کہ پیش ازین اگر این حقیقت را می شنیدم بتو نیز نہی پیوستم العرض ۛ تعلق حجاب است و بے حاصلی چو پیوند با بگسی واصلی

زیادہ چہ گستاخی کردہ شود عند تقصیر ہر چند کہ در چیز قبول نیفتد ناچار اشارتے بآن میاید کرد خدمت طغائی کہ از بے قوتے و صنعت ما با خبر اند و از شیوہ تکلیف مبرا اند بیان عذر ما خواهند کرد حق علیم است کہ کبر و ہستی و کاہلی و خویششن داری و عدم اخلاص و حقیقت نا اندیشی مانع نیست۔ والدعا

یکے از علماء مخلص کہ بنا بر ضرورت معیشت بلشکریان ہماہمی اختیار نمودہ بودند و بر عصرویں ملک ہند تحصیل معیشت بے این چنین صورتے مشکل بود و ترک این علاقہ در نظر عقول زمانیاں مستبعد بل محال می نمود و عالم مذکور خواست کہ ترک اسباب معیشت نماید و باین



آستان راستاں رجوع کند و آن سپاہی کہ ہمراہ بودند نزد ایشان سبق می خواندند۔ بیکے از مخلصان  
در گاہ کہ در آن مشر بود رجوع نمود کہ سعی باید نمود کہ حضرت ارشاد پناہی منع مشائرا الیہ ازین خیال  
کنند و تجویز فرمائند کہ ماہم باشیم و درس ہم برپا باشد آن مخلص عرض داشتے نوشت متضمن آنکہ این  
دولہ ترک این عالم مسطور خوب معلوم نیست کہ مستحکم باشد یا نہ مبادا تفرقہ بار عیال سبب عدم حصول  
جمعیت مطلوبہ گردد بلکہ این مخلص گمان غالب داشت کہ این عالم طاقت محنت منے آرد و در سے  
کہ منعقد است بر ہم می خورد۔ اگر این عزیز مدرس را از ترک معیشت و آمدن منع فرمائید صورتے  
دارد۔ در جواب آن مخلص این رقمہ نوشته شد۔

۴۰۔ بیکے از علماء مخلص۔ ان بعض الظن اشهر حسن ظن بداتایان آخرت ہیں آنست کہ مطالعہ  
فنائے دنیا و بے حاصلی اہل آل و جمال توجہ بطلب علیا ارباب ہمت از خود و مراد خود و گذشتن و از  
نگ مطلب قاصر و بے حاصل بودن و از دائرہ وجود رستن خبر کردہ باشند اکنون صاحب این دید  
اگر در ہمراہی لشکر کہ بے نیت صحیحہ شرعیہ مجوزہ نیست فتورے در اسباب تحصیل مقصد مذکورہ بیند  
چوں تواند خود را بودن لشکر قرار داد و غم رزق فرزندان لائق بحال توکل نیست اگر در خود این حال  
را بیاند فہو المراد و الا بضرورت بامور مجوزہ شریعت چنگ می باید زد و بالجملہ ہر کجا کہ عبادت حق  
سبحانہ بر وجہ اتم بظہور می رسد و بیم تفرقہ نیست آنجا را از دست نمی باید داد و شک نیست کہ  
تعلیم علوم دین از عبادت است خصوصاً وقتے کہ متعلم منقاد احکام دین شود و بصواب دید عالم  
در امور شرعیہ عمل نماید باقی علم خدمت مولوی نسبت بفقر اتم است

در جواب مخدومی ملاذی استاد میاں شیخ احمد سلمہ اللہ کہ متضمن احوال میاں محمد صادق و  
میاں مسعود ہم بود صادر شدہ و چنان بخاطر است کہ اول کتابتے کہ حضرت ارشاد پناہی باستادی  
مشائرا الیہ نوشته اند این است و محمد صادق مذکور کہ ولد استاد میاں مشائرا الیہ است از طفولیت  
بعض آثار و احوال عظیم او ظاہر است و در زمان نوشتن این عنایت نامہ بنجایت خود سال بود  
بنابر حکمتے و مصلحتے ابتداء و کتابت بنام این ولد شریف ایشان نوشتہ شد۔

۴۱۔ بہ محمد صادق و شیخ احمد سرنندی۔ قرۃ العین محمد صادق بر خود و از ظاہر و باطن کرد و احوال



چنانچہ ظاہر است مستوجب حمد است برہماں حضور خود باشد از غیبت واستغراق اندیشہ نیست  
 انشاء اللہ العزیز از سکر بصر آید وفنا در شعور اندراج یابد مولینا محمد مسعود از کشف قبور اعتبارے  
 نگیر و کشف صور محفل خطا و لغزش است سعی کند کہ حضور مع اللہ ظہور یابد و دوام پذیر و۔  
 ہر چند کہ عالم صاف شدہ باشد ومعنی نورانیت نیز از نظر بصیرت استقاط یافتہ و رکاوٹ سعی باشد  
 کہ جذبہ خواہاں حضور ایشان دیگر است۔ وراں موطن از ماسوی نام و نشانی نیست و گاہے بالکلیہ  
 و اکثر بالاصالہ توجہی است۔ از شش بہت معرا گاہے بہت فوق بہت خصوصیت کہ عرش مجید است  
 و در ہم می آید و گاہے ہمہ بہات را فرو می گیر و معنی واللہ من در انہم محیط بظہور می رسد۔  
 اگر صور معنویہ و اشکال صوریہ محو شدہ اند و بچوں خیال و سراب بے اعتبار افتادہ و در ہمیں وقت  
 نزد دریافت خیالیہ صور ہوا الاول والاخر نیز در میان می آید و اگر در وقت فرو گرفتن آن توجہ  
 ہمہ بہات را یا اکثر اصور و اشکال بالکلیہ محو شود و صفائے اتم بظہور رسد و معنی لیس فی الدیار  
 غیہ دیار و جلوہ آید بہوش باید بود کہ کسوت معنویہ در میان است لا اقل صفت حیوۃ  
 و ہستی اکنون یک واقعہ دیگر بشناسند کہ در وقت ظہور واللہ من در انہم محیط نیز می تواند بود  
 کہ ہمہ چین کسوتے در میان باشد بارے حقیقت مقصود در دریافت و ادراک نمی آید آنجا عشق و  
 محبت است و تصفیہ سراز ماسوی و آن تحقیقات کہ در رسالہ سلسلہ الاحرار نوشتہ شد۔ بغایت  
 غامض است و درین محبت آن را بگزاردند و مدار برادر اک متعارف بہ ہند حضرت خواجہ نقشبندؒ  
 خواجہ پاک نقش و پاک نفس

قدس اللہ سرہ الاقدس

می فرمودہ اند کہ ہر چہ دیدہ شد و دانستہ شد آن ہمہ غیر است بکلمہ لا آثر انقی باید کرد میان  
 شیخ احمد نیز حال خود را درین صحیفہ مطالعہ نمایند و بدانند کہ تا استغراق و استہلاک در حضور ذاتی و  
 وحدت صرف بظہور نمی رسد۔ اصل این سلسلہ اسم فنا براں نمی نهند و آنکہ ما بودیم کہ یک درجہ  
 دیگر در میان است این است حقیقت این سخنان مشافہہ معلوم می شود با وجود برائے  
 خاطر شما نوشتم والسلام والاکرام



این رقعہ یکے از مخلصان در ابتدا ہا نوشتہ بودند۔

۴۲۔ یہ یکے از مخلصان در ابتدا ہا عبارتیکہ ترجمان حال این بے حاصل تواند بود۔ مہم تکلف است بنار علیہ اذان مقولہ اغماض عین نمودہ بدعاے سلامت قلب و استقامت عمل می کوشد حق سبحانہ و تعالیٰ ظاہر را بمقتضائے شریعت و باطن را در استیلاے حقیقت وارو۔ فوق ہمہ سعادت این است قبول دعا و ظہور تصرف لازم کمال نیست۔ ع

تو میباش اصل کمال این است و بس

چون در عمل تمام انقیاد و متابعت شدی و در علم بے تعین و بے نہایت وجود تو از میاں برفت  
بعد ازاں اگر تعین نمودیم تواند ع

رو در و گم شو وصال این است و بس

بعد از ظہور حقیقت وصال صحبت و اصل کبریت احمر است و مفید کامل گو مظهر تصرف نباش۔ بارے آنچه از سخنان اکابر دین ہمیدہ ایم و مطلب باطن با آن است حصول این چنین سعادتے است رزقنا اللہ تعالیٰ و ایا کہ چون از عنایت نامہ اشرف بوائے آن می آید کہ قبول دعا و افادہ تصرفی را داخل مطالب داشتہ باشند دفع آں قلم جریان یافت۔ امید گاہ ہمت بران گمارید کہ خاطر اہل حقوق خصوصاً والدہ از شمار بار تبار شد و اللہ العظیم کہ بشرط اعظم در و زو و موہبت الہی این خلق است باقی حاکم اند و دانا۔ جذبہ الہی و قوت حال کہ کیفیتے کہ اختیار از دست رو و دیگر است ما بران اطلاع نداریم اگر پیدا شدہ عذر را می خواہد القصہ مدار این راہ بر تیز ہوشی و نیز گوشی است اقلق و اضطراب و دید بعد و نقصان و مضطر بودن در احکام الہی توسط خاطر جوئی و سلیم دلی مقصود آفرینش است مشاہدہ خود در عالم ارواح ہم بود و خواہ ابوالمظفر کہ معاصر شیخ ابوسعید ابوالخیر بود می گفت کہ مثل ما با شیخ ابوسعید چون کاسہ اذنان است کہ یک دانہ شیخ است و باقی من و چون شیخ شنیدند تواضع نمودند و فرمودند کہ آں یک دانہ نیز ایشانند ما ہیچ نہ ایم می گفتہ اند کہ آنچه مردم در قطع بودای و مفاد زیافتہ اند ما در چار بالش صدقات یافتہ ایم۔ فی الواقع این معنی را ہیچ چیز حالی نیست۔ نیاز مندی و شکستہ دلی می باید آں نیز در اغلب بارے از برائے خدا خاطر ضعیفان را بے ضرورت شرعی شکستہ نسازند۔ در جمع سخنان مولانا زین الدین



عمود کی نگہ نوشتہ اند کہ مولانا علاؤ الدین مکتب دار می فرمودند کہ یک بار خاطر پدر فقیر از فقیر دربار  
 بود بحسب شریعت حق در جانب من بود و مع ذلک فوطہ در گردن انداختہ ہر بر زمین نہاد و  
 عذر خواستم با وجود سی سال است کہ زیان آنرا و خود ہمیں در نفحات در ذکر بعضی اذاکا بر مذکور است  
 کہ در نصیحت بعضی اذطالباں کہ خدمت والدہ را گزاشتہ بچ می رفتند۔ فرمودہ اند کہ من سی حج  
 پیادہ بے زاد و راحلہ کردہ ام بتومی دہم تو اصلے خاطر والدہ من دہ۔ زیادہ چہ گویم۔ والسلام۔

ایں رقعہ بیکے از مریداں شرف صدور یافتہ

۴۳۔ بیکے از مریداں۔ عرضداشتت و در ترین مخلصاں محمد الباقی منی و اند کہ چہ نویسندہ و لے کہ  
 مرآت شیون و احوال خود شدہ محصلے بدست آرد و نہ بالی کہ بقوت فصاحت تمثالی از شکست و  
 ریخت باطن بر عرصہ ظہور بنگار و۔ القصہ ہماں طفلم کہ نہ از مرض آگاہم و نہ از بیان این کہ بر سر آئم  
 و با ظہار و جو و سید طریق ترقی می کنم نیز از قوی ترین مرصہا است۔

ہر چہ گیر و علتی علت شود

ایں ہمہ یک طرف خود را بر شاہراہ فضل و کرم انداختہ ام۔

تو بسلام ازل مرا دیدی

دیدی آنکہ بعیب بخزیدی

تو بعلم آن و من بعیب ہماں

رو کن آنچه خود پسندیدی

عروہ و ثقی ہمیں قبول است حق سبحانہ و تعالی آثار و برماست آن بظہور رساند۔

مخلصی بعنایت الہی و برکت صحبت عالی حضرت الیشاں از کسب و معیشتگی کہ داشت

قطع نظر نمودہ بود و دریں وقت بحسب ضرورت و حکم سلطان وقت از شرف صحبت و در افتادہ

بود۔ ایں رقعہ برائے او نوشتہ بودند۔

۴۴۔ بر مخلص۔ الحدیث۔ انہا الاعمال بالنیات و لعل امری مانوی من کانت



ہجرت الی اللہ والی رسولہ فہجرتہ الی اللہ والی رسولہ (الحديث) مبارک باشد  
 ہر کہ تہی کیسہ تر آسودہ تر خصوصاً دین وقت کہ دنیا طلبی و عزت جوئی عین بے دینی و چشم از آخرت  
 پوشیدن است آنچه سابقاً مرقوم بود نہ باختیار ما بود و شکستہ دلی ہائے خلق بیک بار خاطر ما را  
 در بود و در تحت سلطان شفقت علم العظیم لا مر اللہ جمال خود را از ما پوشیدہ قلب المؤمن  
 بین الاصبغین من اصابع الرحمن یقلبہا کیف یشاء با این ہمہ پیمیاں بر سر آنیم کہ  
 تعظیم امر والدہ در اموریکہ علماء دین پرور قرار دادہ اند اہم امور است تحقیق و تفتیش بلیغ نمودہ  
 ساختہ و مہیا خدمت باشند مرضی ولی نعمت آنست کہ خود را بجانب کابل بکشند و بہت شہادہ  
 معاشی باند و آشنایان در اں جانب بگیرند چنانچہ بمرزا کوکہ و والدہ ایشان و بعضے از عورات  
 دیگر این معنی را ظاہر ساختہ اند انشاء اللہ العزیز آنچه مرضی حق باشد بر آں قرار یابد سخن خواجہ عبداللہ  
 انصاری است کہ اگر خواستی دادہ و لاومی خواست غایتش دین میاں ناز ہا و محبوبی ہا می رود۔  
 ایں نیز یاستنی است۔ مثنوی ے

چہ خوش نازی است ناز تو برویاں

ز دیدہ راندہ و ز دیدہ جویاں

بچشمے ناز بے اندازہ کردن

بدگر چشم عذرے نازہ کردن

اگر نیک در نگری از تو ہمیں طلب و نیاز مندی و بے آدابی مقصود است نہایت محبت

آن است کہ مجوز محبت طلبی نماند مثنوی ے

عشق عاشق چو سرکش بکمال

باشد از غیر عشق تار غبال

عشق را تہد گاہ خود سازد

دل ز معشوق ہم بہ پردادد

ازیں جا است کہ در عین مراد از مراد نامراد شوی ے

دین مشہد کہ انوار حق است سخن دادم و لے ناگفتن او لے



دریں روز ہوا اعلیٰ سیر ولایت قوی گشتہ امید است کہ بعد از چند روز دیگر متوجہ شویم  
خدمت میاں شیخ الہداد خویشی داری کردہ خود را بپودن و ماندن قرار داده از طوبی ملی  
یکون معہ فیغونہ فیذا عظیم۔

بیت ۷

داغ بے یاری و درد بے دلی

ایں ہمہ بخود پسندیدیم و رفت

بالے ہر کرامت ایشاں میسر شود غنیمت است حقاً و بعزت اللہ کہ نہ بتکلف میگویم  
و ادیم نشان دگر گنج مقصود تو

گرمانرسیدیم تو شاید برسی

۴۵۔ حق سبحانہ و تعالیٰ لطیفہ انسانیت را بر صراط مستقیم دارد۔ توجہ راست کہ گرفتار غیب  
ذات بودن و از حقائق توحید یہ و فروغ آن پرہیز نمودن است بالاترین ہمہ سعادتہا است  
انشاء اللہ العزیز صفائے آن و استقامت و راں روزے گردد۔

ایں رقعہ بجانب یکے از امراء کہ اظہار اخلاص می نمود بالتماس و مبالغہ مخلصے کہ خود را در  
لباس صلاحی گرفت قلمے فرمودہ بودند و آن مخلص را دریں التماس میآخرت بود۔  
۴۶۔ بیکے از امراء۔ حق سبحانہ بمنہائے مقاصد کہ ہمگی امر و فرمان شدن است رسانند اعتماد  
جز براں نیست کہ ما و بایست ما بر خیزد و شرع و بایست آن بجائے ما بہ نشینند۔ حقیقت آدمی  
کہ بہ نزد اہل تحقیق روح مجرد است مجال مخالفت بموجود خود ندارد۔ چہ از عالم امر است۔ و  
عالم امر علے را گویند کہ بہت عدم قدرت بر نافرمانی تنہی از فعل نامرضی در آن عالم واقع  
نشده۔ اما چون تعلق جستی باین سپیکر ہولانی پیدا کرد خود را در و گم ساخت و با حکام او متعلق شد۔  
تا بعدیکہ بسیاریے منکر وجود خود شدند و ہمکل محسوس را بخودی برداشتند۔ فانی از خود و باقی بھوانی  
زیستند و بعضے پیشتر فرود رفتند و ظلمت و افر کسب کردند۔ ہوائے نفس را خدائے خود و المستند



بتمام منقاد فرماں او شدند القصہ مقصود آدم شدن است کہ از لوازم آن است انقیاد و تسلیم تام  
و این جزبہ فنائے نفس و روح بدست نیاید و این فنا اگرچہ موہبت محض است شرائط دارد و آن  
سبق کہ در خانوادہ عالیہ یعنی از بزرگان است مجملًا شامل شرائط است و بے آنها حصول مقصود  
بطریق سلوک متعذر و محال است و آنچه گفتیم کہ ہمگی مقصود آدمی شدن است بہت آن است کہ  
و گنہ ہرچہ از احوال و مقامات است از نتائج است۔ اگر ویریں نشاء بظہور نرسد در نشاء آخر کہ محل  
ظہور نتائج است بوجہ اتم و اکمل بظہور نخواہد رسید۔ سبحان اللہ چہ جائے احوال و مقامات است  
و صاحب و ولتے کہ بغنائے نفس و روح مشرف شدہ لابد استیلائے شہود و وجہ مطلق و صفت  
لازم باطنش گشتہ حقیقت آن۔ رباعی بزرگوار این است ہ رباعی

امروز ویریں خانہ یکے رقصاں است

کہ کل دو کول پیش او کیسان است

گرد تو ذانصاف رگے جنباں است

آں ماہ درال کار تو ہم تابان است

غزلے رُوحش شدہ من حیث الباطن نہ خبر از خود دارد و نہ از ماسوی۔ اگرچہ من حیث الظاہ  
حاضر است بر آنچه می رود کما تقرع عند الذاہبین الی اللہ والسلام علی من اتبع الہدی  
از جملہ فنائے روح آنست کہ دنیا و آخرت در نظر بہت حقیر و آید و در کشف عظمت و کبریائی  
حق کرامات و مقامات از خاطر محو گردد۔ طالبان و سالکان راہ حق را قدم اول در طریق توبہ بوضوح  
است چہ جو ہر اول را کہ آئینہ جمال نمائی مقصود است بقدر معصیت و نافرمانی و غفلت و پریشانی  
ظلمت و زنگار فرومی گیرد و بقدر ظلمت نابینائی و تہ و دظہور می کند۔ ہمہ خرابی با ازیں جا است۔  
مقاصد را بچراغ دُ و دناک آلودہ بمعاصی می جوئند۔ لاجرم بد لالت مظاہر اسم المصل در باد یہ  
حیرت و ہادیہ بطالت می افتند سخن آن عارف ربانی ابوالحسن خرقانی است کہ راہ دوست یکے از  
بندہ بحق و دیگرے از حق یہ بندہ۔ اول ہمہ ضلالت بر ضلالت است۔ دوم ہمہ ہدایت بر ہدایت است  
آدمی چوں آئینہ دل بکمال صفاء رسید و نور ظہور ہستی حق تاباں شد معنی یکدی اللہ لنورہ من یشاء  
روشن می شود و حقیقت ایمان روئے می نماید۔ اکنون در ہرچہ رجوع بدل می کند بحق می کند



قلب المؤمن عرش الرحمن ازیں جاست۔ ایں دل نختینہ اسرار و صدف چندیں ہزار و در  
شاہوار است۔ خطاب حضرت نبوی علی صاحبہا الصلوٰۃ والتحیۃ کہ استعذت قلبک بایں  
چنین صاحب دولت است الغرض چوں بتاثر اسم الہادی ارادۃ وصول بمقصود حقیقی و  
مشرف شدن بایمان تحقیقی در صاحب دولت پیداشد۔ قدم اول آن است کہ در پرتو نور  
معرفت و ایمان بہ بنید کہ گناہ زہر قاتل است و دے ایں زہر بسیار خوردہ و بہلاک نزدیک  
رسیدہ بضرورت پشیمان شود و ہر اسے در دلش پدید آید و در مقام تدارک آید۔ چوں کہ  
زہر قاتل خوردہ و پشیمان شدہ و ازاں ہر اس انگشت بگوفرومی برد و تدبیر و اروی کند تا آن  
اثرے کہ از زہر حاصل آمدہ از خویش بیرون کند ہم چنین چوں بہ بنید تا تب کہ ہر شہوت کہ راندہ  
است چوں انگبیں بودہ کہ در زہر تعبیه بودہ است در حالے اگرچہ شیریں بودہ باخراثر پیداکند  
و دے پشیمانی پدید آید برگزشتہ و آتش خوف و پشیمانی شرہ شہوت گناہ را بسوزد و آن شرہ بخت  
بدل شود و عزم کند کہ گزشتہ را تدارک کند و در مستقبل بر سر آن نشود۔ ہمہ حرکات و سکنات بدل کند  
پیش ازیں اگر باہل شادی و رنج بود اکنوں باہل معرفت باشد پس نفس تو بہ پشیمانی آمد و اصل  
آن نور معرفت و ایمان و فروغ آن بدل کردن احوال و نقل کردن مجملہ اندام ہا از معصیت و  
مخالفت و دے آوردن بطاعت و موافقت۔ پس صاحب ہر نفسے را کہ ایں معنی بظہور نرسد  
ہر بخیکہ کشد ضائع است و یہودہ باید کہ آگاہ باشد کہ ہنوز از ظالمباں نشدہ طلب حق حقیقی منبعث  
از معرفت و ایمان است و نور ایں ناچار آن معنی را ظاہری سازد و اگر صورت طلبی در نظرش  
می آید منشائے آن طبعی است کہ بخلو ط نفسانی خو گرفتہ چہ در شنیدن مقامات و احوال ایں طائفہ  
و بزرگی شاں ایشان خود را و احوال خود را ناقص و ناچیزی یا بدحیث جاہ عند الناس و یا عند الحق  
و حرکت می آید و خلقے در و پیدامی شود اما اثر ندارد آرسے ثمرہ آن دم و بد کہ یقین بدانند کہ ایں احوال  
مقامات بوزرش شریعت حقہ ہم رسیدہ باشند و در مقام و رزش افتد ناچار از مخالفت روگرداند  
و موافقات بیاراد صورت توبہ بدست آرد و بے صورت طلب جو صورت توبہ بر نہد تا آنکہ ایں  
نیز جز بنور ایمان بشریعت بدست نیاید ازیں مقدمات روشن شدہ کہ توبہ نیز ازاں جانب  
است چہ ظہور نور معرفت و ایمان ازاں جانب است ایں جاسخن قطب وقت خودی شیخ ابوالحسن



خرقانی رحمة اللہ علیہ را معنی دیگر بدست آمد مخفی ماند کہ توبہ را درجات است۔ درجہ اول توبہ آنکہ  
 کفر است بعد از آن از ایمان تقلیدی بعد از آن از صفاتی کہ تخم این معاصی است چون شرہ  
 طعام و شرہ سخن و دوستی مال و جاہ و خذر کرداریا و امثال این مہلکات بعد از آن از وسواس و  
 حدیث نفس و اندیشہائے ناکردنی بعد از آن از غفلت از ذکر حق و اگرچہ ساعتی باشد چون  
 درجات ذکر را کہ عبارت از حضور و آگاہی است نہایت نیست توبہ را نیز نہایتی نخواہد بود  
 چہ توبہ از ہر چہ ناقص است واجب و لازم است پس در قدم اول پشیمان شدن از ہر چہ  
 گذشت و عزم بر آنکہ در آئندہ آنچه قدرت داشتہ باشد بر سر آن نیاید از لوازم طلب است  
 این چنین توبہ اگرچہ در قدم اول ظاہری شود بیچ وقت از سالک منکاف نیست سخن بہل تہتری  
 رضی اللہ عنہ کہ توبہ آن است کہ گناہ فراموش کنی۔ نظرے بر این معنی ہم دارد چہ توبہ ہر گاہ پشیمانی  
 از جمیع حجابات و منازل باشد ہر گز باختر نمی رسد المرید هو المرادی بادل قصد الی اللہ  
 چون انجذاب از مبد و حقیقی شدہ نظر باطنش بر انجا افتادہ ہر چہ در میان است گناہ دانستہ بہیں  
 نظر جمعی مشاہدہ را بر مجاہدہ مقدم داشتہ اند و آن نصوص کہ صفت توبہ افتادہ فعلی است بمعنی  
 فاعل یعنی کثیر النصح و کثرۃ النصح بہیں اعتبار می تواند بود اگرچہ معانی دیگر نیز وارد و بعضی از انہا  
 این است کہ حسرت و پشیمانی توبہ چنان لازم تائب گردد کہ قدرت بر ارادہ اقدام بر گناہ نماید  
 و آنچه آن بزرگ گفتہ کہ توبہ آن است کہ گناہ فراموش نکند مطابق این است و آنچه از سید الطائفہ  
 جنید مروی است کہ توبہ آن است کہ گناہ را فراموش کنی ہم از رویے این است انجا یادداشت  
 حسرت و این جا فراموشی حلاوت فالنصوص مبالغۃ الناصح بمعنی قوی النصح غایۃ  
 قوۃ او کثرۃ النصح بمعنی انہا ینصح التائب لمحضۃ بعد لمحضۃ ینحفظ عن  
 استماع حدیث النفس و تلبیس الخناس فی اظہار المعاصی المہلکۃ فی صورتہ  
 المحسنۃ۔

این رقعہ بیکے از خلفاء و رجواب عرفیہ کہ رسیدہ بود نقلی فرمودہ اند۔

۴۷۔ بیکے از خلفاء حق سبحانہ و تعالیٰ یوماً فیوماً آثار عنایت انوار ہدایت را در ترازند



دارد و سخنی در باب درویشی که بطریق رابطہ مشغول بود و در سطوت آن مغلوب و غائب گشتہ نوشتہ بودند۔ ایں نوع چیز مایہ لازم است کہ از ما پُرسند۔ در اوقات صاف از اکابر با ہم از دوحانیت فقیر تحقیق نمایند و اگر بنا گاہ تحقیق نشود پس بطریق خفیہ بے وقوف طالبان بنویسند بارے مصنی یا مصنی اکنون علاج آن نوع مشغول آن است کہ روزے چند کار ہائے دنیوی را بگوشہ بگذارد و بجد و اہتمام تمام اوقات خود را مصروف آن شغل سازد تا از مراتب صبور و اشکال عبور نمودہ بشرف حضور برسد و در آن ممکن یابد و در اوقات شخصی را متعین کند تا او را حاضر سازد و اگر در اثنائے شغل او توجہات متعدد و بربود امید است کہ زود تر عبور نماید اما بشرطیکہ حقوق عیال و امن گیر او نباشد و الا ہماں توجہ اول کافی است لیکن در اثنائے شغل اگر دروازہ کشف را برویش نمایند و سیرش بعالم مثال افتد اصلح و اولی آن است کہ او را بگویند کہ نفی آن وقائع بکند و نظر خود را از دائرہ وجود خود بیرون نیندازد و ہمیشہ سعی در صفا و فنائے خود می کردہ باشد مگر آنکہ غیبیہ دست و ہد۔ آل زمان خود را با آن بے شعورے و ہد و اگر در اثنائے بے شعوری باز صور مثالیہ ظہور کنند ہماں نفی را از دست نہ ہد کلمہ بازگشت را کہ خداوند مقصود من توفی و رضائے تو در نفی وقائع دخل تمام است اگر پیش از فنا ارواح انبیاء و خواص اولیاء ظہور کند محل اعتبار نسازد کہ اکثر لطائف ایشان است نہ ایشان و محقق شدہ کہ در انسان کامل ہفت لطیفہ است لطیفہ قلبی و لطیفہ نفسی و لطیفہ قلبی و لطیفہ دوحی و لطیفہ سرری و لطیفہ خفی و لطیفہ اخفی و محبت روح مظهر انسان است کہ جمع لطائف است و آثار ہر لطیفہ علیحدہ چندان معتبر نیست اگرچہ ظہور ایشان بیشتر سعادت است۔ والدعا

یکے از مخلصان مستعد بود کہ سررشتہ و قائل ارادت و حقوق خدمت رانی دانست و ازیں سبب متضرر می گشت ایں کتابت برائے او نوشتہ بودند ہنوز قاصد نبودہ بود کہ بقری غیب پیش آمد و ایں وعدہ توجہ قریبہ عظیمہ کہ دریں کتابت است بدیگرے از اصحاب کہا کہ حاضر بود و ظہور رسید و ہمیں کتابت را بایں عزیز داند و انواع ابواب ہدایت و ارشاد برو کشادہ شد۔



۴۸۔ بہ یکے از مخلصان مستعد

کاری مکن کہ وحشت اشکم فروں شود  
صیدی چوں من زوام و فائیت بروں شود  
مرغ دست آموز شامزج نازکے دارد واللہ کہ بدست این مسکین نیز نیست کم پڑانی  
است گرم و سرد این بیابان ندیدہ بالجملہ بنارش می باید داشت بدست اللہ تعالیٰ بریں جاری  
است کہ اعزاز واسطہ و تعظیم او مورد فیض لایتنہایی است  
چوں زمای بغیر ماست

الحذر الحذر ز غیرت ما

زیادہ گستاخی است انشاء اللہ تعالیٰ و بریں پنج شمش روز متوجہ شما خواہیم شد پیش  
انہیں بیک روز یک نوع اشارت شد با آنکہ اہمال در توجہ بجانب شما نکنیم و از ہمیں جا غائبانہ  
نیز ہمت بر ترقی شما بر بندیم بتوفیق اللہ تعالیٰ تقصیر خواہیم کرد۔ دیگر ظاہر شد کہ شمارانی الجملہ  
جنگ و نزاع در میان است اینہا و چین و قتر چہ مناسب اہتمامے نمایند کہ از چین ایستہیں  
بحق الیقین رسیدہ و راجع بقاباشند نزول فرمایند تا آثار سیر معشوق در عاشق مشاہدہ افتد معنی  
مارمیت اذ رحمت و لکن اللہ رعی ذوق شود و سہ کل شئی ہالک اکا وجہہ  
بتحقیق رسد خلافت الہیہ جز و بریں موطن صورت نمی بند و سلطان مملکت تحقیق خواہد احرار  
می فرمودہ اند کہ تا پر تو ماریت اذ رحمت و رباطن نیفتد و اصل نمی توان گفت کہے راگماں  
نشود کہ این معنی در ظہور انوار توحید بدست می آید۔ ہمہ را بہ نعت ہمگی دیدن دیگر است و ہمہ را بہ نعت  
یگانگی دیدن فہم من فہم این معنی ظہور کان اللہ و لہ یکن معہ شئی است چنانچہ در ازل  
بود باز سر آں کما کان و دیگر است دقیق است گنجائش تحریر و تقریر ندارد۔  
والسلام والاکرام

این رقعہ یکے از خلفا صادر شدہ

۴۹۔ بہ یکے از خلفا محبت نامہ آل خلاصہ مختصرات مشیر از احوال و آثار رسید حق سبحانہ و تعالیٰ



باعلائے درجات و منتہائے مقاصد برساند کثوف ضمیر فیض پذیر خواهد بود که وقت بغایت نازک است همه مهمات را نسیاً منسیائی باید کرد و تمام قوی و مشاعر آن را بطه مقصود را بقلب صنوبری می باید رسانید تا کمال حق الیقین بظهور رسد و نیز دریں پنج شمش روز متوجه شما خواہیم شد۔  
اشارات خواجہ بزرگ بر این است کہ شمارا دریں وقت تنہا نگذاریم۔ ہر چند کہ ازین جانب غافل نیستیم چہ توان کرد ما را خادم شما ساخته اند یا د اؤ د اؤ اذ ا سراً ایتنی طالباً فکن لہ خادمًا  
الحمد للہ والمنة

۵۰۔ زادکم اللہ تعالیٰ شہود او معرفت صورت واقعہ جمیل است انشاء اللہ تعالیٰ آن را کہ فنا سوخته شدن تعینات و ظهور آتش تجلی است بروجہ اتم ظاہر گردانند می باید کہ متفرس و متجسس باشید کہ توحید وجود نسبت سابق چہ رنگ پیدا کردہ و چہ تفاوت یافته اگر رنگ دیگر است و ترقی در درجات ہست پس صورت معنی جدید است والا صورت حال سابق مطالع افتادہ بارے بعد از ملاقات متحقق خواہد شد ایضاً  
ع او بما از ما بسے نزدیک تر

ایں اشارت بکمال قرب است کہ از صفات سلبیہ است و عبارت از عدم بعد است یا تفرق باعتبار صورت و حقیقت است یا تانی عبارت از صورت است و یا اول عبارت از حقیقت و قرب مطلق است نسبت بمقید از صفات سلبیہ است و قرب مقید بمقدار صفات ثبوتیہ بلکہ قرب مخصوص توسعے بیش نیست العالم غیب لا یتھرقط۔ اصل است محقق والسلام

۵۱۔ ان اللہ یحول بین المرء و قلبہ۔ کلامیست جامع مرظور امور بر خلاف ارادت را و ظهور حق و فنائے مطلق را کہ شعور بشعور نیز مانند خواہ مرء را عبارت از اندیشہ بگیرد خواہ قلب را یعنی رفع شعور بالکلیہ جز بشہود ذات الہی میسر نیست و اگر چہ ضعیف الحال و ابتداء باین معنی مطلع نباشد ہم چنین خواہ مرء را عبارت از تعین اول گیری خواہ متعین و اگر قلب را عبارت از ان حقیقت جامعہ کہ عرش الرحمن است گیری نیز تمام است چہ مانع از ظهور آن



حقیقت مرادات و خواطر پر آگندہ است و مجموع این با صورت تجلیات حق از من احدی ملک عینہ  
 فلا قلب لہ صاحب دل کہے است کہ بر تہ عین رسیدہ است و مقرر است کہ ارادہ وجہ باقی  
 مستقر است چہ ارادہ بے شعور بر او متصور نیست و ہمیں شعور عبارت از عین است پوشیدہ نماید  
 کہ توجہ کہ نزد فقدان شعور بعد از ظهورش سالک را می باشد با وجود کہ مطلقاً بے شعور نیست  
 و اکں نیز حالے است مندرج در علم بے ادبا و دست فی الحقیقت ارادہ وجہ باقی نیست بلکہ  
 ارادہ حصول اوست پس آنرا کہ متصرفات الہیہ باطلہ نظر منصرف باشد ہلاک اوست چہ آدمی  
 بوجود دل نسبتہ با آدم دارد

ہر کس کہ بصورت آدمی شد خاصیت آدش ندادند  
 این سر نہ زہر سری توان یافت تا نو یقین کج نہاوند

۵۲۔ از سہل تستری پرسیدند کہ مالیقین گفت الیقین هو اللہ اکابر طریقہ علیہ نقشبندیہ قدس اللہ  
 تعالیٰ ارواحہم فرمودہ اند کہ طریقہ ما دوام حضور و آگاہی است بے آنکہ پر آگندگی عزیمت و تصور  
 متخلل شود خواہ در لباس ذکر و خواہ در صورت توجہ و خواہ بتوسط رابطہ کیف ماکان مقصود حضور  
 مع اللہ است۔ ہر گاہ حضور کیفیتی شد کہ شعور بوجود غیرے مزاحم او نشد آن حضور را وجود عدم  
 می گویند و ہر گاہ کہ این معنی ملکہ سالک شدہ مشاہدہ می گویند و ہر گاہ نعت حضور را نیز از خود ندید  
 بقنا سے تحقیقی مشرف شد این جامعنی لا یعرف اللہ الا اللہ متحقق می شود۔ و دریں موطن نہ  
 ارواح است نہ اشباح شہود بجانب مشاہدہ افتاد۔ ہر گاہ لباس وجود حقانی پوشیدہ بظاہر آید

بے چہ فیض حق ناگاہ رسد اما بدول آگاہ رسد۔ دوام بدول آگاہ رسد۔ دوام مراقبہ و ولتے است  
 پس بزرگ سبب قبول دلہا است و قبول دلہا نتیجہ قبول الہی است۔ القصہ چوں حال بریں منوال است  
 روزے چند خود را بر قبلہ خود و وقتن فرض راہ است۔ دریں طریق اوراد و اذکار مختلف نیست کہ بعد از فراغ  
 آتہا بہ کار ہائے دیگر پردازند۔ و زوایئہا ہوش در دم است سخن حضرت مولوی نجستہ فرجامی مولانا عبد الرحمن جامی  
 است کہ اول چراغ روشن می باید کرد و بعد ازاں بطلالہ مشغول می باید شد۔  
 دل چہ راے کہ داری و دل دور و بند و گر چشم از ہمہ عالم فرو بند منہ قدس سرہ







از راه توحید بمقصود حقیقی را برسی نموده اند و اگر نه تقید توحید را با نسبت این برگزیدگان جمع نمودن صورت پذیر نیست۔

۵۳۔ به بزرگ زاده مخلص حضرت حق جل جلاله و علم نواله از اطلاق تنزل نموده در لباس اولی متجلی شده ارواح را از غایت لطافت قوت آن داد که هر چه متوجه می شوند حکم آن می گیرند و رنگ آن می پذیرند و از غایت امتزاج خود را از ان نمی شناسند چنانچه عامه ناس خود را از پیکر هیولانی امتیاز نمی کنند و ایضاً هر مخلوقه جمیع مخلوقات را مندرج ساخته چون این چند مقدمه معلوم شد بدانکه هرگاه روح مقید گرفتاری را بخواهند که لباس تقید و تعلق از بر بکشند و بوطن اصلی خود بروند بعضی از اذکار را که حکم بزرگ دارد من حیث الوضوح مناسب اطلاق است و من حیث التلفظ و التحیل مناسب تقید مونس او می گردانند سرعاً و بطیئاً علی حسب الاستعداد رُوعِ بآں جانب می آرد و چون رشته تعلقش ببدن عنصری محکم است و معذک توجّه بقلب صنوبری که معظم ارکان اوست می فرمایند در همین شاہراہ می درآید تا مشاغل بیرونی رو باندازند و سواش محفل شود۔ قوت لامسه که مدار علیہ دریافت صورت بدان است از هم فروریزد و چل

له در فقرات قدسی آیات خواجہ ماسطور است کہ و اذکر ربک اذا نسیت یعنی اذا نسیت غیرہ ثم نسیت لنفسک ثم نسیت ذکرت فی ذکرتک ثم نسیت فی ذکر الحق ایاک کل ذکر خواجہ بابزرگ مشغولان طریقہ را در مقدمہ ظهور بخودی می فرمودند کہ۔ مرا مان و خود را به آن بخودی درودہ  
در راه خود اول از خودم بخود کن  
و آنکہ بخود از خود بخود را همسم ده  
در اشتغال بفراقض و سنن مؤکدہ چارہ نیست۔ صاحب لمعات دین معنی میگوید ترک محبوب غالباً بعد از فراق محب می طلبدہ ہجر سے کہ بود مراد محبوب از وصل ہزار بار خوشتر

کار بخود و از نمی باید کرد۔ سعی و اہتمام می باید کرد کہ ملکہ یادداشت حاصل شود آن زمان ہر مباحی کہ خوش آید بکنندہ استاد تو عشق است چو آنجب برسی  
او خود بہ زبان حال گوید کہ چہ کن منہ قدس سرہ

منہ قدس سرہ

ہذا الدائرۃ فصل عن الوصول

منہ قدس سرہ

فصل الدائرۃ مغنی عن الوصول



محیت روح بابدن ثابت است و جو حقیقی بدان کہ پر تو صفت حیات است تجلی نماید و چون  
تلبس ظاہر وجود با حکام حقائق الہی موجب تعد و وجودے نیست حقیقت منکشف شود و فنا  
وست و ہر چہ تجلی معنوی محیت است و بقائے مترتب بر آن مورد شایع و بیبصر و بی کسب و  
و کمال این آنکہ ہر داعی

عشق آمد و شد چو غم اندر رگ و پوست  
تا کہ دم را تہی و پر کرد ز دوست  
اجزاء وجود من ہمہ دوست گرفت  
نامی است ز من بومن و باقی ہمہ دوست

و از انجا کہ الکل یندرج فی الکل است در حالت شعور با اختیار خود متمکن و درین مقام  
بہ تجلی نوری کہ عبارت از تجلی بصورت نور بیرنگ بے تیزیہ شکل است می تواند مشرق شد چہ این  
فرد و منزل است این است و قائل منزل وجود عدم اما وجود فنا در مقام لا یعرف اللہ الا  
اللہ است و این فنا را فنائے اتم می گویند جناب ارشاد مآب خدومی و قبلہ گاہی مولانا خواجی  
قدس اللہ تعالیٰ سرہ در اشارات بفنائے اتم این بیت می خواندند کہ ہ  
مدح و ذمت گرفتاروت می کند

بیت گویے بانثی کہ رویت می کند

می فرمودند کہ تاثیر مدح و ذم باید کہ آن توجہ و تسکستگی را کہ بجانب حق سبحانہ است  
مزاحم نشود تا فنائے اتم گویند ازین جامعنی آن سخن کہ از خواجہ بزرگ قدس سرہ مروی است کہ  
وجود عدم بوجہ بشریت عود کند اما وجود فنا ہرگز عود نکند معلوم می شود والسلام والا کرام

لہ این جا حقیقت روحانیت کہ منظر تجلی حق سبحانہ بہت احدیت است ظہور کند خواجہ ما قدسی آیات خود می فرماید  
کہ بیدہ شدن و تہی گشتن دل از ماسولے حق سبحانہ دلیل است بر منظریت مرتجلی حق سبحانہ را بہت احدیت  
کہ نیل معارف بحقائق اسماء و صفات این معنی متعذر است واضح باشد کہ گرفتار مشاہدہ نیز گرفتار غیر است ایشان  
در عین مراد از مراد نامراد اند - منہ قدس سرہ



۵۴۔ دعا گو محمد الباقی در آگرہ گستاخی نمود۔ این کتابت سر مہر را مفتوح ساخت و نیاز خود را در ضمن عرض مرسل کتابت اندراج نمود و انشاء اللہ العزیز مقبول افتد ہر چند کہ این پروا نجات جمیعہ بر محل و کثیر الاجراست و دخل و در قبول و جریاں او مورد ثواب لیکن چون سابقہ محبت و معرفت مانسبت بمیان شیخ رفیع الدین واقع است و در باب پروانہ ایشان زیادتی التماس اظہار می کند حسن امید آن است کہ در محل قبول افتد۔ ثانیاً گستاخی می نمایند کہ مروی است وجوہ اسحقاق از صلاح علم و معنی در ایشان و ارتباط نسبتہ با کابر ایشان دارد و بعلت احتیاج و بعضی حوادث ضروریہ مبلغ و ویست و پیہ محتاج الیہ او شدہ آن در ویشی در باب این احتیاج بغایت مضطر و متفرق است۔ این خیر را بخیر اتیکہ جناب خواجہ حسام الدین مستور ساختہ اند جمع نمودہ در محل لائق سہل الحصول تنخواہ فرمائید موجب سرور و لہائے مومنان خواهد شد۔

این رقعہ بشیخ نظام تھانیسری کہ یکے از مشایخ وقت است و بمقتضائے آنچه از زبان ہر یک شنودہ می شود دریں زمان سلوک صحیح یک از در ایشان ہند با و منی رسد تخصیص چشتیاں و چون خود تحقیق عقائد اہل دین و تفحص طرق اہل طریق نہ نمودہ و با این از قوت فہم و روشنی باطن در ادراک سخنان طریقہ کہ با اصطلاحی وابستہ نباشد فہم و ذوقی دارد و از تصنیفات اکابر و مجالس خود حاضر نمودہ ترجمہ عربی و یا فارسی را از بعضی طالب علمان و علماء زبان دان شنودہ قیاس با دراک سلوک و مشرب خود تحقیق آن محبت می نماید و چون علماء مذکور در بیان ترجمہ و اصطلاح مردم غلطہائی زنند چہ فہم سخنان بزرگان از مشکلات است و تحقیقات و تصنیفات شیخ مذکور مدنی نیز ترجمہ مسطورہ است و دریں تصانیف نقصانہا و غلطہا ظاہر می شود و بواسطہ گرمی وقت و امتیاز شیخ مذکور از اقران خود مرجع خلق است و نیز بر حسب این ترجمات غلطہا و نقصانہا بعضی اکابر و گذشتگان اسناد می نمود حضرت ایشان نور مرقدہ بواسطہ اظہار حق بالمشافہ کلمات الحق بظہور رسانید و نیز اس کتابت در آن باب بمشارئ الیہ نوشتہ فرستادند و بعد از آن در آن مسائل بمحوت عنہ از بعضی یاران این عزیز دیدہ شد تغیرات تقریری کند لیکن یقین نہ شد کہ شیخ مذکور کہ در اصل جوہر عالی و اردیہ بمقصور بودہ یا نہ حق سبحانہ مشارئ الیہ را و ہمہ طالبان خود را در شاہراہ



شریعت دارد. بخوده و وجود حلیه صلی الله علیه وسلم

۵۵- حق سبحانه و تعالی بجهت مقاصد رساند مقصود از این همه گستاخی جز رواج مذہب فرقه ناجیه که متوسلان بکتاب و سنت اند و بشرت ما انا علیہ ذاکم حاجی مشرف اند. نیست. و ایضا تحقیق سخن اکابر این فرقه که طائفه عالیہ صوفیہ اند منظور است. تا مبادا ساده دلی بخلط افتد و طعن این برگزیدگان را در دل جلای و هدایت خودش در ورطه بد اعتقادی افتاده هلاک شود. الغرض آن روز در خدمت ایشان بیان کردیم که کشف ملکوت و جبروت داخل در تجلی صوری است و کشف لاہوت شمایز بطور صاحب لمعات داخل در تجلی صوری است. چه تجلی صوری نزد آن برگزیده عبارت از ظهور حق است. در صورت ممکن از ممکنات موجوده فی الخارج خواه از عالم جس شهادت باشد و خواه از عالم مثال خواه این صورت نور بے رنگ بے شکل بے چیز باشد و خواه امر دیگر باشد. و نزد ابوالبرکات شیخ علامہ الدولہ سمنانی تجلی نوری است و آن متوسطان سلوک را در بدایت توسط دست می دهد. شما خود عنایت کرده فرموده بودند که تجلی در صورت نور بے رنگ بے شکل بے چیز تجلی ذات مطلق و دیگر در میان مشہد اثبات رویت و دریافت به بصیرت می کند و این درین نشأۃ از خواص تجلی صوری است. بمذہب ثانی قطب المحققین و برہان الموحیدین خواجہ محمد یار ساد کتاب تحقیقات مفصل بیان نفی رویت درین نشأۃ کرده اند از جمله عبارات قدسی سمات ایشان در این کتاب این است همه مشائخ اتفاق کرده اند. بتفصیل آنکہ این سخن گوید و تکذیب آنکہ این دعوی کند. و بر آنند کہ ہر کس این دعوی کند حق سبحانہ و تعالی را منی شناسد و ابوسعید خرازی و جنید و دیگر مشائخ رحمۃ اللہ علیہ در تکذیب و تفصیل مدعی این معنی سخن بسیار رانده اند و کتب و رسائل بسیار ساخته اند و کتب و رسائل ایشان شاید است بریں معنی. تم کلامہ مخفی نماند کہ تجلی معنوی در صورت علوم و معارف و اذواق می باشد و فرق عظیم است. میان علم و صورت مثالی. و مراد از این علم علم سالک است و تجلی ذاتی عبارت از ظهور ذات است در صورت اسمی کہ مبدء تعین صاحب تجلی است و مشاہدہ جمال مطلق کہ در فنا فی اللہ می گویند معنی دیگر دارد. و آن عبارت از انجذاب روح است. بہ جمال ہستی حقیقی کہ عبارت از حیثیت از حیثیات ذات است. بہ کیفیت کہ شعور بہ این انجذاب نیز نماند



بطور متوجہاں بوجہ خاص و مشاہدہ جمال ذات است و پرده ہماں اہم بطور سالکان طریق تربیت  
ہر گاہ منہتی بہ آن اسم شود و مطلق گفتن باعتبار اطلاق اوست از تعینات گویند و تعین عبارت  
از ان معنی است کہ از معقولات ثانویہ است نہ امر مشکل و امثال آن است و دیگر صور مثالیہ را  
کہ عالم جبروت می گویند صفات حق ندانند صفات حقیقیہ علم و قدرت صفات اضافیہ عبارت  
از خالقیت و رزاقیت و امثال آنها است دیگر کشف ملکوت و جبروت کہ باصطلاح شما است  
و عبارت از کشف در عالم حس و مثال است بکشف در عالمی است کہ بحقیقت موجود است  
و وجود او عین وجود حق است نزد صوفیہ موصوفہ و غیر وجود حق است نزد علماء و بعضی از صوفیہ و  
اگر بہ ناگاہ کسی نہ عین و نہ غیر گفتہ باشند بآن معنی است کہ شما می گویند و آن معنی مخالف عقل است  
بہ آن معنیست کہ نہ عینست من حیث الاطلاق و نہ غیر است من حیث الوجود و آنچه بزرگان در  
صفات الہی گفتہ اند معنی آن در کتب مبہین است۔ القصہ اگر شما را دیرین سخنان توقفی باشد امر کنید  
تا چندے از عالمان محقق بلکہ بعضی از صوفیہ را نیز جمع کردہ بیان این امور نمایم۔ بمنہ و کمال کرمہ

در سفارش عالمیکہ دولت مندے طلب نموده بود قلے فرمودہ اند و این دولت مند در عبادت  
بخانت موفق و در زمرہ صلحا بود بر حسب ضرورت بخدمت سلاطین مبتلا شد و تا وقت تحریر اینچہ شنود  
می شود منہذا و ضاعش بخیر مآئل است و کثیر العبادت است۔

۵۶۔ بیکے از دولت مندوں۔ حق تعالیٰ و سبحانہ عافیت امور را در مستحبات و مرضیات  
فرو داد و انت دلی فی الدنیا و الآخرۃ توفی مسلما و الحقنی بالصالحین۔

بس گبر کہ از کرم مسلمان کردی  
یک گبر دگر کنی مسلمان چه شود

بالجملہ مقصد ہمیں است امید کہ ہمتے بندید و فاتحہ بخوانید کہ حق عز و علیٰ این فرود افتادہ عاجز  
را بہنتہائے این مطلب برساند بقیۃ المقصود خدمت مخدومی انخودی بر حسب ارادہ شما این ہمہ  
ساخت قطع کردہ رضا و خوشنودی شمارا بر فراغت و آرام خود اختیار کردند پاداش این عمل نیست  
مگر آنکہ شما نیز خوشنودی و رضائے ایشان را بر مراد خود بکنزید احسن مکا ائیکہ



۵۷ - من از محیط محبت ہمیں نشان دیدم  
که استخوان عزیزان بساحل افتاده است

بھون اللہ تعالیٰ بولایت بلغ رسیدیم از جماعتی کہ در مسند ارشاد مقرر اند علم عدم مناسبت ذاتی تأثیری نیافتیم بشرحان بقصد ملازمت ملا کہ رفتیم بجد اللہ تعالیٰ بر منزل خود و بصفا و نظر آمد خدمت مولوی بکمال تجرید باطن اند آنا معرفت از دیوان شعر ایشان کہ دریں ایام در اتمام آنند ظاہر و ہویہ است و دستہ روز پنجابوم زیارت مزار فاضل الانوار برہان المحققین و بختہ المشرکین حضرت خواجہ احوار قدس سرہ و در خاطر تمکین بود آنجا نیز نتوانستیم قرار گرفت شکستہ و مایوس طے منازل می کنیم تا بعد ازیں چہ کوسے و ہد بغایت امدادے نمودہ باشند بمنتہائے مقاصد بر سند ناظم مناظم طریقہ درویش نظر مجذوب الاطوار بندگی قبول نمایند فریاد از نفسہائے از کشف برخاستہ و ایشان از حال ما غافل نباشند والسلام

صالحہ از منتسبان آستان ہدایت نشان بود و تجویز آمدن بجنور شریف نمی فرمودند بہ تقریبے از شوہر ش حال صالحہ مذکورہ را پسیدند و ایں نوشتہ را فرمودند کہ شوہر ش نزد او برودہ بخواند و بفہماید شوہر حیران بماند کہ عورتے ہندی نامرادے کہ فارسی خوب نمی دانند ایں مضمون را چہ طور تواند فہمید لیکن حسب الامر رقتہ نزد او خواند و معنی را بہندی گفت ظاہر شد کہ خوب فہمیدہ و ایں صورت در نظر شوہر مذکور از خوارق عظمیٰ می نماید

۵۸ - بہ یکے از زنان صالحہ ملاحظہ بکنید کہ در وقت صفائے دل مراقب نفی و اثبات اند یا اثبات تنہا و بر تقدیر یکے نفی و اثبات باشد تحقیق نمائند کہ نفی معلوم و اثبات مجهول است یا نفی معلومی و اثبات معلومی است یا نفی موصوم و اثبات معلوم است و بر تقدیر یکے و اثبات معلومی است یا نفی موصوم و اثبات معلوم است یا تقدیر یکے اثبات تنہا باشد نیز تفتیش کنند کہ اثبات معلوم است یا نہایت مجهول است و در صورت اول معلوم جدید است یا قدیم بارے بر تقدیر لہ شاید یہ محدث ہندی ترادے ہوگا (میردانی)



اثبات تنہا کوشش نمائند تا اثبات مجہول شود ۔

واند اعمی کہ ماورے دارد

لیک چو نے بو ہم در نارد

القصہ سعی و اہتمام و نفی می باید کرد و بیج معلوم در خاطر نمی باید گذاشت ۔

۵۹۔ حق سبحانہ و تعالیٰ تاج کرامت و لباس معرفت و محبت خود را بر وجه اتم عطا نمود ۔  
مستقیم دارد۔ این از پاور افتادہ گرفتار را بہ پر تو سے اذان مشرف گرداند و رعنائیت نامہ جناب  
خواجہ حسام الدین مرقوم بود کہ واسطہ نا نوشتن کتاب بفلانہ عدم ظہور احوال و مقامات است  
چہ حکایت رسمے راجہ نویسم عجب است نسبت محبت و واد طالب زواید اخبار نیست مجرّد  
صحت و استقامت شریعت و صفائی توجہ بحضرت یحییٰ و غلو محبت و گستگی از ماسوی  
مطلوب است اللهم ارزقنا بحرمة النبی و آلہ

۶۰۔ بہ شیخ احمد مرندی۔ برادر عزیز میاں شیخ احمد و محمد صادق دُعائے مخلصانہ قبول نمائند کذبہ  
کہ مشتمل بر شرح احوال مشائخ الیہما بود رسید۔ الحمد للہ والمنہ کہ دوستان را با خود می دارد و در خاطر بود  
کہ جواب بہر مقدمہ را علیحدہ بتفصیل بنویسم غایتہ الامر تا مشافہہ مذکور نشود شفاعتے تمام حاصل نمی  
شود بناءً علیہ ترک نمودیم بارے محل آنکہ حال محمد صادق بغائت اخیل است و حال شیخ احمد کہ گاہے  
توحید است و عبارت غائت شاید است از علم بعین آمد و از گوش باغوش در اں مقام نوشته محل تفتیش  
است کہ یارب مطالعہ احدیت و کثرت یا توحید صوری اگر اول است مبارک است و کمال و  
اگر دوم است بر تقدیرے اخیل است و بر تقدیرے معلول اکنون محل تفصیل تعادیر نیست اگر  
سوم است خود البتہ معلول است لیکن ظاہر عبارت مشائخ الیہ ناظر و دوم است انشاء اللہ تعالیٰ  
کہ از قسم اخیل باشد دیگر آن دُباعی محمدانہ کہ نوشته بودند در غائت سفاہت است حاشا کہ قائل  
لہ دُباعی محمدانہ این است آسے و ریغائیں شریعت ملت انمائی است ملت ماکفری و ملت ترسانی است  
کفر ایمان ہر دو زلف و دُغے آن زیبا کی است کفر ایمان ہر دو دُغے آن زیبا کی است



آن مقبولے باشند نہاد ادب نگہدارید کہ کارخانہ الہی محل استخار و غیرت است و السلام

ایں رقمہ در جواب عرضہ مخدومی ملاذی میاں شیخ احمد سلمہ ربہ نوشتہ شدہ۔

۶۱۔ بہ شیخ احمد سرمندی بحق سبحانہ و تعالیٰ در مدارج کمال و تکمیل ترقیات بے نہایت کرامت نمائند کتابتے کہ قاضی زاوہ آورہ بودند بشریف مطالعہ آن رسید بخاطر داشت کہ مفصلاً جواب دے بنویسد در وقتے کہ بر سر آن آمد آن کتابت را نیافت الخیر فیما صنع اللہ الحق تحقیق و تشخیص ای نوع سخنان جز بمشافہ و حضور بدست نمی آید۔ چنانچہ مکرر تجربہ کردہ باشد بارے آن قدر کہ مجاہد نوشتہ آنست کہ حضرت خواجہ احرار نہایت رافا و نیستی داشته اند و از فوائے قدسی انتظام ایشان چنان معلوم می شود کہ تا سالک بحقیقت تجلی ذاتی نمی رسد این معنی بدست نمی آید تا در مشاہدات کہ در مراتب تنزل است بند است گرفتار آن مشاہدہ است اگرچہ بدوام شہود استقامت آنکہ عبارت از اتحاد مشاہد و مشاہد است۔ و فوائے آنکہ عبارت از استتار آنست در سطوت وحدت آن گرفتار و نظر نمی آید بماناکشف بقائے صفت ارادہ و فوائے مرادات درین مقام است فاذا کشف الاستار ای ظہر سترتھا ظہوراً عیناً و اندر ج العلم بین السائر و المسند ترحصل ما اشار الیہ الشیخ الکامل سید الاحرار فی وقتہ فطوبی لمن ادركہ۔ ایضاً مشرب شیخ علاؤ الدولہ سمنانی علیہ الرحمۃ و عدت وجود نیست آری شہود و ایشان شہود اکمل است۔ فرق آنست کہ جماعتی از علماء اشیار را معہ دوم خاصے میدانند و ظہور ایشان را در خارج چون ظہور صورت در مرآت می گویند و ذوقاً موجود جنیکے را نمی دانند و حضرت شیخ باوجود قوت شہود و ارتفاع آن اشیار را موجود خارجی می گویند و نیز فرق دیگر در حقیقت اشیا است کہ جماعتی اولی مظاہر شیون اصل می دانند و ایشان نیز آنکہ بہت قوت حال اشیا نفسیاً منسیاً شدہ باشد امر دیگر است باوجود صفات و افعال را باصل نخواہد و اولیاء و مقام لا تبقی ولا تذرا از جملة احوال است و آنچه شیخ بکیر محی الدین ابن عربی فرمودہ از علوم است حال را با علم نزاعے ہست اما علم را با حال نزاعے نیست۔

من از شہر کلام نہ از ازاں وہ کہ قوی باہمہ خلق جہاں دار مدارے دارم

لے بقاعدہ اعراب کے استعمال سے اسے شہر و مشاہد پڑھا جائے۔



حضرت شیخ رضی اللہ عنہ اذا دباے حکمین است۔ حق شناسی است در مرتبہ حق آل قیام  
می نماید و آنچه شیخ ہمنہ قدس سرہ فرمودہ در جواب سائل است چوں سائل از حال سوال کردہ  
بود ایشان نیز از حال جواب گفتند۔ والدعا

این رسالہ بہ التماس یکے از مخلصان مخصوص الارباب علیہم السلام شروع فرمودہ بودند۔ چوں  
آں عزیز از خدمت حضور بہ وطن خود رخصت شد دیگرے بہ التماس گستاخی نتوانست نمود و ایشان  
با خود تقید بہ این امور نمودند۔ احترام تمام ظاہری شود بہ این سبب این رسالہ نام تمام ماند۔  
۴۲۔ رسالہ نام تمام در سلوک۔ بدان اید کہ اللہ تعالیٰ بنور القدس کہ طریق وصول بقول حقیقی دو  
است۔ یکے طریق نفی و دیگر طریق اثبات۔ اگرچہ طریق اثبات و طریق نفی مندرج و لازم است و  
از اصناف طریق نفی یکے طریق غیبت و بخودی است از لوازم وجود جسمانی خود و صفات او چوں  
بہ کمال این غیبت می رسند ظلمت حادثہ روئے بہ نور انیست می نمود و شعاع آگاہی بحجاب الہی ظہور  
می کند۔ چوں جذب باطن بحال آں نور قوت می یابد بے شعوی از لوازم وجود روحانی نیز دست  
می دہد و حجاب بالکلیہ مرتفع می گردد و شجرہ سرور راں آتش حقیقی بہ تمام و کمال می سوزد۔ اکنون  
دریں خلوت می تواند کہ کسوت معرفت پوشانند و بعد از سر بر آوردن از اں گرداب دید آب  
لا نیز باب دہد لمن الملک الیوم باللہ الواحد القہار۔ این وجہ خاص است اقرب طرق  
است واسلم و اودوم۔ رعایت وقوف قلبی کہ عبارت از توجہ است بقلب صنوبری موصول این  
طریق است و ہم چنین رعایت بازگشت نیز در ذکر بوجدان مذکور نمند این طریق است و ہم چنین  
بودن رابطہ از فضائے سیدہ بجانب قلب صنوبری بہ تمام ہمت نمند این طریق است و ہم چنین مجرد  
صحبت نشست و برخاست با ہم کنال از ادبای وصول نیز موصول بہ این طریق است و حسنی  
اندراج نہایت در بدایت دریں طریق است خلوت و انجمن کہ یکے از اساس طریقہ نقشبندیہ است  
بحقیقت دریں طریقہ است چہ ابتدا بہت معینے کہ حق را سبحانہ بہ اوست متوجہ حق صرف می شود

لہ یعنی حضرت ابوسعید ابوالخیر رحمۃ اللہ علیہ جو کہ شیخ ہمنہ سے مشہور ہیں۔



و بطریق دیگر چنانچہ بیان خواہم کرد خلوت باحق صرف نیست خلوت بہ انوار کشوف و صورت تجلیات  
 و امثال آن است۔ و ہمچنین نظر بر قدم چہ ظہور انوار و ادولح کم است کہ بے پروا گندگی نظر باشد۔  
 و درین طریق چوں سیرش مستدیر است نظرش تمام بر قدم است بل بر قدم چوں قدم سالک ہماں  
 نظر است ہر دو یکے است و ہمچنین سفر و وطن چہ سیرش مستدیر است۔ روشن است کہ ابتدائے  
 توجہ ایں سالک بوجہ ایست کہ بمنع شیون و منتشر انسان است و سیرش تمام مراتب ظہور  
 نور اوست دیگر ہمیں سیر اصل صفات ذمیمہ از زمین باطن کندہ می شود بے آنکہ سالک خود را  
 در مقام قلع آہنہ بیاورد و خاطر را پر آگندہ و متفرق گرداند پس بحقیقت ہماں سیر حاصل است  
 بے حرکت اقدام و ہمچنین ہوش و روم کہ عبارت از دوام توجہ است بجناب حق سبحانہ و تعالیٰ  
 آن غیبیہ کہ ابتداء ایں طریق است آن نیز از مقولہ توجہ است ہر چند کہ بہت ضعف باطن سالک  
 با تہرہ باشد مخفی نمائند کہ از جملہ امورے کہ مناسب ایں طریق نیست۔ یکے مطالعہ کتب صوفیہ  
 و شنودن سخنان بلند ایشان است چہ جمال آن مواجید کہ بفہم سالک می آید خاطر اورا بخود می کشد۔  
 دور و رزش ایں طریقہ علیہ فتور می افتد جمال ایں نسبت را نمی بیند مگر منستی۔ ازیں مقدمہ بدریاب  
 کہ سماع کلمات و اشعار توحید آمیز و امثال آن چہ نسبت دارد۔ ایں ہم دقیقہ در لباس نغمہ نباشد  
 والا خارج بحث است۔ سماع مقبول سماع روحانی است کہ سماع معانی باشد اما سماع طبیعی کہ  
 سماع نغمہ است محل اختلاف است۔ عامہ علماء حرامش میدانند و جمع مشائخ در مقام علاج تجویزش  
 کردہ اند نہ آنکہ اورا از قربات دانند و آلتی گویند و جمعے دیگر بہت تزویج و تزئین مستحسن شمرودہ اند۔  
 لیکن مبتدی را اہل آن نمی دانند چہ ہنوز از ارباب قلوب و اہل محبت نشدہ طبیعتش بر ہماں نغمہ  
 می اندازد و از معانی کلمات و ذوق آن بے بہرہ می ماند و جمعے دیگر ہر چند کہ مباحث می دانند اولی  
 ترکش را می گویند چنانچہ از قطب طریق خواجہ بہاء الحق والدین مشہور است کہ می فرمودند۔ نہ ایں کار  
 می کنم و نہ آنکار می کنم ایں مذہب صاحب فتوحات مکیہ است رضی اللہ عنہ۔ نزد ایں نور انعم سماع  
 نغمہ قطعاً روحانی نیست رقت حاصلہ ازیں سماع را وقت طبیعت میگوید و حرکت اورا حرکت طبیعیہ  
 و میاں محل متحرک سماع نغمہ و میاں سالک متحرک ب حرکت دوریہ از استماع نغمہ بیج فرق نمی نند۔ بہرہاں  
 کتاب الادبیزید بسطامی کہ از مشائخ ایں سلسلہ عالیہ است می گوید کہ او مکرودہ میداشت۔ استماع

سماع



نعم را۔ و ہمدراں کتاب از اقطاب بیاب کہ اکبر الیشاں صدیق اکبر راضی اللہ تعالیٰ عنہ می گوید  
و منہما سئ مشائخ سلسلہ عالیہ نقشبندیہ می نویسند کہ الیشاں قائل بسماع نعمہ نیستند و سماع مقید بنعمہ  
راوین خالص نمی گویند و بہ حکم آلہ اللہ الذین الخالص ترک او نموده اند۔ ہمدریں کتاب حضرت  
صدیق و سلمان فارسی و ابو یزید بسطامی را کہ داخل شجرہ پیران ما اند از کیرائے ملا مقیدی نویسند و ملا متی  
جماعتی رامی گوید کہ در کسوت عامہ مسلمانان اند و در ظاہر بہ عملے از عامہ ممتاز نیستند و در تمام مقام شریعت  
اند و متابع سنت چنانچہ سراسر جماعت حضرت رسالت پناہ راضی اللہ علیہ و علی آلہ و سلم می نویسند۔  
حاصل آنکہ سماع نعمہ قطعاً مناسب طریق مانیت۔ و آنکہ حجے بہمت علاج تجویز کردہ اند و دیں طریق  
سندنی شود و چہ آل علاج عباد و ذوی الاحوال و ذوی الاشتغال راست۔ مزاج شرب اہل این  
طریق از چشمہ مقربین است عباد و ارباب احوال را ازین مشرب نیست۔ و چون الیشاں در معتم  
لَا تُلْهِیْهُمْ تِجَارَةٌ وَلَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللَّهِ می در آیند و صبر مع اللہ را رعایت می کنند از  
ذوی الاشتغال نیز نیستند۔ سخن بہ طول انجامید و از خلاصہ مقصود باز ماندیم۔ اکنون بر سر مقصود  
بیائیم۔ دیگر از اصناف طریق نفی طریق بے شعوری از صور اجسام عالم است۔ صاحب این طریق عالم  
را خالی محض می باید۔ سلطان وحدت از ورائے کثرت بصیرتش را بخود کشیدہ و ظلمت طبیعت غبار  
دیدش شدہ۔ لاجرم در برزخ حیرت مجوس محفل ماندہ چون آل کشمش قوت یابد و صورت خود را  
نیز بر باد دہد و از غرابت مقام بر آید عروس مقصود در کسوت نور صاف جلوه گر آید و در تمام عالم حق  
را یابد معری از نقوش و اشکال و الوان و تعدد۔ بعد ازین ہر چند کشمش قوی تر حجب ہستی کمتر آل  
نور لطیف تر و چشم سالک روشن تر۔ و در مقام فنای جسمانی کہ بعد از کمال لطافت بظہور میرسد بہمت  
معینے کہ میان روح و بدن ثابت است بنیندہ نیز حق رامی یابد لیکن بہمت وجود روحانی حجب مخفیہ  
باقی اند چون در ہمیں طریق عروج نماید جہات و معنی نورانیت بلکہ این دید را نیز گم کند جبران صرف شود  
نہ عالم و نہ خلاصے متوہم و نہ نور و نہ حضور چون این حیرت غلبہ نماید فنا براتب وجود روحانی نیز بوسد  
بعد از افاقت اگر مراتب بقا حضورش بتدریج شود و تفادات ہا در خود یابد کہ جز او کس نداند این  
زماں حاصل معرفتش آنکہ در عرصہ وجود جز یک ذات نہ بیند این را اِلٰی رَبِّکَ الْمُنْتَهِی غالب این  
است کہ صاحب این دید صور عالم را وہم و خیال و اند و نمود بے بود شناسد و اگر از ہماں طریق



اول بر این دید برسد متحیر شود و هو تو حید المعبود و کشف الغلبه یعنی از غلبه محبت و  
 نظر کشفش جز یک ذات نماند۔ غالب برین سالک حیرت است نہ آنکہ صور عالم را و ہم و خیال  
 بید۔ مخفی نماند کہ صاحب طریق دوم از طریق نفی اغلب آن است کہ سر اورا از راه رابطہ بسر  
 مرشد و اصل اتصال دست میدہد و ازاں اتصال نور را گاہی کسب میکند و متوجہ طریق اول  
 می شود لیکن پیش از آنکہ آن نور مقتسب قوت گیرد ہم بہ تبعیت نظر مرشد نظر طالب بہمت عالم می افتد  
 چون آشنائی نور و وحدت شدہ بوی مقصود و از و را می صور و روی او تشر را بخود می انگند قیظہ  
 مَا يَظْهَرُ مِنْ سَلَفٍ مِنْ مَرَاتِبِ التَّكْوِينِ۔ لیکن این چنین طالب را بشارت است بوسعت  
 و اثرہ اگر فضل حق دستگیری کند و در پیر تحقیق بر ویش بکشایند بعد ازاں کہ بہ منتہائے جذبہ رسیدہ  
 باشد سر بیان وحدت را در کثرت در یابد و مستغرق وحدت صرف شود فَاَتَّخَذَ الشَّاهِدُ  
 وَالشَّهُودُ وَالْمَشْهُودُ۔

کجا غیر کو غیرہ کو نقش غیرہ سوی اللہ واللہ ما فی الوجود  
 این تجلی تجلی ذات است و مخصوص است بہ بعضی از کمل افراد انسانیت۔ اینجا از تجلیں اول حلقے  
 بگیرد و چون تنزل نماید و تا بر تہ شہادت برسد تمام موجودات عینک چشم بصیرتش شوند و آئینہ  
 صفات اصل گردند۔ تعین ثانی نیز علی حسب عینیتہ الثابتہ در احاطہ اش در آید۔ تواند بود  
 کہ عین ثابتہ اش کثرت شود و خود را عین تمام موجودات بیابد و در ظاہر نیز تمام موجودات را  
 مرآت خود بہ بنید و ہمچنین تواند بود کہ اسم الباطن از ہمت فوق وحدت تجلی نماید و سر رشته مقصود  
 را گم کند۔  
 سُبْحَانَ مَنْ عَيَّنَ فِي ذَاتِهِ مِثْلَهُ  
 فہم و حسد بہ کند کما شش نہ برودہ راہ

این مقدمہ تجلی احدیت است۔ و تجلی احدیت اسم الہی عر و بہ ظاہر علم می نند۔ فہو الہی  
 لَمَّا كَانَ فَظْهَرَ مَا قَالَ أَهْلُ الشَّيْخَةِ وَالْجَمَاعَةِ فِي الْإِلَهِيَّاتِ مِنْ مَرَاتِبِ التَّنْزِيهِ  
 وَالتَّعَالِيِ سَيَرَانِ التَّنْزِيهِ قَدْ عَلَا وَاسْقَطَ الشَّرْكَ فِي الْوُجُودِ فَالتَّوْحِيدُ اثْبَاتُ  
 الْقَدِيمِ وَاشْقَاطُ الْمُحْدَثِ۔ اینجا در ویش بیچارہ عاجز محض و مفلس صرف است۔ بعد از این این  
 راہ را نہایت نیست اَللّٰهُمَّ لَا تُخْرِمْنا۔ مخفی نماند کہ در آشنائی این سیر و سلوک بعضی را وقائع و



کشوف دست میدهد چنانچه خود را و عالم را تمام آب می یابد - یا با دیا آتش علی حسب اللطافه و همچنین آن  
آب را مثلاً خشک می بیند و مطلق از شعور میرود - این کشف در اول قدم است - مقدمه گم کردن صور  
عالم است تواند بود که در آئینه همین کشف حق در صور مثالیه تجلی کند بل در صور حسیه نیز و توحید صوریش  
دست دهد - چنانچه خود را در عروج بنید و در نور عرش خود ناچیز گردد - این مقدمه احاطه شود است و مطاعه  
وحدت در کثرت - چون سخن بعروج رسید سخن واقع و کشف را قطع کنیم و طریق دیگر را از طرق نفی بیان نمایم -  
بدان اسعدک الله تعالی که طریق دیگر از طریق نفی طریق معراج تحلیل است - و در این طریق نفی صفات بشریت  
می شود - و بقدر آن نفی سالک را مناسبت بر مراتب علویات از سمادیات و فطریات دست می دهد - چنانچه  
در آئینه کار خود را در عروج می بیند و بقدر خفت به طبقات سموات می رسد و بعضی را از ایشان عجائب ملکوت  
مکشوف می شود و بهشت و دوزخ و لوح محفوظ و غیره را در نظر می آید تا آنکه به عرش الرحمن می رسد و در انوار  
ذی العرش خود ناچیزی گردد - چون در این مقام تمکین می یابد و جذبات قویه دست می دهد از مادیات و طبیعت بالکلیه  
می برآیند - تولد ثانیه بظهور میرسد و نور محیط و الله من و ذرایهم محیطاً مکشوف می شود و بقدر وجودی  
متحقق می گردند - مخفی نماند که این طریق گاهی در درجات طریق ثانی مندرج می گردد و لیکن چون بعضی را  
خالص همین طریق پیش می آید طریق دیگر ساختیم تحقیق آن است که الطریق إلى الله بعد و الفاس  
المخلداتی هر کس را چیزی دیگر پیش می آید لیکن بحسب توجه سالک منقسم به سه قسم شد - بهیم که توجهش  
بوجه خاص است یا بنور محیط یا بغیر العرش - الأول هو الأول - کذا الثانی و الثالث - اینها است  
که طرق اثبات را طریق رابع ساختیم چه توجه سالک در و بر اسم الظاهر است اول قدم توحید صوری  
می افتد - میان او و مقصود هیچ نیست که نفی کند و مقصود برسد - این معنی بحسب نظر اوست نه فی الواقع -  
ولهذا از توجه مرشد و از تبارک سالک انجذابش بمقصود قوت می گیرد و فی الجملة از حس غائب می شود  
و شکسته در اختیار صوری افتد و عالم بصور انوار مختلفه الألوان از کدورت و حرمت و بیاض و صفرت  
سواد و بیرنگی درجه بعد درجه علی حسب مراتب انسانی و الشالک ظهور میکند  
لیکن در هر مرتبه نظر بر همان بند است و همان را حق میداند - چون غلبت قوت یا بدو قوت در کسوت نور  
بیرنگ مشاهده نماید لیکن عالم شهادت از میان تمام برنیزد - وجود و عدم او در نظرش نه باشد این زمان  
بطریق ثانی در آید - اگر شمشیر هم چنان در قوت باشد از طریق ثانی هم عروج نماید و به طریق اولی افتد لیکن



نزدیک بہ او آخر منازل او چوں دریں وقت رسوخے پیدا کند و سر بر آرد۔ باز نظرش بہ طریق اول افتد  
ہمہ را حق یابد۔ سوچوں و بے چگون نہ نور و نہ بیرنگی۔ و تواند کہ در ہاں طریق ثانی باخورد سد۔ اگرچہ در آخر  
نظر سالک طریق ثانی در غلبہ حضور با نظر سالک اول یکے است۔ چہ سلوک سالک اول در مرتبہ بر او مست  
و درجات غیبت و حضور و حیرت و بقا و تنزل او در ہاں مرتبہ صراط او صراط مستقیم است۔ چوں سالک  
طریق ثانی را ہم نظر است و صراط مستقیم دست می دہد ہر دو نظر یکے می شود و فرق بہ وسعت و ضیق  
می ماند اگرچہ چنان در ضیق خود بماند و اگر ترقی کند و وسعت یابد ہر دو یکے است۔ مخفی نماید کہ از اقسام  
ترقی ترقی بطریق کشف است کہ عالم مثال۔ الخ

۴۳۔ من یحکم و کم زیج ہم بسیارے  
از یج و کم از یج نیاید کارے

من بے سعادت بے دولت عمر ضائع کردہ را شرم می آید کہ نام عزیزان خود بر من چہ جائے  
آنکہ از ایشان سخن گوئم اما چوں بعضے از براءوں مومن را بایں حقیر حسن نظنے شدہ ازین بہت کہ  
بزرگان را خدمت و ملازمت کردہ و زیارات مزارات کہ خانوادہ حضرت خواجگان قدس اللہ تعالیٰ  
سرہ می فرمایند۔ غیر حق ہر ذرہ کاں مقصود تست  
تیغ لا برکش کہ آن مجبوء تست

ہمگی بہت براں دار کہ تو ایچ با کیستے در دل غیر حق سبحانہ نباشد ہرچہ غیر حق سبحانہ در دل تو را بخود  
مشغول گرداند بہ لا الہ الا اللہ گفتن آں چیز را از دل خود دور کردہ چنان کن کہ آں چیز را دشمن خود  
دانی ہمیشہ از حق سبحانہ بہ نیاز آں خواهی کہ بغیر خود بہ یج چیز گرفتار نگرداند۔  
تو ایک حرف بس در ہر دو عالم

کہ بوناید ز جانت بے حسد اوم

پس اگر مبتدی خواہد کہ مشغول شود باید کہ اہل را کوتاہ گرداند و صبر کند حیات خود را بنفسیکہ  
وے و آن است۔ دریں نفسیکہ آخر انھاس خود دانستہ است بد کہ لا الہ الا اللہ بایں طریق مشغول  
شود کہ در لا الہ ہرچہ غیر حق است از دل دور کند و در لا الہ حق عزوجل را بمجبودی و محبوبی ملاحظہ



کند چنانچہ ہر باب سے کہ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ گوید بدل گوید کہ نیست هیچ معبودے مگر حق و چنان کند کہ هیچ ترک نہ کند ہمہ حال باین مشغول باشد قدم اول در توبہ نصوح است و اعتقاد درست بطریقہ اہل سنت و الجماعت و عمل بموجب کتاب و سنت و باز داشتن از ہر چہ شریعت ازاں منی کردہ بعد از اقتصار بر ادائے فرائض و سنن و بعضے اوافل از شکر و ضو و اشراق و پیاشت و نماز تہجد را مشغول شود چنانچہ مسطور است حضرت ایشاں می فرمودند کہ تاق سبحانہ و تعالیٰ پر بندہ بصفت ارادہ تجلی نکند آن بندہ سلوک اہل اللہ منی کند و مرید کسے منی شود و در مسائل اہل اللہ ہمیں سخن است و چون ارادت از پیش حق سبحانہ و تعالیٰ باشد پس امر عظیم است و از ارواح طیبہ ایں بزرگواران ہمت و استقامت

طلب نماید بے عنایات حق و خاصان حق

گر ملک باشد سیاہ مستش و برق

و ادیم نشان ز گنج مقصود ترا

گر مانہ رسیدیم تو شاید برسی

۴۴۔ حق سبحانہ و تعالیٰ عاقبت امور را در مرضیات خود فرو دآرد۔ آنکہ نسبت قرابت خود را ذکر نام و نشان مسطور نہایتیم۔ اندیشہ جز آن نبود کہ طلب بہمت اقرباً خصوصاً ایں نوع قرابت نزدیک خود است و نفس امارۃ مارا خوش منی آید کہ تذلل طلب بکشد۔ کار را بہ خدا بگذرانیم کہ از پردہ غیب چہ ظہور می کند۔ حق عز شانہ کافی مہمات است۔ علیہ توکل و الیہ اینب۔

۴۵۔ در علو استعداد شیخ احمد سرہندی بہ کسے۔ شیخ احمد نام مردے است و سرہندی کثیر العلم و قوی العمل۔ روزے چند فقیر با او نشست و برخواست کردہ عجائب بسیار از روزگار و اوقات او مشاہدہ کرد بآں می ماند کہ چہلے غے شود کہ عالم ہا از در روشن گردند۔ بجد اللہ احوال کاملہ او مرا بتیقین پیوستہ ایں شیخ مشارالہ برادران و اقربا وارد۔ ہمہ مردم صالح و از طبقہ علما چندے را دعا گو ملازمت کردہ از جوار عالیہ دانستہ استعداد ہائے عجب دارند۔ فرزندان آں شیخ کہ اطفال و اسرار الہی انبا بجد شجرہ طیبہ اند۔ ایتہ اللہ نباتاً حسناً الغرض بہت کثرت حیاں و علوفت و بے معاشی تفرقہ در اوقات آں جماعت



است۔ اگر از وجہ پہل یک ہر سال قدرے معین بآں خانوادہ برسد چنانچہ کاتب قلمتے درمیاں ایشان قرار دہد۔ بغایت مستحسن است مورث خیر بسیار ہر چند کہ اندکے باشد رکن عظیم از خیرات خواہد بود۔  
فقر اباب اللہ اندولہائے عجب داند زیادہ جرات است۔

۴۴۔ حق سبحانہ و تعالیٰ بفضل خاص کہ دل بیار و دوست بکار داشتہ است برساند ہر چند کہ درجات ایں دو گنجینہ بے شمار است و کمال آن متحقق شدن پس و شوار لیکن بقدر وسع دست از ایشان باز داشتہ زیادتی ظاہر است بشرح کلمتین را علماء طریقت و شریعت مقصدی شدہ و از حمدہ آن برآمدہ اند محمل بیان ایں کلمہ آخری کہ تعلق بشریعت دارد و مدار علیہا کلمہ اولی است و اصل ہمہ سعادت و ناکزیر تمام ارباب عقل است تکلیف ترویج بجزو لا یجوز نمودن و بظہور آوردن آن نسبت بخود و بغیر خود حکمت و بصیرت قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحبکم اللہ

در حاشیہ کتابتے کہ یکے از یاران حاضر بجناب مخدومی میاں شیخ تاج الدین نوشتہ بودند ایں  
سطور مرقوم قلم مشکیں رقم کردند۔

۴۵۔ بہ شیخ تاج الدین۔ خاطر محبان و مخلصان نگران ملاقات فائز البرکات می باشد باحسن وجوہ  
یستمر کرد و کتابت علیحدہ کہ نوشتہ بود بواسطہ سستی و ضعف بود روزے چند عارضہ داشتہ منور بقایائے  
آن ماندہ فریاد از گرفتاری خلق و غیرت حق سبحانہ و تعالیٰ صورت شفقتی از باطن بندہ ہائے خود ظاہر ساختہ  
بحکم بندگی بار آن می باید کشید و ریں نشاء آنچه بریں کس است ہمیں است الشفقة علی خلق اللہ  
والتعظیم لامر اللہ زیادہ چہ نویسم۔

۴۸۔ مَلاَئِكَةُكَ وَ عَلٰی مَنْ لَدٰىكَ۔ دیوانہائے ایں می گویند کہ دو سال دیگر خواہی ماند و  
بعد از اں مختاری حکایت بسیار در سبب تعبیر اتهام سابق می کند بالے ارادہ ما آن است کہ تاسی  
ما توقف کنیم بعد از اں ہر چہ ظہور رسد۔

تادرمیاں خواستہ کردگار چسبیت



اما شما بعد از رمضان عبوری بایں جانب بکنند آن جوان طیار را نیز با خود بیاند و در اثنائے  
سیر و طیر و از دل او خبردار باشند مثلاً و قلیکه آن صورت را بر کرسی دیده بود بعد از شعور حال دل او بود  
اولاً یقین بکدام صفت حق سبحانہ پیدا شدہ بود از حاضری و ناخبری و غیرہا ہم چنین در کشفے از احوال دے  
خبرے بیابند انشاء اللہ تعالیٰ منتہی کردہ دیگر مستعدان را بہ ہرگزہ از دست مدہند آن جوان انصاری را  
نیایست گزاشت کہ او دلفا و قمر او نگہداشت ادنی باید کوشید انشاء اللہ کجا خواهد رفت این زمان  
فاطر متوجہ آمدن او بکنید۔

۶۹۔ بہ شیخ تاج الدین۔ برادر ارشد شیخ تاج الدین دُعائے مخلصانہ و سلام مشتاقانہ قبول نمودہ طغمت  
و متوجہ حال فرودماندگان باو یہ تعلق و گرفتاری باشند۔

صد ملک دل بہ نیم نظری توان خرید

خوبال و دین معاملہ تقصیر می کنند

والتلاصیر علی من اتبع الهدی عزیز من ہدایت مطلق در پر تو ما زاغ البصر و ما طغی  
است کہ باطن سالک گرفتار ذات بحت باشد نشانہ آنکہ باوجود دور و دوری جمیع مقامات و مشاہدات  
و مراتب ظہور و در نظر ہمیش حقیر نماید۔

رندی چسبند کس نداند چندند

بر نیہ و نقد ہر دو عالم خستند

صاحب این حالت بشرط گسستن از این حالت بر مقام بندگی رسیدہ منظر اسم الغنی شود  
فقرش بنہایت رسد۔ الفقر إذا تم هو الله۔ این است این معنی بے استغراق کشش الہی و در یافتن  
آنکہ این کشش از دست باو و صورت کائنات و اشباح عالم سرکش نیست یسیر نیست والدعا۔

بیکے سادات عالی فطرت کہ از مقبولان ارشاد پناہ بود بواسطہ کثرت جاہ و دستگاہ در زمرہ  
خادمان و خانقاہیان۔ اخل نشد اما از نشست و برخاست کہ اورا بیستہ شدہ بود و فائدہ ہائے عظیم  
باو رسیدہ اگر خود ازال و قوت چندان ندارد و بعضے ازین فوائد اگرچہ احتمال دارد کہ بواسطہ مجتہد



پراگندہ برہم زندہ اما در بعض دیگر مستقیم ماند غرض کہ با وجود گرفتاری دنیا مستحق نصیحت و مرحمت بود این رتبه با نوشته بودند۔

۷۰۔ بہ یکے از مساوات حق سبحانہ و تعالیٰ بمیراث کامل برہمند گرداند۔ میراث آنحضرت علیہ افضل الصلوٰت و اکمل التحیات علم و حال و مقام است اکنون شمار است علم بیگانگی و حضور قدرت تامہ و کیل بندگان بودن و لطیف و رؤف نسبت بطبیعیات و قہار و جبار نسبت بعبادان و عاصیان و غفور و رحیم نسبت بشکستگان و نادمان و عذرخواہان و علم بر انحصار سعادت و در طریق شریعت متابعت سنت و از احوال محبت خدا و رسول و متابعان و نیازمندان و محبت آنچه مرضی خدا و رسول است از متابعت شریعت و تعظیم اہل او و از مقامات مقام رضا و وجود شفقت و ترویج شریعت لطفاً و قہراً بقدر وسع و امکان و آنچه از لوازم است عمل بمقتضائے من آتانی ہمیشی آیتہ ہر دولۃ علوم و احوال مقامات بے نہایت میسر گرد و انشاء اللہ العزیز۔

ایضاً بہ یکے از امراء عالیشان کہ بمرکت الطاف مغفرت پناہی ارشاد و ستگاہی از صفات خود و بعض صفات دیگر برہ تمام یافتہ بود۔

۷۱۔ بہ یکے از امراء حق سبحانہ و تعالیٰ از عنایت بے علت خود نصیب کامل عطا بکند۔ اصل ہمین است ہر گاہ و ریچہ عنایت فرو افتادہ مفتوح شود ہم سرش نگران عظمت ہم روحش معیقل محبت ہم دلش تسلیم احکام کتاب و سنت ہم تنش در مقام استقامت قائم خواہد بود و مقصود آفرینش ہمین است باقی از معارف و کمالات اگر وجہی ردے نماید کہ دریں اصول مثل نیفتد نور علی نور و الہباء منثوراً۔ پس طلب بظہور غایت را بمقتضائے ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ ناممکن است در مقام متابعت عیبادیہ بود اگر بحسب بشریت نقصانے دریں سعادت پیدا شود ہمیشہ نیازمند بودہ و ریوزہ از دلہامی باید کرد شاید کہ یک دعا دریں میان کار گرفت الحمد للہ و المنة کہ این طریقہ را نیک می درزند و بسے راز دلہائے سالم را نیک خواہ خود می گردانند اللہم زد و حال کاتب عظیم شوریہ و بے سر انجام است۔ سخننے کہ از و ترا و ش کند بہ هیچ مصلحتی نمی شاید بمقتضائے علم خود کہ ایماں بران دارد سخننے می نویسد چہ تو ان کرد چوں اشارتے بتحریر این نوع سخنان بود ناچار جرات نمود و الامی دلم



کہ من کیائی اس موعظہ ام مرا می باید کہ از ہر چہ گمان نیک و بد بران بودہ ام تو بہ کنم و ہمیشہ بکلمہ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللَّهِ بِرطبق عامہ مسلمانان تجدید ایمان خود می کنم تا نفس باخوردسد و از میں و امرگاہ شیطان صورت ایمان بدر برم فریاد کہ از صنعت جسمانی و بد فرمانی نفس سرکش از عمدہ این کار ہم نمی توانم برآمد تا عاقبت چہ شود۔ این قدر هست کہ کار بہ ارحم الراحمین است ع

کس با تو زیان نہ کرد من قسم نہ کنم  
الحمد لله اولاً و آخراً و ظاهراً و باطناً

۷۲۔ حق سبحانہ و تعالیٰ کار ہا چنانچہ باید سرانجام نماید ۔

من از تو بیچ مراد سے دیگر نمی خواہم

ہمیں مستدر بکنی کہ خودم جدا نکنی

حاصل آنکہ دل بایار و تن در کار می باید بود و تصوف یکسو نگرستین و یکساں زیستن است

انشاء اللہ تعالیٰ توفیق کامل رفیق باد۔

ایضاً بہ امرائے مذکور قلمی یافتہ

۷۳۔ ایضاً بہ یکے از امرائے مذکور۔ حق سبحانہ و تعالیٰ محفوظ دارد و ظاہر یکدم و باطن بنور دل شکستہ و جان مشتاق عطا فرماید بالجملہ مجموع لطائف وجود را در صراط مستقیم بندگی ممکن دارد و این گرفتار را در سلک این آزادگان محسوس کرد اند۔ بمنہ و کرمہ۔

ایضاً ہمیں امراد سعادت یار نوشتہ شدہ بود۔

۷۴۔ ایضاً بہ یکے از امرائے مذکور۔ خدام ذوی احترام شیخ حیدر کہ عمر صرف خدمت در دیشاں و مقصد ایان طریقت کردہ و در طریقہ مشائخ ترک عظم شاہنم مجاز و متعین اند متوجہ زیارت حرمین شریفین زادہما اللہ تعالیٰ کرامتہ گشتہ اند بہمت غربت و ناشناختن اوصناع این دیار و بعد موسم فی الجملہ تفکر و تاملے واردند چون بخار غریب و مشفق فقرا و مضطربین بالفعل جز در گاہ نقابت و سیادت طہر اللہ تطہیرانست



رُویانجا آورده اند انشاء اللہ تعالیٰ بروجہ احسن تلافی فرموده از انوارِ مکرمت مخطوط گردانند۔

۷۵۔ حق سبحانہ و تعالیٰ بمنتهائے مطالب برساند ۷

یکے لحاظ از دوری نشاید      کہ از دوری حسرتی با فراید  
بہر مالیکہ باشی با خدا باشی      کہ از نزدیک بودن مسرتی زاید

لا يزال العبد يتقرب إلى بالنوافل حتى احببته فاذا احببته كذبت سمعه  
و بصره الى آخر المحدثات یعنی ہمیشہ بندہ بزوائد عبادات کہ غیر فرائض است بمن تقرب  
میکند و میخواند مرضی و قبول من شود تا آنکہ بواسطہ این سعی و کوشش من او را دوست دارم  
چون بدوستیش برگزینم جذب عنایت من او را از ولستاند من عین قوی و جوارح او شوم بمن بنید  
و بمن گیرد و بمن رود الغرض حتی الامکان مراقب حق می باید بود او را اجل شانہ حاضر و ناظر خود در جمیع  
امور می باید دانست و در مجموع خیرات و میرات مقصود لغائے او و رضائے او می باید داشت تا بمنتهائے  
عالی ہمتان رسیدہ شود۔ حق سبحانہ و تعالیٰ آن عاجز فروماندہ را برادش برساند بالبنی و آلہ الامجاد۔

بہ شخصے از مخلصان نوشتہ بود۔

۷۶۔ بہ شخصے از مخلصان۔ وفقکم اللہ فیما یحبہ و یرضاه محبوب و مرضی حضرت حق سبحانہ و  
تعالیٰ در کتب کارشناسان حقیقت ہیں مبین است۔ خلاصہ تطبیق عقائد بعقائد سلف صالح مدو مت  
عمل بروفق مذہب امامی از آئمہ حقہ است از فروغ و لوازم این سعادت محبت منتسبان حضرت  
نبوی است از سادات و علمای دین و فقرائے صادق معرا از بدعت و الحاد قولاً و فعلاً تحقیر مخالفان  
و عقائد ایشان نمودن است و ہم چنین فروغ بآں نور است و ستگیری مظلومان و رفع حاجت محتاجان  
و عفو مجرمان و مسایلہ و حساب زیر دستان مگر آنکہ امرے از حقوق شرعیہ فوت شود آن قدر کہ ازین جملہ  
میسر شود۔ سعادت است ترک بعض ترک کل نتوان کرد۔ وَاللّٰهُمَّ عَلٰی مَنْ اتَّبَعَ الْهَدٰی۔

۷۷۔ حق سبحانہ و تعالیٰ آن نخل سیادت و طہارت را از ثمرات اصلیہ بردمند گردانند بمنہ و کرم من



بدت عین من الکرم المحقق الملاحقین بالسابقین خداوند است آنچه خواهد کند بہترین  
وسائل بایں سعادت نیاز و فروتنی و بجزئی بانیکاں بل عامہ اہل ایمان است نوشتن امثال ایں امور  
صورت تحصیل حاصل دارد لیکن از عالم تذکیر امرے بظہور می رسد۔

مستورہ کہ داعیہ طلب در باطنش پر تواند اختہ بود۔ چون شرف صحبت طیرش نبود از عورات  
مشغولہ مستغیدنی تو انست شد چه ایں چنین عورات کہ لیاقت صحبت داشتن و فائدہ رسانیدن مستور  
در آنہا پیدا شدہ بود و در آن شہریج کیے نبودند از روستے شفقت ایں صحیفہ برائے مستورہ مذکور لطف فرمودہ  
۸۔ بہ مستورہ حق تعالیٰ و جل و علے توفیق کامل رفیق گرداند۔ سرمایہ سعادات متابع فرمان الہی و  
پیروی سنت رسول او بودن است و خود را از ہر چه تباید کرد از غضب راندن و بدی مسلمانی اندیشیدن  
و متاع یے مدار وینوی نظر انداختن و خود را از سائر مخلوقات بزرگ دیدن و سفر آخرت را فراموش کردن  
نگاہ داشتن است بعد از عزیمت تحصیل ایں صفات اگر قبول خداوندی و رسد کلمہ لا اِلهَ اِلَّا اللہُ مُحَمَّدٌ  
رَسُولُ اللہِ را آہستہ تکرار می کردہ باشند و در وقت تکرار بفرارغ خاطر عالم و عالمیاں را از نظر اعتبار انداختن  
شرط ظہور نتیجہ است حق سبحانہ و تعالیٰ در ہمہ حال ظاہر و باطن ہمیشہ ناظر است و وظیفہ طالب صادق آنکہ  
چشم از مخلوقات پوشیدہ ہمیشہ منظر نظر رحمتے باشد۔

یک چشم زدن قافل از اں ماہ نباشی

شاید کہ نگاہے کند آگاہ نباشی

باید کہ بدانی کہ اصل فراغ دل لقمہ پاک حلال بقدر حاجت خوردن و ترک اختلاط بیہودہ گویاں و  
دنیا طلبیاں کردن است اگر ہزار سال ذکر گوئی و لقمات از وجہ حلال نباشد مقصودت جمال نخواہد نمودہ  
صمت و جمع و شہر و عزالت و ذکر بدوام

تا تمامان جہاں را بکند کار تمام

والسلام والاکرام

۹۔ سرمایہ ہمہ سعادات ہا عجت ذاتی حق سبحانہ است انشاء اللہ العزیز بر وجہ اتم طیتر گردد و ان



بدت عین من الصکرم المحقت اللاحقین بالسابقین ۛ

تو گو مارا براں دربار نیست

بر کرمیاں کار ہاؤ شواری نیست

القصد ہمیشہ امید وارد نگراں می باید بود و هیچ کارے را مانع این نگرانی نمی باید ساخت بالجمله  
غیر هیچ چیزے نمی باید خورد۔ ہر زیانے کہ در ہر کار شود گوشو گفته اند جمعیت آن است کہ از ہمہ بمشاہدہ  
واحد پروازی در کلمات قدسیہ خواہ پارہا است کہ جمعے گماں بروند کہ جمعیت در جمع اسباب است اور  
تفرقہ ابد ماندند و فرقہ بقیں دانستند کہ جمعیت اسباب از اسباب تفرقہ است دست از ہمہ افشانند  
خدا تعالیٰ بحرمت محمد مصطفیٰ و منتسبان آنحضرت علیہ و علی آلہ افضل الصلوات و اکمل التحیات این  
گرفتار را بکمال این جمعیت برساند حقیقت ایمان کنند و پیوستن است۔

بصرع ۛ یعنی از غیر کنی دل بخند پیوندی

عاقبت کار با دوست ۛ

گر بروی عذر پذیر نیست بوند

ورنہ خود آئند و اسیرت بوند

۸۰۔ حق سبحانہ و تعالیٰ با علی مرتبہ انقیاد و مشرف گردانند۔ عربیے بیکے از دوستان خود  
می گفت صوفی مشو ملا مشو این مشو آن مشو مسلمان شو تو فنی مسلما و الحقنی بالقنا الحین  
الغرض گاہے بہت حصول این مطلب برائے ما فاتحہ می خوانندہ باخیزد این را بترکلف حمل نہ کنند، کہ  
مسلمانی کار بزرگ است۔ بی مومبت الہیہ بدست نمی آید دائرہ کسب ازاں خالی است حقیقت  
تصوّف نیز ہمیں مسلمان شدن است تصوّف یکسو نگر نیستن و یکساں زیستن۔ والسلام علی  
من اتبع الہدیٰ۔

این رقعہ بیکے از درویشان عہد نوشتہ شدہ۔

۸۱۔ بیکے از درویشان عہد سبحان اللہ نمی دانم کہ چہ نویسم پایہ کمال آنحضرت ازاں رفیع تر است



کہ نظر دانش ہر سیت رسمے ازاں وریا بد تا لحظہ بستائش و بیان چگونگی آں وقت خود را معمور دارد  
 لا احصى ثنا علیک خود بزبان حال و در خلوت خانہ وجود خود با خود و استان زیبائی خود در میان داری  
 بے ترامی سزد کہ مستور قباب عزت را نظارہ کنی لا یحمل عطا یا هم الا عطا یا هم و اگر فضل  
 ازاں کوتاہ نظراں در میان آورده و خود را بقدر استعداد ایشان با ایشان نموده آں را نیز با تو نمی توانست  
 شمر و در اظہار آں عاجز آمدہ چارہ جز آں نمی بیند کہ بکلمہ جامعہ انت کما اثبتت علی نفسک  
 اکتفا نمایند چه آں نمودن کہ اظہار جمال خود کردن است حقیقت شمار است الحق ایں خوشتر چون تو  
 رازے را کہ در خور تست با خود داری مایز را زیکہ در خور است و در میان نمی آریم

ہر کہ زو ہر نگ یا ر خویش نیست

عشق زو جز رنگ و بوئے پیش نیست

ہیہات چگونم ایں امانتے است کہ از تو بار سیدہ ایں را نسیا منسیا ساختہ و حق را پوشیدہ بدای  
 ظہوری و جہولی می باید مبتلا شد لا ایمان لمن لا امانۃ لہ مگر ازینجا است ما عرفناک حق معرفتک  
 دریں مستشہد جمع است زیبا تر آنکہ از رنگ کذب نیز مبر است  
 آنرا کہ فنا شیوہ و فقر آئین است

نہ کشف و یقین نہ معرفت نہ دین است

اگر صاحب ایں مقام شمار شمار ازاں نسبت مائے و منے سلب نماید یعنی از ثنائے جمالی منسوب  
 نیست عجب نیست ہر چند کہ ایں کلمہ خیر از مقصود فی الجملہ بیگانگی داشت اما چون سر رشته سخن باں جا  
 کشید و در تحقیق معنی حدیث دخل داشت عنان قلم درست رفت اکنون وقت رجوع و بازگشت است  
 ع از ما ہمہ عجز و نیستی مطلوب است

لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ سُبْحَانَكَ إِنِّي كُنْتُ مِنَ الظَّالِمِينَ وریں صحیفہ حدیث لا احصى  
 ثناء علیک انت کما اثبتت علی نفسک از راہ تاویل بہ پنج صورت ممیّن گشت چنانچہ بہ تأمل  
 شافی معلوم می گردد مجموعہ ہائے مکام اخلاق مخدوم زاد ہائے آفاق بندگی قبول نمایند ہاں سخن است  
 ہ زبان سیرت ہر کس ثنا گر است اورا

چہ احتیاج بدای و یگر است اورا



۸۲۔ بدانیکہ کہ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم آدمی بود پاک زادترین آدمیاں ہیچ خواندہ بود و اہل آل ولایت کہ او در آنجا زائیدہ شدہ و کلاں شدہ نیز خوانندہ نبودند آری پدر ان پیشین ایشاں ہمہ چیز کہ آدمیاں راجی باید وانا تر بودند و بہترین روئے زمین بودند اما رفتہ رفتہ علم در ایشاں نمائندہ بود ناگاہ خدائے تعالیٰ محمد صلی اللہ علیہ وسلم را بیا فرید و آشنائے خود کرد و خدا را چنانچہ بہ ازاں نتواند صورت بست شناخت و فرشتہ را فرستاد کہ با محمد بگو کہ صفات مرا با آدمیاں و جنیاں بگوید و از ہر چہ رضائے من در ان نیست ایشاں را منع کند و نماز و روزہ و زکوٰۃ و حج و جنگ با کافراں با ایشاں تعلیم کند اول فرشتہ انہا را چنانچہ خدا گفتہ بود و بوحسد صلی اللہ علیہ وسلم رسانید بعد ازاں محمد صلی اللہ علیہ وسلم بجایعتے کہ بدیدار پاک او مشرف بودند رسانید بایں تقریب خدا تعالیٰ کتابے کہ نام شریف او قرآن است بواسطہ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم بفرزندان آدم و بفرزندان جن فرستاد اکنوں بندہ مومن راجی باید کہ بدل یقین کند کہ ہر چہ در ان کتاب است و ہر چہ محمد کہ فرستادہ و برگزیدہ خدا است گفتہ است ہمہ راست است و بزبان نیز بگوید کہ خدایکے است و محمد فرستادہ برحق لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ چوں ایں قدر دانست می باید کہ از دانا یاں تحقیق کند کہ مارا در ان کتاب چہ فرمودہ است چہ چیز می باید دانست و چہ کاری باید کرد در ان کتاب فرمودہ کہ من زندہ ام کہ ہمیشہ بودہ ام و ہمیشہ خواہم بود و ہمہ چیز دانا یئم و بر ہمہ چیز قدرت دارم و ہر چہ خواہم می کنم و ہمہ چیز می شنووم و ہمہ چیز می بینم بہر کس از رگ گردن او نزدیک ام تبار و جبارم با وجود از ہمہ کس رحیم ترم و تمام عالم را آدم و پری و فرشتہ و زمین و آسمان و سنگ و چوب و ہر چہ در انہا است ہمہ را من ساختہ ام و می سازم ہر چہ پیدا می شود ————— من پیدا می کنم و ہر چہ نابود می شود من نابود می کنم لیکن رسدن آتش را بہانہ ساختہ است تا در دنیا ہر کس او را بشناسد و کار او را نہ بنید بدانی کہ او یگانہ است دریں کار با ہیچ شریک و وزیر و کارکن و یاری دہ ندارد و ہر چہ غیر اوست ہمہ را ساختہ و آفریدہ است و دیگر در ان کتاب فرمودہ کہ بندگی من بکنید و آن بندگی نماز و روزہ و زکوٰۃ و حج و جنگ با کافراں است و دیگر حق حقدار ان نگہدارید از ما در و پند و غیرہ و بر ہیچ کس ظلم نہ کنید علم ایں با بسیار است آہستہ آہستہ از دانا یاں تحقیق کنید دیگر بدانید کہ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم خوش روتریں و خوش خلق تریں آدمیاں بود ذات او اذہا پاک تر دل او از ہمہ دہا روشن تر تمام اولیا گدایان در گاہ او نند ہر چہ در آدمی باشد ہمہ را از ہمہ کس بیشتر داشت و ہم چنین ملہ بدانیکہ کہ بعد کہ غالباً زائد ہے۔



خدا تعالیٰ دل اور خانہ خود ساختہ بود ہرچہ می گفت از خدای گفت و ہرچہ می دانست از خدای دانست  
و ہرچہ می کرد بقدرت خدای کرد و الحال نیز ہم چنین است و تا خواهد بود ہم چنین خواهد بود چنانچہ کسے راجہ  
می گیرد و دریں وقت ہرچہ می گوید و ہرچہ می کند جن می کند ایں مثال بعینہ نیست ایں مثال از بوائے آنست  
کہ بدانید کہ قرب او بر ہیج قرب نمی ماند۔

بعد از آنکہ جناب مخدومی استاذی میاں شیخ احمد سرہندی بدرجہ کمال و تکمیل بلوغ نمودند و از بس دید  
عظمت و بیہ نہایت حضرت مقصود و عز قدر و مزید طلب کہ آنحضرت حضرت ارشاد پندہ خود را مبتدی می بیند  
و نظر در حاصل خود نمی انداختند۔ مکاتبات بروش مذکورہ بخند و می مذکور شرف صدور می یافت و در علماء و ملا  
بر وفق ایں مضمون ناطق بودند و کمالات جناب مشائرا الیہ را زیادہ از انچہ سلیقہ کاتب و قلم آرد از حضرت  
ایشان شنودہ و در چین اوقات بہ ایں عنایت نامہ نوازش فرمودند۔

۸۳۔ بہ شیخ احمد سرہندی۔ حق سبحانہ و تعالیٰ باعلیٰ مرتبہ کمال و اکمال برساند۔

وللارض من کاس الکرام نصیب

تکلفی نیست آنچہ حقیقت حال است نوشتہ می شود۔ پیر انصار قدس سرہ می فرمودند کہ من مرید  
خرقانی ام لیکن اگر خرقانی دریں وقت می بود با وجود پیریش مریدی من می کرد۔ ہر گاہ صفت آن بے صفات  
ایں باشد گرفتاران آثار صفات چرا جان فدائے لوازم طلبکاری نکنند و از ہر کجا بوائے ہشتام ایشاں برسد  
در پئے آن نہ روند۔ اکنون توقف و اہمال ماند از استغناء و بے نیازی است موقوف اشارت است۔

چوں طمع خواہد ز من سلطان دیں

خاک بر فرق قناعت بعد ازیں

بارے نسخہ حال و ارادہ ما این است خدا بر آنچہ می باید مستغرق و اندوازد عجب و پندار مخلص بخشند۔  
بقیہ المقصود جناب سیادت مآب امیر صالح سلمہ اللہ انہما طلب نمودند چوں وقت فقیر مقتضی آن نبود  
تفصیل اوقات ایشاں و ادان از مسلمانان نہ نمود لا جرم بصحبت شرافتادہ شد انشاء اللہ بقدر استعداد و ہرمند  
گردند و توجہ لطف کامل بیامند۔ والدہ



بعد از ترک مشیخت و شروع در مزید انزوائے سوائے چند نفر مخصوص ہمہ حاضران را  
در اول فرمودہ بودند کہ بخدمت استاد میاں شیخ احمد سلمہ اللہ بروند۔ چون گسیختن این چنین  
مخلصان بیک بارگی ازین درگاہ بغایت امر و شوار بود و طول شدند۔ آخر جمیع را با لطافت و ترغیب  
راضی کردہ فرستادند و آنہا کہ بے رضا بمحض امر عالی می رفتند منع کردند و دران وقت این  
عنایت نامہ نوشتہ شدہ بود۔

۸۴۔ بہ شیخ احمد سرہندی۔ حق سبحانہ و تعالیٰ بکمال صفا برساند۔ چہ از دوستاں کہ گرفتار  
بار وجود ما بودند۔ چون ما در مضیق و مایہت الالہ مقام معلوم و در بند مصلحت و منکر و عقل ما  
اقتضائے آن کرد کہ دریں برشکال از مقابلہ این بو قلمونی دور افتادہ و در تحت اشعہ آفتاب  
شہود زندگانی مانند انشاء اللہ العزیز بہ نیکی و پاکی آخر رسد و فائدہ جماعت و صحبت محقق است  
و روشن چہ حاجت اظہار ہے

ما گرفتاریم بر مانا و کب بیدار دین

سنبل و گل بر کنار مردم آزاد دین

استغفر اللہ من جمیع ما کرا اللہ۔ دیگر دیری است کہ از احوال  
شریف خود چیزے دقتی فرمودہ اند انشاء اللہ العزیز خیر مانع باشد بعد از برشکال اگر راہ  
استخارہ باشد خواہد آمد و الا فلا لیکن آنچه در استخارہ ظاہر شود بمانویسند اگر تعبیر خود نیز  
نویسند نور علی نور۔ واللہ اعلم

۸۵۔ اللہ تعالیٰ فقرا و مساکین و درماندہ را از برکات برگزیدگان بدرمانے برساند۔

مذتے است کہ نیازے بدرگاہ ولایت عرض نکردہ ایم آسے این پاک کلمہ را قاصدان  
صادق عامل می تواند شد بجد اللہ این قسم خود صورت می بندد۔ دیگر چہ نویسیم سخن در ویشاں  
بحضرت شما نوشتن بغایت بیشتری است و حکایت اوصاف صوریہ بسیار بے جا الغرض  
ما را حد خود می باید دانست و از فضول احتراز می باید کرد۔



در ایامیکہ ترک مشیخت فرمودہ اند۔ انزو او تنہائی ہا زیادتی می پذیرفت نیز باریاں  
مشالیت ہا و تعظیم ہا بروش سابق می نمودند از خانہ باہل مسجد و ترک تعظیم ہائے مریدانہ  
این رقعہ را نوشتہ بمسجد فرستادند۔

۸۶۔ بہ اہل مسجد۔ معروض مخاویم می گردانند کہ روزے چند مصلحت خود وراں می بیند  
کہ بمقتضائے کلمہ قدسیہ حضرت خواجہ عبدالخالق غجدوانی کہ در شیخے را بربند و دریاری  
را بکشائے عمل نمودہ آید اکنون التماس آں است کہ ہم چناں کہ کرم نمودہ مشالیت  
را ترک نمودہ اند تو اضع و تعظیم را در مسجد نیز ترک نہایت در نشست و برخاست و  
آمد و شد مسجد ہماں معاملہ کہ بمرزا حسام الدین و خدمت مولینا یوسف و امثال ایشان  
می نمایند بفقیر نیز نمایند خود و بزرگ از ولہ تا میان شیخ الہدای بریں عمل نمایند انشاء اللہ  
مثاب شوند۔

والسلام علی من اتبع الهدی

مستعدے روزے چند گاہ گاہ بدیں آستان آمد و شدے می کرد و بواسطہ کمی  
اختلاط بخادمان این درگاہ و مصاحبان قاصر بہت و کثرت اُمیدواراں و فرزندان نتوانست  
کہ تحمل فقر نماید و صلاح و سعی معیشت او ہم ندیدند اصطرار از رخصتے گرفتہ برائے کسب  
معیشت رفتہ بود عزیزے از علما کہ از راہ معنی بہرہ ہا دارند۔ چون بمستعد مذکور قریبتے  
داشتند کہ مشار الیہ ازاں سفر مراجعت نمودہ بکسب کمال اشتغال نماید بعرض رسانیدند  
کہ در ترغیب آمدن او چیزے قلمے فرمایند بواسطہ رعایت خاطر آں عزیزے کتابتے کہ مشار الیہ  
بمستعد مسطور نوشتہ بود طلب داشتہ در نظر آں این چند سطر را نوشتند۔

۸۷۔ بہ مستعدی۔ اللہ ولی الذین آمنوا یخرجہم من الظلمات الی النور  
ہرچہ نوشتنی بود در صحیفہ بندگان مخدومی مندرج است زیادہ چہ نویسم بارے فرصت  
وقت بلکہ وقت و نفس را غنیمت شمرودہ بمقتضائے آں زندگی می باید کرد۔ در بلیغ کہ این عاجز  
گرفتار را وقت کار نماندہ و اگر نہ بتوفیق اللہ تعالیٰ وریں دو روزہ عمر دیوانہ وار ماتم بازماندگی



خود می داشت و در جستجوی کیمیائے مقصود تنگ و دوسے می نمود و زندگانی فذلے میں راہ  
 می کرد۔ حق تعالیٰ وریں افتادگی نیز در دے و آشوبے کرامت فرماید کہ کار و جہاں خود را  
 در قبضہ اقتدار نہادہ از مجموع گرفتاری ہا فراغے بیایم آئین یا رب العالمین۔ امید ازاں  
 برادر آن است کہ رُوسے برخاک بہ نہند و برائے حصول این آرزوے فقیر از خدا بخوانند کہ  
 دعاء الغائب للغائب اسرّع رجابہ آمدہ والدعا۔

---



# رسائل



# در بیان حقیقت نماز

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

بِإِذْنِ اللَّهِ تَعَالَى وَأَبْقَاكَ بِهِ

کہ نماز را حقیقت است و صورت است و طور حقیقت او موقوف است بمشرف  
شدن بعبودت خستباری و طلوع این شرف از راه سلوک مبنی بر وہ اصل است اول توبہ دوم  
ادھ سوم توکل چہارم قناعت پنجم عزت ششم ذکر ہفتم توجہ ہشتم صبر نہم مراقبہ  
دہم رضا و طالب صلوٰۃ حقیقی اگر مستعد نزول جذب الہی باشد و قابلیت تقدم جذبہ بر سلوک  
داشتہ باشد و غلبہ او آتکہ بعد از طہارت باطن بتوبہ نصوح و حسالی کردن دل از آرزو  
ہائے نفسانی و روحانی کہ مقرر ہر است و توجہ بحضرت حق سبحانہ نماید توجہ مجمل ہیولانی الوصف  
پاک از اعتقادات متشن و متشکر و کلمہ اتی و جہت و جہی للذی فطر السموات والارض حقیقاً  
را شعار باطن خود سازد بیکن کہ شش غیبی در رسد و اُورا از دستاورد معنی و ما انا من  
المشركين بے ادور و جلوه گر شود چل اُورا باز باد بدہند تعطش زیادہ شود و تعلقش قوت  
گیرد و حقیقت مراقبہ کہ انتظار حصول مقصود است بطور آید طہارتش را صغائے دیگر پیدا  
شود پر تو تجلی ذاتی بزبان حال با او بے غلتی و بے نیازے مطلب را در میاں نہد معنی توکل را  
کہ بیرون آمدن از رویت اسباب است در یاد اگر لطف حق مدد نماید بیستہ کہ توجہ نیز از او  
است خود را از این صفت خالی شناسد اللہ اکبر من ان یتوجہ الیہ - این جا  
رو نماید این زمان توجہ دیگر پیش آید و ما انا من المشركين را بزبان دیگر بخواند  
عاس و تو ایمن تمام از عمل معزول شود بصفت عزت متحقق شود - و بوارثت قبول خطاب  
فتمجد بہ نافلہ لک پیدا کند از عمدہ امر و اذکر ربک اذا نسیت برآید تنزیہ بہ حق

لہ الیہ میرے ضمیر میں بھی یہ لفظ الیہ لکھا چاہیے لیکن از دہے عربیت درست نہیں بلکہ یوں ہونا چاہیے  
اللہ اکبر من ان یتوجہ الی غیرہ (توجہ بہ اللہ بہت بڑا ہے اس سے کہ توجہ اس  
کے غیر کی طرف کی جائے)۔



کند و سبحانک اللهم و عجلدک گفتن گیر و قدم در مقام توحید و اتحاد بند ازین  
جا بآن ترقی کند کہ کل کائنات را منحل و ناچیز یابد کلمہ لا الہ غیرک سر از نقاب نواری  
برآرد این جا خلاصہ قناعت در معیت نام نیستی اش بیکنند۔ باز تواند بود کہ واذکر ربک  
اذا نسیت لباس دیگر پوشیده کار فراموشی او شود خود را بعد قرار داده بمشقت علم صبر  
نماید در این موطن حکمت ارسال رسل و نتائج تکلیف پرورش سازند تعوذ نموده بے تکلف شروع  
بقرأت نماز کند فتح دیگرش اودهد و بصراط مستر شود و بسعادت رضی اللہ عنہم و  
رضوانہ برسد چون در این معیت متمکن شود هم فی صلواتہم دائمون وصف  
حال او شود این است صلوة حقیقی۔ اگر کند ذات بر او تجلی کند خواه درین منزل  
خواہ پیش ازین در منزل فنا حقیقی باطنش از مجموع امور سرود شود در دنیا یافت گریبان گیر  
جانش شود و معنی اشتهای علیها لا عود له و نشینش گردد۔

رباعی ۵

جانا بستمار خانہ زندے چندند      بامردم کم عیار کم پیوندند  
زندے چندند کس نداند چندند      بر نسبیہ و نقد ہر دو عالم خندند  
تواند بود کہ فقرش بہ نہایت رسد و منظر اکم الغنی شود ہنوز درو مند باشد این درد  
است کہ مقصود آفرینش است عبادت رُوحیہ ہمیں درواست ۵

۱۔ درد تو تا بد دلم را درد تو      یک نے در خوردن در خورد تو  
۲۔ درد چند آنے کہ میدانی فرست      تا تو انم آنچہ بتوانم فرست  
۳۔ ذرہ درد از ہمہ آفتاب بہ      ذرہ درد از ہمہ عشاق بہ

خدمت مولانا قاضی در کتاب سلسلۃ العارفین از حضرت قطب المحققین غوث الاسلام و المسلمین  
خواجہ احمد از نقل کردہ اند کہ ایشان می فرمودند کہ از خدمت مولانا جلال الدین رومی پر سید  
کہ عقل چیست فرمودند کہ عقل آنست کہ بہ بیچ چیز آرام نگیرد جز حق سبحانہ و حق آنست  
کہ بہ بیچ وجہ بدرک نشود و ہم چنین رستم این حروف از جناب ارشاد مآب مولانا خواجگی  
الکنی قدس اللہ سرہ استماع دارد کہ از والد بزرگوار خود و ایضاً بیک واسطہ از مولانا اسماعیل



شیردانی نقل می کنند که تجلی در ذات بحث نمی باشد

دوره بیتان بارگاه است

بیش ازین پی نبوده اند که هست

بلکه اتفاق محققین است که ذات مطلق محاط علم نمی شود سواء اضعیف الی الخلق  
اولی الحق جاسم گوید که محاط علم ناشدن بنفی معلومیت نه می رساند چه حقیقت علم  
احاطه است جناب ولایت آباء شیخ الله بخش علیه الرحمة که مرید محبوب حق و مجذوب وجه  
مطلق میرسد علی قوام جوپوری بودند بر مشرب تفرید و گزشتگی تام بودند و نهایت بهین را می  
دانستند الحق این چنین است این معنی اثر گرفتاری بذات بحث است و حقیقت کلمه  
لا اله الا الله حضرت خواجه محمد پارساتر سره در رساله قدسیه از خواجه بزرگ نقل  
می کنند که می فرمودند در بدانت جذب بهرگاه توجه به روحانیت اویس قرنی رضی الله عنه  
کرده می شود اثر آن توجه به تعلقی نام از علایق صوری و معنوی بود. و ایضا در همان رساله  
از حضرت خواجه نقل می کنند که هر چه دیده شد دانسته شد همه غیر است نفی مقصود نیست  
مقصود ذات بحث است او در علم نمی آید

نیست کس را از حقیقت آگهی جمله می نرسد با دست نئی

پس خلاصی گرفتار از جزایان نیست که بحسب انقاس بنفی وجود و لوازم او متوجه  
شده معنی الفقر لا یحتاج حربه را تازه سازند صفت گرفتاری و غیر آن را باصل  
حواله کنند بجان الله از غرض دور افتاد غرض بیان حقیقت صلوات و صورت صلوات اکنون  
بر سر مقصود بیایم چون بیان صلوات حقیقی نمودیم شرع در صلوات صوری نمایم.

## صورت نماز

لیس کمثله وهو السميع البصیر - تحقیق این معنی نه در غرض صله  
تست ترا این بسکه بدان که حضرت حق جل شانه بی چوں و بی چگونه ایست که به تیج وجه  
در احاطه ادراک نمی آید لایس رک الا بصار با این نیز محیط هر ذره است و همه ذرات



عالم آئینہ صفات روئید ہر کجا۔ علیست علم اوست و ہر کجا قدرتے است قدرت  
 او علی ہذا القیاس ہمہ صفات روئند کہ از پرودہ مخلوقات نمود کردہ اند بل ہمہ اوست مخلوقات  
 نمودی اند بے بود چنانچہ در آئینہ می نماید لیکن آئینہ ہم چنان صاف و پاک از صورت صورت  
 نہ در روئے آئینہ است نہ در ردون او نمودی است بے بود۔ چوں معنی را دریافتی بر تو یاد کہ  
 مراقب حق باشی و حق را حاضر و ناظر خود تصور نمائی بلکہ چنان دانی کہ ہر چہ در تو است از علم و قدرت  
 و سائر صفات ہمہ از حق است و تو ہم چنان خالی۔ بے حاصل۔ بل تو هیچ نہ نمودی بے بود  
 در خارج ہاں حق است و بس لیس فی الدار سفیرہ و میاد۔ وہم چنان ہر صرافت  
 یگانگی خود و منزہ اند انکہ جسم و جسمانی و ہر عرض باشد و موجود و غیر موجود ہے نہ لا الہ  
 الا اللہ محمد رسول اللہ۔ محمد علیہ افضل الصلوٰۃ و اکمل التقیات کہ فرستادہ ام جامع اللہ است  
 و بحسب حقیقت علیہ او با او کتاب جامع ہمراہ ہاں آئینہ صاف است کہ بجمت نمود  
 با حسن صورت و تقلید با حکام و آثار آن صورت جامع در کسوت بشریت در آمد و اسم محمدیہ گرفت  
 پس بر تو یاد کہ حفظ مراتب کنی و اسم مرتبہ را بر مرتبہ دیگر اطلاق نکنی و احکام شریعت را  
 نیک نگہداری و سعادت تجز در متابعت شریعت ندانی۔

محال است سعدی کہ راہ صفا

تو ان رفت جز در سبیل صفا

صلی اللہ علیہ و علی آلہ و اصحابہ وسلم۔

## مختصر بیان توحید

کان اللہ ولم یکن معہ شیء کلامے است از مشکوٰۃ نبوت علی صاحبہا  
 من الصلوٰۃ افضلہا بطور رسیدہ والآن کما کان کہ باقیاس از انوار آن مشکوٰۃ بزبان  
 بعضی از اکابر صوفیہ جریبان یافته طعن است بآں۔ چوں دیدہ می شود کہ اکثر متصوفہ این زیار  
 مدار این سخن را بر توحید می نہند بے آنکہ از حقیقت العالم لم یظهر قط بے خبر  
 باشند اعاذنا اللہ و جمیع المسلمین من شر ذلک الاحتیاط والاحتیاط



بخاطر چنان آمد که چپند در بیان حقیقت آن علی سبیل الاجمال بنویسد۔ بدانکه کان الله  
ولم یکن معه شیء اشاره بر مرتبه اطلاق است و تقدّم آن بر سایر مراتب تقدّم  
است ذاتی۔ چه نزد عظمت کشف مقرر گشته ارواح کل تسلیم است الآن کہا  
کان عبارت است از آنکه او هم چنان بر صرافت اطلاق خود است ظهور مقیدات جلوه  
اطلاق با پرده انما ختہ۔ در آن حضرت ازل و ابد ظاهر و باطن در یک نقطه جمع است چوں  
ذرات عالم حی زمان متعارف بود و اتصال بجز ظهور جسم می روند و قهرمان وحدت حقیقی  
بنظور می رسد پس در میان بر دو آن در بابی لایق است اطلاق تبیّا است که از کوتاهی ظهور و قیاس  
نسبت باین همه اطلاقات بے انتہا نزدیک است که نظر عارف کل شیء هالک الا وجهہ  
را شمر بیند و آنکه می گویند حفظ ما بین النفسین و نفس رحمانی است و لہذا گفتہ اند نسبت  
بعارف اصلاح بین از حفظ ما بین النفسین بہتر و الاعارف را چه احتیاج است بحفظ ما  
بین النفسین او از و منفک نیست چه در اصلاح بین و چه در غیر آن گویم الآن کہا کان  
عبارت است از آنکه استیثا نمودی است بے بود۔ ہوئے از وجود خارجی بشام او نہ رسید  
ہم چنان در علم آرمیدہ یا گوئیم اللہ تعالیٰ علم کان اللہ بعد از ظهور وقتے بودہ باشد کہ طالع  
اللہ الآن آن است و الآن کہا کان نیز ہم چنان با آنکہ الآن کہا کان  
باین معنی صحیح است و اگرچہ کان اللہ بمعنی اول باشد یعنی در نظر شہود من ہم چنان بود۔  
رباعی ۔

من پیچم و کم ز پیچ ہم بسیارے      از پیچ کم از پیچ بسیارے  
ہر سر کنہ اسرار حقیقت گوئیم      ز انم نبود بہرہ بجز گفتارے  
آنچہ تو کشتی آب وہ و آنچہ عبد اللہ فرا آب وہ۔

## معنی لَعُوذُ

لَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ یعنی پناہ می گیرم جسّما از شر شیطان را اللہ  
شہد استعاذہ پیش از قرات قرآن چه در نماز و چه در غیر آن بر حضرت رسالت پناہ صلی اللہ



علیہ وسلم فرض کردہ برامت متابعت اوستانت شده شک نیست که آنحضرت علیہ افضل الصلوات واکمل التحیات در وقت تکلم به کلمہ تعوذ با علی مرتبه معنی آن متحقق بوده اند پس طریق متابعت آن است که بجز گفتن این کلمہ اکتفا نہ نمایند و بحسب باطن خود را عاجز محض شناخته و دفع وساوس شیطانیہ التجابعا و بر مطلق بیارزند تا قرأت کلام او خالی از کدورت اندیشہائے پرانگندہ شیطانیہ دست دهد۔

مغنی نماید که این قسم تعوذ از مقولہ توکل است یعنی خداے را سبحانه وکیل خود اخذ کرد و قدرت روی اندود خود را بگوشت گزاشتن این توکل از فروغ ایمان است چه نہ کہ ایمان آورد و بآنکه آفریدگار جز وکل اللہ است دانست آن را کہ بر فعلی و صفتی کہ از دوا و خیر او بطور می آید بہر بمحض قدرت آفریدگار است وحدہ لا شریک لہ از آنکہ در خزینہ هستی او امرے موجود است یا البتہ موجود خواهد شد کہ بآن دفع ضربے یا جلب منفعت نماید۔

حضرت حق سبحانه بعد از آنکہ پیغمبر خود را امر بتعوذ کرده می گوید انہ لیس لہ سلطان علی الذین امنوا و علی ربہم یتوکلون یعنی پناہ بخدا بگیر از شر شیطان رحیم کہ فیت تصرف و سلطنت شیطان را بر آہنا کہ ایمان آورده اند و بمقتضائے ایمان پروردگار خود را وکیل خود اخذ کرده اند اینک شاید صادق بر آنچه بیان نمودیم انشاء اللہ العزیز بارانیز نصیب کامل ازین برسد۔

فصل در کلمات قدسیہ احرار یہ نوشتہ اند کہ ہر ضعیفے را کہ بادشمن قوی کار افتد چوں بمصدق و یقین تام از حل و قوہ خود پیروی آید ہر آئند بحل و قوتی از پیش گاہ موید شود کہ بآن حل و قوہ براعدا دین و ملت غلبہ تواند کرد خدمت مولانا محمد قاضی کہ از خلص اصحاب آنجناب بوده اند نوشتہ اند کہ ایشان ہر گاہ در مہمے باہل زمان خود از سلاطین و حکام چہیزے می نوشتند ساحتے سکونت فرمودہ معطل می ماندند و بعد از ان شروع در کتابت می نمودند و سر سکونت و تعطیل را ہم خود می فرمودند کہ ساحتے خود را از خود خالی ساختہ در مقابلہ کبریاے الہی می سپارم بعد از ان می بینم کہ قلم از جاست و دیگر باری می شود من قطعاً در بیان نیستیم مقصود از ذکر این سخن آنکہ اگر ہنگام تعوذ داراؤ نداشت بحقیقت ایلمنے کہ صورت این قسم تعوذ شدہ کالے متحقق شود بقرب فرائض مشرف خواهد



شد چنانچه فاجره حتی یسمع کلام الله را اکابر تحقیق در این مقام داشته اند و آن  
وقت زبان قاری حکم شجره موسی علیه السلام خواهد داشت - بیت -

بے شک آن آواز ہم از شش بود

گرچه از حلقوم عصب رسد بود

و کلام امام محقق جعفر صادق علیه التحیة کہ فرموده اتی اکرم آیتہ حتی اسمع

من املککم را شیخ اشیرخ شهاب الحق والدین علیہ الرحمہ ہم ازین مقام داشته - ابیات -

چوں پری غالب شود بر آدمی

گم شود از مرد و صفت مرد می

هر چه گوید آن پری گفتم بود

زین سرور زان سرے گفته بود

چوں پری را این دم و قانون بود

کردگار آن پری خود چوں بود

رشته - حقیقت مراقبہ انتظار است و صفائے انتظار در طلب مقصود است و در حالتی کہ

طالب از محل وقوع خود بیرون آمدہ باشد و مشتاق تقائے مقصود و مستغرق بجر ہوائے او باشد

حل ذکرہ - دید حل و قوت اغیار کوشش است و انتظار آستانہ کشش - این قسم مراقبہ

جز غنتی و قریب الانہار اوست نمی دہد - لہذا بواجب بجانب نجم الدین کبریٰ قدس سرہ در بیان ہ

اصل کہ مدار موت بالاسلادہ بر آن داشتہ این مراقبہ را اصل ششم ساختہ - لیکن بندی عاشق را

تقلید غنتی می باید کرد و خود را از حل و وقوع خود بر آوردہ انتظار محض می باید بود اما سائر مراقبات

کہ مطلوب را مقید شکل و مثال و علم و خیال کردہ در عرصہ تعقل آرند فرو داین است و معلول سے

بر سب پیش تو پیش از آن رہ نیست غایت فہم تست اللہ نیست

لا و ہو زان سدرائے روز بہی

باز گشتہ جلیب و کبیہ تنی

حضرت سبحانہ و تعالیٰ پیغمبر خود را صلی اللہ علیہ وسلم فرمودہ کہ فاذا قرأت القرآن



فاستعذ بالله من الشیطان الرجیم معنی نیست کہ میں امر ففرء الى الله وتقرء اليه  
 است چہ استعاذہ التجاہت کے بدون و درجوار اور فتن است۔ پس سنی متابع را سزاوار است  
 کہ بعد از دید عجز خود در پناہ حق بگریزد و حق را در دفع و ساوس بکالت اخذ کند معنی بہ تمام مستغرق  
 انوار او شود و در ادائے کلمات و تدبر معانی او توجہ را پراگندہ نکند کہ او حافظ و وکیل است چنانچہ  
 می باید بظہور می آرد۔ حضرت امام ہمام حسن ابن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما می فرمودند حق سبحانہ تعالیٰ  
 و مثل را یعنی خاطر غیر را ہنگام نماز در مانیہ فریدہ انہا یرید اللہ لیذهب عنکم الرجس اہل  
 البیت و یطہرکم تطہیرا در فقرات اعرار یہ مسطور است کہ نسبت بہ بحقیقت نسبت اہل  
 بیت است و از آنچہ ایشان نسبت خود را شرح داده اند روشن می شود کہ معنی سخن حضرت امام  
 آنست کہ ہنگام نماز در سرمانشانی از ملک و ملکوت نیست نہ آنکہ ایناں ہستند لیکن لباس  
 بغیرت از برکشیدہ اند چنانچہ اکابر فرمودہ اند کہ در قرب نوافل بہت خلقت مغلوب بہت  
 حقیقت است ۔

چوں تو سازی بر ان و ما فلما

بدیار قبول قافلما

برقرائے تو وحدت اطلاق

غالب آید بہت در استحقاق

در قرب نوافل یا با وجود لباس نسبت بغیرت از ایشان بر افتادہ چنانچہ ارباب توحید صوری  
 را می باشد۔ بدان ایسا کہ اللہ بنور القدس کہ این قسم تعوذ منتہی را دوست می دہد و نزدیک  
 بایں کسی را کہ نہایتش در بدایت مندرج باشد لیکن جملہ عتے را کہ بہ یقین ایمانی مشرف اند تر  
 انہما احسان را می باید از دست نہ ہند الاحسان ان تعبد اللہ کانک ترا لا فان لم تکن ترا لا فانہ  
 پس در اثنا ملاوت چنان بیندیشند کہ او ایشان را می بیند و این عمل را در حضور او می کنند۔  
 تنہیہ بعض از عرفا فرمودہ اند کہ انسان مرکب است از روح و ہیکل محسوس و امر بہ استعاذہ  
 مرجوع را است۔ آنچه نصیب روح بود خود از کلمات سابقہ معلوم شد نصیب بدن آن  
 است کہ از مظاہر ہم لفضل چوں رفتار و تا کمل و ملائیس نہیہ و سائر اوضاع مکرر و عہد اجتناب نماید



و روئے توجہ بظاہر اسم الہادی بیارواز مجالسان موافق و اوصاف مشروطہ مسنونہ۔ و ضعیف  
 زبان تکلم بآں کلمہ است بیکین اگر استفادہ کاملہ بدست نیاید ازاں بہ تمام نہ باید محروم شد  
 اگر در غلہ جمعے منحرف باشند ہمہ را منحرف نیاید گذاشت۔

اللهم ارزقنا العمل بما فيه والسلام على من التبع الهدى

## معنی بسم اللہ و سورہ فاتحہ

بسم کہ در اوائل سورت پیش علمائے حنفیہ بجهت افتتاح قرات است نہ داخل قرات  
 و اگرچہ بقول اصح داخل قرآن است پس قاری در خواندن بسم اللہ این ارادہ می کند می افتتاح  
 قرات خود بنام اللہ الرحمن الرحیم می کنم اسم مبارک اللہ را در حرف طائغہ صوفیہ قرات  
 نقلی ارواحهم سه اطلاق است یکے ذات احدیت و دیگر ذات متعبد بررتبه الوہیت و دیگر  
 احدیت جمع مطلق لیکن مناسب حال کاتب سماع مرتبه دوم است کہ قبلہ توجہ سالکان و آرام  
 گاہ مشتاقان و رب عالمیاں و مالک یوم الدین است۔

مرتبه اول از عبارت و اشارت منزه است۔ مرتبه سوم واسطہ گمراہی بسیار اں  
 توقف و تعطیل سائر اں و مزکہ پاکان است اکنون شرح ہماں مرتبه دوم کہ معشوق عالی ہمتاں  
 پاک نظر است۔ بنام۔ اللہ اسم ذاتی است مستجمع جمیع صفات کمال آینچناں دانستے کہ او بود  
 با صفات کاملہ خود و عالم نبود و اکنون کہ عالم از عرصہ عدم بہ تنگنای خیال آمدہ او ہم چپناں  
 برقرار خود است پیش گاہ بقا و ثبات او راست و گیراں در معرض فنا و مات جل من لا الہ  
 الا ہو لا تفعل کیف ہو لا ما ہو اگر نہ ذاتش پرسی لا تفکروا فی ذاتہ و اگر  
 از صفاتش پرسی استدان مجید علی ما یفہم منہ اهل اللسان من العلماء السنۃ  
 مبین ان لیس کثلہ شیء و هو السميع البصیر اگر ظاہر است اوست چہ مدار ظهور لفعول  
 و اثر است و فعل و اثر از و۔ و اگر باطن است ہم اوست و پدہ سہ کہ محرم حریم شہود است  
 در مطالعہ کمال او خیر و است و چشم سر کہ رئیس کارخانہ نمود است در مشاہدہ جمال او تیرہ است  
 کہ اقرب من حبل الومید است و او است کہ فعال لما ینبدا است و رحمن



اسم ذات است بہ اعتبار افاضہ وجود مرحقاتی کمالات را این اسم خاص واجب است دیگر  
افاضہ وجود بشر نتواند کرد ہر چند کہ رجعتش عام است۔ رجیم اسم ذات اسب باعتبار افاضہ  
سائر نعم تابعہ مرود را این اسم عام است چہ دیگرے نیز بتوفیق حق بعضے انعامات می تواند کرد  
لیکن معنی اش عام نیست چہ ہر موجودات در ہر وقت منعم علیہ نیستند الحمد للہ باتفاق  
علمائے معنی آن است کہ ہر چہ از جنس متائش و ثنا است مختص باللہ است۔ مقصود از این اہل  
بحال حق است نہ اخبار باین علم و لہذا نفس الحمد للہ نیز ستائش است علمائے اہل سنت  
می گویند کہ عالم با جمیع ذات و صفات و انعامات و در عرصہ وجود نسبت بخلاق عالم چوں  
نقوش است در صفحہ کاغذ نسبت بہ نقاشی اگر جزوے از نقش نیک نباید ویکی آن را ستائش  
کند بے تکلف ستائش نقاش است اگر گفتہ شود کہ این سخن منجر بجرمی شود می گوئیم کہ اہل سنت  
در آدمیاں صفت اختیار را بے آنکہ اثرے براں مترتب شود مخلوق می گویند و باین قدر از  
جبریہ انبیازے یابند۔ اہل تحقیق از ادبیاتے مکاشفہ بر صحت این معنی مجتہد اللہم ثبثنا  
على القول الثابت۔

وصل صوفیہ موعودہ متدس اللہ تعالیٰ ارواہم کہ از خواص اہل سنت اند با وجود علم  
اقل و تحقیق این می گویند کہ نقوش صورت کونیہ کہ بقدرت کاملہ حق سبحانہ و تعالیٰ در عرصہ  
نمود آمدہ اند از تمہیلات اسم بزرگوار آن ظاہر اند و حق سبحانہ بحسب صفات و شیون خود در  
کسوت این با ظہور نمودہ بل ہر دو بیک ظہور ظاہر گشتہ اند و لہذا صاحب فتوحات مکیہ رضی اللہ  
تعالیٰ عنہ می گوید۔ سبحان من اظهر الاشياء وهو عينا اي في الظهور  
چہ خفاتی عالم من ظاہر صفات و شیون اند فی العلم۔ پس اگر اللہ ذات احدیت بخوابند  
جمیع محامد از وجہ دیگر نیز راجع باومی شود این علم بغایت غامض است ہر چند محمل تر بہتر  
رب العالمین پرورندہ عالمیاں است ذکر این صفت درین مقام از برائے تحقیق مختص  
جمیع محامد باللہ می تواند بود الرحمن الرحیم بخشدہ وجود است و دہندہ لوازم وجود از  
آنچہ ما راجع عالم است۔ ذکر این ہر دو صفت بعد از ذکر ربوبیت اشارت است بشمول  
تربیت مرجم نعم را ملک يوم الدين منتصرف و حاکم روز جزا است ذکر این صفت بعد



از ذکر رحمت بشارت عظمی است مرعایان است را ایاک نعبد و ایاک نستعین  
یعنی ہمیں ترا عبادت می کنیم و ہمیں از تو استعانت می جوئیم در این دو امر دیگرے را شریک  
تو نمی گردانیم تواند بود که ازین عبادت مراد عبادت اضطراری باشد عبادت اضطراری بودن  
بنده است بروقی اراده الهی و مضطر بودن در زیر قضا و قدر و درین صورت ایاک نعبد  
عسب معنی مثل مالک يوم الدين می شود یعنی مالک جمیع احوال و اوقات تنی و ایاک  
نستعین تا آخر داخل دعا است یعنی از توباری می جوئیم که صراط مستقیم را بنمائی تا سلوک بر آن  
صراط نمایم و عبادت اختیاری من بروقی رضائے تو شود و در صورتی که ایاک نعبد بر عبادت  
اختیاری محمول باشد مقصود از آن اظهار انقیاد خود است و مقصود از ایاک نستعین یا بها  
معنی که مذکور شد یا اظهار آنکه این انقیاد را بهم بخلق و توفیق تو می دانیم یا طلب ثبات در این  
انقیاد و اهدنا الصراط المستقیم یعنی بنمائی ما را راه راست صراط الذین انعمت علیهم  
غیر المغضوب علیهم ولا الضالین یعنی صراط جماعتی که بر آنها انعام کرده آن جماعت  
چنانچه هم در کلام الهی بر آن تصریح شده . بنیین و صدیقین و شهدا و صالحین اند نه راه جماعتی  
که غضب کرده بر آنها و هم چنین نه راه آنها که راه گم کرده اند . اجماع صادقان و عتقان است  
که صراط مستقیم صراط اهل سنت و جماعت است از آنچه در الهیان و نبوات و علوم آخرت  
گفته اند .

محل : صاحب کتاب فتوحات مکیه رضی الله تعالی عنه عقیده چند بر عقائد  
ظاهر علماء افزوده . بے آنکه نفی آنها کند چه خلاف عقاید سلف صالحین جز ضلالت و خرابی  
بیج نیست محمد الله تعالی اعتقاد ما برین قرار گرفته و مسبب می داریم که برین میسریم و برین عشق  
شویم . اکنون شرح عقیده آن بزرگ را در الهیات نمائیم بنمائی ما را صراط انبیاء و صدیقان نه صراط  
آنها که همه خلق می بینند و از مبدا خبرے ندارند خواه خلق صرف می بینند چنانچه دهریه و طبیعیه  
که ایشان مغضوب علیهم اند و خواه بعنوان تخفایت می بینند چنانچه بعضی از صوفیاء که در توحید  
صوری معطل و محبوس اند که اضله الله علی علم . در حق ایشان درست است تمام بخود و اشراف  
خود گرفتار اند و روی توجه از مبدا گم دارند ایشان ضال مضل اند و نه مراه آنها که همه



حق می بیند و پس عالم را خیال محض و شعبه معرفت می انگارند مبدء ایشان نیز از راه برآمده  
اند و پلور بر سوسطائی می زنند و نه راه آنها که وجود دید حق و خلق خلق را وجود علیحدہ اثبات می  
کنند چه راه ایشان نیز شاہراہ انبیاء نیست مراد از این راه همان معرفت است نہ باین معنی  
کہ معرفت این با خلافت معرفت انبیاء است حاشا۔ ایشان برگزیدگان اند آری معرفت  
ایشان آن وسعت ندارد کہ معرفت انبیاء۔ پس صراط مستقیم در معرفت با اعتقاد آن صدیق کامل  
دید حق و خلق است لیکن خلق را وجود علیحدہ نمی بل چون وجود صورت در مرآت کہ می نماید  
کہ هست و بحقیقت نیست و این نمود بقدرت کاملہ حق پیدا شدہ و خلق عالم عبارت  
از این اظهار است و عالم در علم حق ثابت است نہ آن اثبات کہ علما متکلمین در صور علمیه  
نسبت با ذعان می گویند بل ثباتی از جنس ثبات خارج یعنی موجود خارجی بحسب شیون  
وصفات در علم تنزل نموده۔ و خالق عالم ظاہر گشته و این خالق بعد از عود باصل و ظهور  
در وجود چون ظهور صورت در مرآت مخلوق ممکن شدہ و آثار و افعال ظاہرہ از ممکن از اصل  
است چون ممکن پرده دار شدہ بحکم **لَوْنُ الْمَاءِ لَوْنٌ** آنائے محبوبان را در تصور می آید کہ  
فعل و اثر از ممکن است **وَالْمُهْکَمُ إِلَهٌ وَاحِدٌ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ الرَّحْمَنُ الرَّحِيمُ**  
آمین چنین باد **بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ** اکابر تحقیق قدس اللہ تعالیٰ ارواحهم تعظیم ظاہر مخلوقات  
را از ادب مقام معرفت داشته اند چه این با بحالی جمال مطلق اند۔

وصل۔ بدان اسیدک اللہ تعالیٰ بنورالقدس کہ منظریت ایشان مطلق را  
نہ باین معنی است کہ ایشان عین مطلقند تعالی اللہ عن ذالک علواً کبیراً بل باین  
معنی است کہ بحکم **لَوْنُ الْمَاءِ لَوْنٌ** مانند صفات و افعال مطلق از پرده این با بحکم  
**لَوْنُ الْمَاءِ لَوْنٌ** انا مہ ہم رنگ این با ظهور کردہ و ارباب مشاہدہ را درین اجتماع و کثرت  
بصیرت کاملہ تجز بر نور ذات نمی رفته نہ بآن معنی کہ ذات در ادراک ایشان می آید بل هستی او  
بر نعمت ذوق و محبت و استہلاک و ضمحلل می یابند مثلاً آسینہ فرض کنیم کہ از غایت  
صفائی آنکہ صورتی بر او افتد هستی او را نمی توان یافت مگر یکے عاشق آئند باشد و در  
پرده صورت چشم بصیرتش شعاع آئند را دریا بد و از سلطنت محبت و شوق مستغرق هستی



اد شود تواند گفت کہ جز ذات آئینہ نمی بیند خصوصاً کہ باین سر مطلع شود کہ صورت ظاہرہ بر  
روئے آئینہ است و در میان موجود نیست بل نمودی است بے بود موجود ہماں آئینہ  
است و پس و یہ انتہی الکلام و تم

## بیان سورۃ الشمس

والشمس و صنعہا یعنی سوگند بآفتاب و نور او در ضمن ذکر نور اشارت است بانکہ  
تعظیم آفتاب بجهت نور اوست تا از باب اشارت دریا بند کہ تعظیم مظاہر بجهت ظاہری باید  
کرد نہ بجهت نفس مظاہر والقمرادی تلہا یعنی سوگند بقمر و قمریکہ در پے رود آفتاب را و  
قدم بر قدم او بنهد و تفسیر مراد ماہ تمام است۔ این آئینہ با وجود بشارت سابقہ اشارت  
است بے تعظیم جہت کہ بجهت کمال پیروی اقتباس نور از مشکوٰۃ آفتاب محمدی نموده اند۔

بیت ۵

بنی چوں آفتاب آمد و لے ماہ

مست ابل در مقام لی مع اللہ

حضرت حق سبحانہ و تعالیٰ ذکر نور نکرد چنانچہ بعد از الشمس و صنعہا چہ نور اوست  
کانکہ قمر ہماں نوری است کہ از آفتاب بر او منعکس می شود لهذا در قرآن مجید قمر با ہم نور مذکور  
شده و جعل القمر فی حق نوراً تواند بود کہ معنی این باشد کہ سوگند بقمر و قمریکہ در پے آفتاب  
رود یعنی بر ہماں خط کہ آفتاب می رود۔ اور و یعنی سوگند بقمر در وقت کوف آفتاب چہ قرب  
او بآفتاب دریں وقت بیشتر از اوقات دیگر است و مشابہت او بمستوراں قباب عرب  
در این محل روشن تر بہت باطلش مستغرق نور آفتاب است و جهت ظاہر گر قمار پرودہ حجاب  
در این آیت تنبیہ است بانکہ بسا شریف و عظیم باشد کہ شرف و عظمت او را ندانند پس  
باید کہ بے تامل تحقیق کسے کردہ نہ شود و تواند کہ اشارت باک باشد کہ ہم چنان کہ تعظیم معنی  
نطف می باید کرد و تعظیم مظاہر قمر نیز باید کرد۔ مراد بمنظر قمر در این اشارت آن است کہ  
قمر از بنظر رسد نہ آنکہ قمر را واقع شود۔ والہما را ادا جہا یعنی سوگند بر دزد روشن کہ



غبار طلوع و حجاب ابر و ظلمت ہو انداختہ باشد واللیل اذا یغشیها یعنی سوگند بہ شب  
و قتیکہ پوشاند نور آفتاب را مراد شب تاریک است کہ نور شفق و تابش قمر در آن نباشد چہ  
ہر یک انہی دو نور آفتاب است این شب بکمال شبے رسیدہ تواند بود کہ مراد شب غول  
باشد کہ در این شب نور آفتاب کہ در آئینہ ماہ ظاہر است پوشیدہ می شود و درین شب ماہ داخل  
نظر ارض است بخلاف شبہائے دیگر و ایضاً تواند بود کہ مراد شب ایام بیض باشد چہ  
آن شب بجمت روشنی کانہ کہ آفتاب را می پوشد یعنی از خاطر با فراموشی می سازد و لہذا  
ایام بیض می گویند یعنی در آن اوقات شب نیست ہمہ روز روشن است۔

وصل : صاحب فتوحات مکیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ آن مؤدب عارف می فرماید کہ  
ایام بیض مثال ظهور حق در خلق است چہ در آن شب آفتاب و قمر ظاہر است و ہم  
چنین فکر کہ در اسم قدسیت با حق سبحانہ شریک است در خلق ظاہر است حق سبحانہ و تعالیٰ  
قدرا از اسما خود شمرده اللہ نور السموات والارض و قمر این نور گفته قال اللہ تعالیٰ  
وجعل القمر فیہن نوراً بلکہ حق بطور قمر بحسب این اسم ظاہر است و لہذا روزہ کہ آن  
یز از مقولہ ظهور حق در خلق است و در این ایام معتبر آمدہ قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم محرم کنا  
ان صیام ایام البیض صیام الدھر یعنی اشارت فرمودہ کہ صیام ایام بیض از شبانہ  
صیام دہر است و دہر از اسما اللہ تعالیٰ است چنانچہ در حدیث صحیح آمدہ لا تصیوا الدھر  
قال اللہ ہو الدھر یعنی رعایت ادب نسبت بدہر بکنید کہ او در این اسم شریک است  
با حق سبحانہ پس بندہ بمنزلہ قمر است و روز بمنزلہ نور قمر و حق ظاہر بحسب این قمر و قمر بمنزلہ  
شمس و لہذا در حدیث صحیح آمدہ کہ الصوم لی یعنی صوم کہ صفت صمدانیت است  
کہ عبارت از تنزیہ از غذا است صفت من است از نجاست کہ تسحر در روزہ سنت  
شدہ یعنی ادب آن است کہ بندہ اظهار عجز نماید یعنی این صفت خاصہ نسبت من بے  
مقوم نمے تواند داخل او شد۔

وصلت : کلام حضرت شیخ رضی اللہ تعالیٰ عنہ متقبس از مشکوٰۃ نبوی است بیک  
گوز حق و فہم را در آن دخل نمی باید داد و بلوح سادہ بے شائبہ تصرف و تکلف ملقی می باید



نمود و آنچه بفہم فائدہ از نقصان خود باید شمرد۔

وصل تعظیم شمس تواند بود کہ بجهت آن باشد کہ طلوع او کہ ظهور صبح است مورت ظهور عبادت  
پاکان است و تعظیم خضی اگر وقت چاشت اراده کرده شود بجهت آنکہ وقت عبادت مسنونہ  
بنویہ علی مصد با الصلوة والتقیہ و تعظیم قدر در وقت پیروی او آفتاب را اگر اشارت بہلاک  
بداریم چنانچہ بعضی از مفسران داشته اند بجهت آن است کہ مورت بعضی از عبادات  
معتبرہ است کہ صیام غرر شہر است۔ صاحب فتوحات بکتبہ می فرماید کہ ہر ماہی ہما نیست  
از حق سبحانہ و ضیافت ہمان علی وجہ تعجیل مسنون و مدت ہمانی سہ روز و کان رسول اللہ  
صلی اللہ علیہ وسلم بصوم ثلثۃ ایام من غدرۃ کل شہر صرحۃ النساء  
عن ابن مسعود تعظیم ہمار در وقت روشن ساختن او آفتاب را اگر عبارت از لیالی ایام بیض  
بداریم بجهت آنست کہ مورت عبارت معتبرہ است کہ صیام ایام بیض است۔ چنانچہ در فصل  
سابق بیان نمودیم۔

مغنی نماند کہ روزی کہ آفتاب را ظاہر گردانند لیالی ایام بیض است بخلاف روز ہائے  
دیگر کہ آفتاب آن روز را ظاہر نمی گردانند این چون رفتن از اثر بموثر است و آن از موثر باثر۔  
آن طریقہ علما است و این طریقہ عرفا و تعظیم لیل و نیکہ پوشاندن آفتاب را بجهت آن است  
کہ محل فراغ عبادان و آرام گاہ و کراں و خلوت گاہ محبان است۔ مغنی نماند کہ پوشانیدن  
شب نور آفتاب را عبارت از آن است کہ نور آفتاب در این وقت برنگ عدم  
شدہ چہ شاید نمودی است کہ برنگ غلظت برآمد و ظلمت اثر اختلاف بعضی از اشیاء ظاہرہ  
فی الیوم این مثال سخت فیکو است و زہر عالم کہ واجب تعلی و تقدس ہم چنان در مقرر بطون  
است لیکن احکام و آثار او کہ اسما و صفات او شہد ظهور نمود و اند۔ و ہم چنین ممکن در شگنائے  
عدم ممکن نشسته لیکن حکم و اثر او برآمد باحکام و آثار واجب امتناع گرفته و حجاب مقصود شدہ  
ازیں بیان بدریاب کہ والتیل اذا یقسطہا را بلیالی ایام بیض از وجہ دیگر نیز می توان  
حمل کرد چہ در آن اوقات آئینہ ماہ متقابل آفتاب است و آفتاب در وہ تمام ظاہر لیکن  
چون ظهور نیست منبغ برنگ آئینہ از نظر عامر مغنی شدہ والسلام وما بنا ہا۔ یعنی



سوگند با سمان و بنا کننده او یعنی نور و بنده او چه بنائے او تنویر او است او هم چنان در کرم عدم است  
 در معنی این گفتن است که سوگند با سمان و نور او که الله نور السموات والارض  
 ما طحتها سوگند زمین و سپین کننده او این نیز همان گفتن است که سوگند زمین و نور و بنده  
 او لیکن تنویر سما بصفتی شده که نسبت بیا مورث ارتفاع آمده و تنویر زمین بصفتی که نسبت بیا  
 مورث انبساط گشته و نفس و ما سواها یعنی سوگند به نفس از نفوس بنی آدم و توبه  
 کننده او مراد به تسویه نفس عطا فرمودن او است آنچه او را بکار آید از لوازم وجود نفسانی فالحیها  
 فجورها و تقواها پس الهام و بنده او ببدی و نیکی یعنی سوگند به کسی که نفس را تسویه داد  
 و پس از آن راه خیر و شر را دکشوده اختیار فعل هر یک با و داد اکنون نزدیک می شود پاکه فاذا  
 سویته و نفخت فیہ من روحی یعنی بعد از تسویه روحی که تمیز نیک و بد اختیار  
 فعل هر یک در او است آفرید تواند بود که مراد این باشد که او را بر خیر و شر داشت بحسب  
 اختلاف افراد جواب این قسم با این است قد افلح من امرکها یعنی بدستیکه رستگار  
 شد کسی که پاک گرداند نفس را از آلائش اخلاق سیئه چون کبر و حسد و بخل و غیره خلک من  
 المهلكات وقد خاب من دسها یعنی بدستیکه نا امید شد کیسکه گم کرد نفس خود را بمصیبت  
 و ضلالت و گم کردن نفس عبارت از گم کردن روحی است که بعد از تسویه و تعدیل ارکان او در و  
 نفخ کرده شد و از اثر آن نفخ کانه بی شد لهذا بسیارے از علما مجر نفس و سیکل محسوس امرے دیگر اثبات  
 نمی کنند و حالا عامه آدمیان درین منزل اند و گم کردن روح گم کردن خواص روحانیه است و در  
 مرتبه نعام و زندگانی کردن و اولئک کالانعام بل هم اضل خبیث و نا امیدی مخصوص  
 کفار باشد لایئاس من روح الله الا القوم الکافرون چه هر که ایمان آورد و بخدا  
 رسول و رسل و منت از قید نفس تباه جست و بصفتی خاصه روحانیه مشرف شد بل مخلقه از  
 حسیات الهیه متحقق گشت و لهذا در کتب خفیه مذکور است که الایمان غیر مخلوق  
 بیت هـ

ای گروه مؤمنان شادی کنید

همچو سوسن آزاد می کنید



وصل : خدمت مولانا علاء الدین مکتب دار کہ از کبار طبقہ صوفیا اندرون سے بلالزمت  
مولانا عبدالرحمن جامی رفتہ ازاں سخن شیخ محی الدین ابن عربی کہ ہر کہ از قید نفس ترست روح او  
بعد از مفارقت از بدن در تحت فلک قمری می ماند اظهار ملامت می نموده اند کہ بسیار سے از  
مومنان بریں صفت اند ہر گاہ بعد از مفارقت در تحت فلک قمری بمانند بہ بہشت کہ خون  
سموت سبغ است چون خواہند رسید۔ خدمت مولانا عبدالرحمن در جواب فرمودند کہ ہر کہ  
ایمان بخدا و رسول خدا آورد اور چند در فلک قمری انداخت کہ عاقبت ازاں رختہ خواہد  
جست بعضے از مخادیم سلسلہ نقشبندیہ ایں سخن را برہیں معنی حل کردہ اند کہ ادواراں وقت کہ  
ایمان آورد از قید نفس بہ تمام جست اگرچہ ہاں یک نفس باشد بعضے از اکابر اولیا فرمودہ اند  
کہ ہر کہ یک نفس خالی از شرک و ریاب خدا متوجہ شد عاقبت در نفس آخر ایں نفس و نگیری او خواہد  
کرد و پیاسے از محققین مشائخ بر ایں ماند کہ ہر کہ ایمان بخدا و رسول ایمان تحقیقی آورد بعد ازاں  
ہرگز نہ و ایمان او نمی شود و ہر کہ بعد از ایمان مرد و شدہ مجرد تقلید داشتہ و آنکس شافیہ  
انا مومن انشاء اللہ می گویند بعضے برہیں معنی حل کردہ اند یعنی انا مومن تحقیقی انشاء اللہ  
تعالی در صحاح حدیث بنویسے صدر باب الصلوۃ و التقیہ۔ آمدہ کہ ما من احد یستہد ان  
لا الہ الا اللہ وان محمد رسول اللہ و صدقاً من قلبہ الا حقہ من اللہ علی المنار  
متفق علیہ با ایں ہمہ مقرر شدہ کہ بعضے از عصات مومنین در دوزخ می در آئند و مثل ہنگشت  
سوختہ و خراب می شوند و بعد ازاں در عرض حیات شست و شویافتہ بار روح تازہ و زندگانی  
نوبہ بہشت در آئند کذابت شود بطغواھا تکذیب کردند قبیلہ شود بطغوتہا بسبب  
طغیان آل قبیلہ مرصالح و پیغمبر را اذا انمعت اشقیہا یعنی تکذیب کردند و راں وقت  
کہ برخاست بد نجت ترین ایشان کہ دستدار بن سالف نام داشت با جمعی بقصد پے کردن  
شتر صالح فقال لہم رسول اللہ پس گفت مرا ایشان را رسول خدا یعنی صالح علیہ السلام  
ناقہ اللہ یعنی اجتناب نمایند از شتر خدا کہ بعض قدرت خدا آفریدہ شد و آیتی است  
اذ آیات او۔ و سقیہا و گرد و گردید جائے را کہ او آب می خورد در نوبت او۔ آب ایشان  
کم بود ہر گاہ شتر آب می خورد و تمام آل آب را می خورد و لہذا نوبت کردہ بودند یک روز ایشان



میخوردند و یکے و زشته فکذبوہ پس تخریب کردند صالح علیہ السلام را و باین که آن  
 شتر را شتر خدای گفت یعنی این شتر از سحر و جادو وے تو پیدا شده فقروها پس  
 پیے کردند آن شتر را قد مام علیهم ربهم بذنبهم پس ملک برایشان فرستاد  
 پروردگار ایشان بسبب گناه ایشان که پیے کردن ناقه باشد فسقواها پس برابر کرد  
 عذاب را برایشان که خورد و کلاں ایشان خستند و لا یخاف عقباها و نمی  
 ترسد خدا عاقبت این کار را که ملک ساختن ایشان است یعنی پر و نایب چیز و هیچ  
 کس ندارد و نه از و چیزے فوت شود و نه کسی را با او مجال تعرضی باشد این سوره را بتقریب  
 که بعضی از مردم واجب لرعایت صاحب الاخلاص التماس نموده بودند تفسیر و تاویلات  
 فرمودند۔

## بیان سوره اخلاص

بسم الله الرحمن الرحيم

این سوره را سوره الاخلاص برائے آن گویند که از استماع این سوره اعتقاد بنده با فریدگار  
 از غبار شرک جلی و خفی خالص می گردد و فی الجمله اخلاص در عمل نیز دست می دهد اما اخلاص اعتقاد  
 از شرک خفی آن است که در الوهیت اعتقاد بذاتے بند که در عرصه امکان هیچ گونه مثله  
 را نباشد۔

والا آن معتقد خود ممکن خواهد بود۔ ازاں است که اکابر فرموده اند که التوحید افراد  
 القدم عن الحدیث و ہم ازین جاست که ابوعلی دقاق رحمه الله علیه در توحید حائے فرموده  
 که التوحید عزیم لا یقتضی دینہ چه اضلال رسوم و آثار بشریت بالکلیه گاہ گاہے دست  
 می دهد و انتہ کا البرق الخاطف می گردد بلکه ازین سوره صاحب دقتے را که صفائے  
 قلبی باشد توحیدی در پرده اعتقاد بدست می آید که حال او هیچ غلو قے را بتیر نیست سخن با  
 مدینه العلم کرم الله وجهه که الاخلاص نفی الصفات شک نیست که توحید درین درجه تعلق  
 با حدیث ذات دارد و تجلی در مقام احدیت قطعاً نمی باشد اگر چه یہ نعت احدیت باشد







باشد قدر ظاہر و جبر باطن و من شر غاسق اذا وقب یعنی پناہ می گیرم برب صبح از شر  
شب و قتیکہ داخل شود تاریکی او ہمہ چیز را مراد شب تا راست و شر او شر حشرات و اعداء  
کہ در آن وقت ظهور می کند اضافه شر بشب نہ بمصادر و صوریہ شر است بل بجهت مناسبتی کہ  
میان شب و شر است تواند بود و مناسبت آنکہ شب بجهت عدسے بنمود می آید چوں شعاع  
آفتاب فرو میرود شب می آید ہم چنین شر پیش اہل تحقیق بہ نسبت العدام امرے است  
نہ بجهت وجود امرے۔

وجود خبر غرض است چنانچہ در مجلس مبتین شدہ و ایضاً اشارت تواند بود بآنکہ آنجا فرمودہ  
اند کہ ادب آن است کہ مدام را بظاہر نسبت نہ دهند بل بظاہر مرتبط دارند و از سیاہ  
گلے روشمند چنانچہ در معاصی بہ بندہ از استعداد و کسب خود دانستہ و بنا ظلمنا گوید  
نہ آنکہ نسبت بود بدھد و گوید کہ من منظرے پیش نیستم ہرچہ در من است از جائے دیگر  
است یا گوید من چہ کنم ہمہ بخلق و لغت پیراوست مخفی نیست کہ از صبح و شب حضور و غفلت  
ارادہ می توان کرد و ہم چنین از غاسق خلق ارادہ می توان کرد و اصل لغت غاسق ممتلے  
و پر رami گویند خلق این چنین است کہ پراست از قیوم خود اگر نور وجود از یک ذرہ اود  
شود بہاں لحظہ آن ذرہ بعد م می رود و ایضاً غاسق سائل را نیز گویند ز خلق نیز سائل ہاست  
کہ الا عرض لا یبقی زمانین و پناہ گرفتن از شر خلق آن است کہ در خلوت  
خانہ سر نہاید و حجاب مقصود گردد و من شر التفات فی العقد یعنی پناہ می گیرم  
بر ب صبح از شر دمنندگان و گرہ ہا۔ این اشارت بقصد ایست مشہور کہ بعضی از دختران  
عرب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم را سحر کردہ بودند باین طور کہ در اسنہ بنام آنحضرت گرہ ہا زدہ بودند  
و کلمات سحر خواندہ بر آنہا دمیدہ بودند و آن اسن را در چاہے بزرگے نہادہ بودند معوذ  
تین برائے کشادن آن گرہ ہا فرود آمدہ چہ پیش از خواندن معوذتین اصلاً کشادہ نہ شدہ۔  
و من شر حاسد اذا حسد یعنی پناہ می گیرم برب صبح از شر حاسد و قتیکہ بمقتضائے  
حسد خود عمل کند ذکر شب بعد از خلق تواند بود کہ اشارت بآن باشد کہ خلق نیز چوں شب  
ظلمانی است اگرچہ اورا متعالمے از برزخیت است و رنگ وجود گرفتہ شب نیز بجهت سنا



کہ عباد پر آں است در امت تمام پرزنجیت است سایہ بزرخی است میان نور و ظلمت و  
 لهذا اور احکم ضوئ ثانی می گوید ان الله تعالى خلق الخلق في ظلمة عليهم من  
 نوره و ذکر نفثات بعد از شب بخت سیاه ولی آنهاست و اشارت بآنکه ایشان از  
 شب تیره تر اند و ختم بر حاسد چنانچه از ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما مروی است  
 اشارت باشد بآنکه چیزے در عالم بدتر از حد نیست بعبی نیست اگر ایں دختران نفثات  
 بخت حسدے کہ بہ بعضے از ازواج مطہرات آنحضرت داشتہ باشند ایں عمل کرده باشند  
 در شفا قاضی حیاض علیہ الرحمۃ مسطور است کہ بخت آن سحر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم  
 یکسال از عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا خاصۃً محبوس بودند۔

## بیان سورۃ الناس

بسم الله الرحمن الرحيم. قل اعوذ برب الناس بگو پناه می گیرم برب بیدگار  
 ملك الناس يا شاه ناس الہ الناس معبود ناس من شر الوسواس الخناس  
 از شر وسوسہ کنندہ پس فرزند اشارت بختارت و بے قوتی دوست بعضے از اکابر فرمودہ اند  
 کہ دشمنی را چنداں عظمیٰ نئے باید نہاد۔ حقیر می باید شمرد کہ در مغلوبیت او دخل دارد۔ و ایضا درین  
 ضمن کمال حجز خود را نیز ظاہر کردن است۔ پس عزیز بن شیطان در وقت ذاکریت آدمی است۔  
 بر گاہ بندہ غافل می شود او در وسوسہ می آید و ہر گاہ حاضری شود پس بر می خیزد الذی  
 یوسوس فی صدور الناس من الجنة والناس یعنی آن شیطانیکہ وسوسہ می  
 اندازد او را و ہر کس آدمیاں از جانب جن و انس

وسوسہ کہ از جانب جن و انس می اندازد و تراندہ بود کہ بخت دید قدرت و فعل  
 در ایشان باشد ایں وسوسہ سہ قسم است یکے مجر و خواطر و خیالات است ایں نسبت بکے  
 است کہ بتوفیق اللہ تعالیٰ ایمان دارد بآنکہ خالق افعال عباد حق است سبحانہ لیکن بظاہر  
 عقل و حس شاہدہ می کند کہ افعال عباد مربوط باختیار ایشان است و دوم آنکہ خالق  
 افعال عباد را دانستہ چنانچہ معتزلہ نسبت بہمہ آدمیاں و جنیان می گویند و بدتر از ایں است



عمل عامه حالاً نسبت به یک دیگر چه معتزله فعل بنده را با قدر حق می گوید یعنی حق تعلق را و را هم چنین استعدیه که هر چه خواهد می کند و عامه در معاملات ازین هم و حول دارند سوم آنکه بنده را با الوهیت استند کنند چنانچه فرعون و شداد را کردند و دفع و سوسه اول آن است که حق را از خلق جدا نماند و فعل و صفت خلق را سایه فعل و صفت حق بدانند و ربوبیت را عبارت از ظهور رب بصورت مرئوب اعتقاد نمایند ازین جا است آنچه شیخ اصدی فرموده -

تا جنبش دست هست مدام  
سایه یخشک است ناکام

پس استعاده بر ب الناس مناسب این است ازین معنی و سوسه دوم نیز مرتفع می شود لیکن استعاده به ملک الناس لائق بیان است که جز ایشان ظاهر شود بدانکه شبیه و سوسه دوم است آنکه ظهور قدرت را در ظهور تمام اعتقاد نمایند تا میان او و معتزله جز بظاهر و منظر فرقی نماند علاج پناه بدون بملک الناس است که مرتبه جمع است تا ظاهر شود که ما شبیه ازلیت است آنکه لا تهدي من احببت ولكن الله يهدي من يشاء چنان سید و له آدم را این حال است دیگر را چه رسد و الايضاً ظاهر شود که هر چند که قدرت و فعل و منظر اوست خلق و تاثیر در منظر او نیست عالم در هر آنکه معبود می رود و مثل آن ظهور می آید و خلق و تاثیر به تمام از مرتبه الوهیت است باین سخن و سوسه سوم نیز دفع شد بلکه بهما تفاوت ظاهر و منظر دفع شده بود صورت فرعون و شداد را با الوهیت گرفته بودند نه حقیقت ایشان را لیکن استعاده به الله الناس در دفع او مناسب است -

وصل : و سوسه خامس از سه قسم بیرون نیست یا بمعیت می اندازد یا دل بند  
را در تصرف خود آورده بلکه خواطر و خیالات می کند بآنکه ظهور بمعیت شود یا بکفر می اندازد  
نموده بالله من شره - در قسم اول التجارب بدون مناسبت است چه بمعیت واسطه  
موت می شود چنانچه بعضی از اکابر کشف و تحقیق فرموده اند که عصاة در دوزخ می میرند نه  
کفار که صفت ایشان لایموت فیها ولا یحیی است و ربوبیت واسطه و عهد  
حیات و در قسم دوم که ملکه و سحره شیطان است التجارب بملک بدون مناسب است



و در قسم سوم اقبال بالہ برون مناسب تم۔

## ترجمہ دعائے قنوت

ترجمہ دعائے قنوت : مقصود انہیں دعا غرض صفات طبعہ سلجھ کر دینا است و ایں صفات را وسیلہ نزول رحمت برایشان ساختن و خود را ذلیل حمایت ایشان انگھندن بزبان گفتہ اند کہ خوشبختی را در میان ایشان در غزاں و از ایشان و از دوستاں ایشان فرامائی گر چه دانی کہ چگونہ رسوائی۔ پس مصلی در مقام مناجات می گوید کہ خداوند اما جماعت مسلمانان ترا بیدگاری و آمدگاری می گیریم یعنی پیشہ و کار ما این است و در ہر چیزے کہ از غیر صادق بامی رسد بدل تصدیق می کنیم و بزبان اقرار می آریم کہ امانا و صدقنا و ضامن ذوق خود ترمای کنیم۔ بل در پس پردہ اسباب اعتماد ما بر تست مجملہ کیفیات در خاصیات مسخر فرمان تواند و در ہر چیزے ستائش تو می کنیم و شکر تو بجا می آریم و کفران نعمت تو نمی کنیم کہ آن چیز و نعمت را از دیگرے شناسیم و شکرے دیگرے بجا آریم و کفار فجار را لباس حیات از بر می کشیم و ترک ایشان می گیریم خداوند اتر عبادت می کنیم و برستے تو نماز می کنیم و سجدہ می آریم و دریں نماز و سجدہ بسوئے تو سعی می کنیم و دریں سعی سرعت می نمائیم و امید رحمت تو میداریم و از عذاب تو می ہراسیم ان عذابک بالکفار ملحق این جملہ از تسمہ دعائے خیر مسلمانان است یعنی عذاب تو بکافراں پیوستہ باد و از ایشان بیچگونہ بدائی یگیرا د بلکه دعا بحقیقت ہمیں است و ماسبق از مقتضات دعا۔ والسلام والاکرام۔

## بیان آیہ و ہو کم

آیہ اینما تولو فثم وجہ اللہ

کہ از کتاب برکات الاحمدیہ الباقیہ معروف بہ زبدۃ الثقات نقل شدہ از نسخہ

قلی کہ در نسخہ ۱۳۰۰ء نوشتہ شدہ و در خانقاہ حضرت شاہ غلام علی معروف

بہ خانقاہ حضرت شاہ ابوالخیر است رحمہما اللہ تعالیٰ اغفر لہما (از ص ۳۱ ص ۲)

خان  
دو ذوق آیتوں کے  
تفسیر ایک رسالہ کے  
عنوان سے حضرات القادری  
قلی کے ص ۳۹ سے ص ۴۰  
موجود ہے معلوم ہوتا  
ہے کہ وہ زبان کا  
اور صحیح ہے



**برکت پنجم :** در تحقیق کرمیه و هو معکم ایضا کنتم تنبیق فرموده اند کہ سر معیت

غیب ہو حق سبحانہ و تعالیٰ باشیاء در غایت خفا و بطون است حقیقت این دریافت موقوف  
است بر پے بردنی بر تنزیہ مطلق و اطلاق صرف آنحضرت و تنزلات او بصور علیہ و بردنی  
آں صود بر ازخ میں الموجود و المعدم ای الجامع بین الوجود و العدم فانه من خواص منزل العلم  
بیت ۵

از تو اسے بیزنگ یا چندیں صور ہم مشبہ ہم منندہ خیر و سر  
در پچنین موقوف است بر شناخت آنکہ آں صود علیہ ر ایک نسبت محمول ایکفیتے حضرت  
ظاہر پیدا شدہ کہ آں حضرت در کسوت آں صود بآمدہ و آں صود آشیئہ اسما صفات  
اوشدہ - و اسما و صفات او عین اوست فو معکم فی العلم و العین روحا کان او مثالا او جہا -  
لیکن معیت خانہ علم پچوں معیت اعمال است با صود جنانبہ از اشجار و قصور بر مذہب  
عقبتین کہ قصور و اشجار آں موطن را بالذات با عمل یکے میگویند - پس چنانکہ عمل در موطن  
عرض است و در موطن جوہر - آں ذات متعالیہ در مرتبہ منزہ است از تعیین و تمیز و اشار  
و عبارت و در مرتبہ قابل این امور و معیت این خانہ عین پچوں معیت نقطہ حوالہ است با دائرہ  
موجودہ فی الخارج پس چنانچہ نقطہ را با دائرہ یک نسبتے واقع است کہ واسطہ نمود دائرہ در  
خارج و نمود نقطہ در کسوت دائرہ شدہ پچنین ذات حق و غیب مطلق او را بقدرت کاملہ اش  
یک نسبتے بہ تنزلات علیہ واقع شدہ کہ سبب ظهور آں تنزلات در خارج و نمود آں ذات  
بحسب اسما و صفات در کسوت آں تنزلات شدہ -

**برکت ششم :** و ہم بتقریب معیت مہومہ من الایۃ المذکورہ رقم فرمودند حضرت  
واجب جل شانہ بے توہم حلول و اثبیت و بے شائبہ چنے و چگونگی در ہمہ جا با ہمہ است -  
سخن ساقی کوثر امیر المؤمنین علی است رضی اللہ عنہ کہ ہر کس کل شیء لا بمقارنتہ و غیر کل شیء لا  
نہرالیۃ - اگر اثبیت می بود لا بمقارنت می بود غیریت صودت نمی بست و اگر وہم محض  
می بود چنانچہ حکماے جہانبہ میگویند معیت در است نمی آمد و ہر کس را بے می نمود آوازہ المعجز  
درک الادراک دریں مقام است مریدان و مجتہدین و مشائخاں غیب ہویت میگویند



کہ ہرچہ دیدہ شد و دانستہ شد ہمہ غیر است بکلمہ لافعی آں می باید کردیکے از عارف رومی قدس  
سرہ پر سید کہ حق چیست و عقل کیست فرمود حق آنکہ بہ هیچ وجه درک نہ شود و عقل آنکہ بہ هیچ  
وجه جز بہ او آرام نگیرد بصرع

قلقہ است بے نہایت دردست بے وفا

برکت ہشتم : بہ تقریب بیان کریمہ فایغا قولوا فثم وجه اللہ فرمودہ انداگر غماہی حقیقت  
این معنی پر تو افکند جوہرے فرض کن کہ ہرچہ بر صفات آئینہ مترتب می شود از صفات و تدویر  
و غیرہ بر ذات او مترتب می شود و ذات او مثلاً موجب نمائندگی صوری شود بے نیادتی صفات  
بس ذات او در خارج عین این صفات آمد و همچنین فرض کن کہ ہر یک از این صفات را در  
خیال تو صورتی است چوں شیر کہ صحت علم است در مثال و بعد از این فرض کن کہ این صور  
خیالی تو منعکس شدہ اند در آل جوہر یعنی یک نسبت مجہول ایکفیتی بآں جوہر پیدا کردہ اند کہ سبب  
نمائندگی این صور شدہ بس بہر صورتی از این صور کہ روآری در انجا آں جوہر است و بحقیقت بہا  
جوہر او آوردہ آں جوہر با این صور است ہر گجا این صور است و لیکن آں جوہر منظرہ از این صور است  
در خارج جوہر از وجود خارجی ہشام این صور نہ رسیدہ بیش از این نیست کہ بقدر این صور صفات  
آں جوہر مشاہدہ می افتد و بہرچہ روئے می آری بہاں صفات علی بہ صاحب آں صفات  
او آوردہ می شود اگر ہزار سال پرواز کنی و ہزار بار بپایی بکاری تا جذبہ از جذبات الوہیت رو  
بہ تویار و وصحت اشباح و ارفاح را از نظر تو ناچیز نگرداند و محبت ذاتی کہ کلون سرست  
در جلوہ نیاید و نسبت مجہول ایکفیتی کہ مقوم ادراک و مقتدرائے آل عبت است و تعبیر از آں  
جز بہ ادراک بسیط نمی توان کرد و پیدانہ شود مرید وجہ اللہ نخواہی شد شناسائی آں خود کجا۔

برکت ہشتم : در عنوان تحقیق معنی کریمتین مذکور تین این چند فقرہ یکبہنہ نازنین و نشین تحریر  
نمودہ اند۔ قدس اللہ سرقا لہا۔ پاک است خداوندے کہ بغیض اقدس خودا شیارا در عرض نمود  
آوردہ و شیون خود را در پردہ آن نمود از تنگنائے خفا و بطون بر آوردہ و خود را در مراتب آل عتبارا  
در نظر خود جلوه گر کردہ و در تنگنائے وحدت ادنیان اثینیت نیست مطلق است از دائرہ  
اطلاق بیرون نہ چکوند اش میتواں گفت نہ چوں قادی کہ بہ یک کلمہ کن خفتگان خواب حدم



نابیدار کر دسرایمہ شوق بر جہتند آنیہ وجود برابر نشان داشت از سادہ لوحی عکس نمودا دیدند و  
 پندار وجود و سر آوردند ناگاہ صدائے و ہو معکم اینما گفتیم بہ گوش شاں رسید دیدافتند کہ معیت جز  
 بہ دوگانگی صورت نہ بند و جیرتے در کار آمد جمال عکس بشارت وجودی و ہر دو لوائے معیت  
 اشارہ بعدم میکنند وجود و عدم را در ہم منجستند وجود را فراموش کردند و در مقصود را بر خود بستند  
 کریم مطلق جل شانہ بشارت اینما تو لوائے ہم وجہ اللہ در میان آورد و گفت و فی انفسکم افلا  
 تبصرون - تیز گوشان شناختند کہ حجاب خود خودیم خود را از میان می باید برداشت ہنگام  
 این دست برد انگشت ارادت بردا من مقصود رسید فیما از راہ عروق در وزید و نکبت  
 دوست را در تجا و بیعت قلبیہ افکند بیچارہ از پلے در افتادہ کرشمہ معشوق در کار آمد و حجاب  
 نقاب از میان برداشت و مطمئن من الملک الیوم در گرفت چوں نیازی در میان بود و  
 و با حجاب اورا و صدائے فاستقم کما امرت بگوش جانفش رسانید - مخور صبحی سر برداشت  
 و غفلتہ من عرفت نفسہ فقہ عرفت بہ در میان آورد لیکن معنی واللہ من وراثتہم عجیب تعلق در جان  
 آورد از یک سو دوع نفسک و تعال و از یک سو فوکل و جہک شطر المسجد الحرام اضطرابے  
 در کار نہاد عنایت امن تجیب المضطر اذا دعاہ پردہ حجاب را کہ لازم وجود است عینکے سخت  
 پیش چشمش نہاد صورت قاب قوسین بطور رسید - این سخن آخرے ندارد - (تمام شد تفسیر  
 و دعایت - ہو معکم - و - اینما تو لوائے)

## شرح رباعیات

رسالہ شرح رباعیات سلسلۃ الاحرار

کہ در سلسلہ تالیف شدہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بحمان اللہ ذہبے خند گمتعال عالی ز تصور مسترا نہ خیال



از نور لطافتش منہا اثر مشعش

وز سر سرایتش جہاں مالا مال

نیایش و ستائش حسد و اندے راست کہ حجاب سراپردہ عزت و شرف انوار ظهور اوست  
 و سکان قباب جبرتش ظهور نور او و اگر نہ در باطن ادبیاے خود و پرده کشف متجلی گشتے۔  
 آوازہ کمالش بگوش جہاں و جہانیاں کہ رسانیدے و اگر نہ در لباس علم حجاب باطن نظر گیال  
 خود شدے و زتاب آفتاب جلالش ہم و نشانی از این و آن نماندے۔ اوست کہ در کسوت  
 رسل رحمت بیگانہ و آشناست۔ ماسر میت اذا رمیت بیان سبعان  
 الذی است۔ محمد احمد بلیم است اورا با خاکیاں چه نسبت او در عظیم است۔ لیس  
 کمشله شیخ و هو السبع البصیر علی اللہ علیہ وسلم و علی آلہ و اصحابہ تسلیما کثیرا کثیرا۔  
 اما بعد نموده می آید کہ چون دیدہ می شد کہ بعضے از اہل روزگار بجهت پستی فطرت و قلت  
 استطاعت و باز ماندگی از وصول بحتائق ارباب معرفت مقاصد عالیہ علیہ صوفیہ را نوع  
 دیگر دریافتہ عبارات و الفاظ ایشان را حتی الامکان بر مفہومات مخرقہ خود فرو می آرند و بعضے  
 ازین در میان بنا بر اصلے چند فاسد بر بعضے از انها کہ قابلیت تاویل ناقص ایشان ندارد۔ و  
 صورت قسے در میان می آرند بعضے از مطالب آن بزرگواران را ہم مقتبس از باطن مبارک  
 ایشان بشرح واضح و بیان وافی در ضمن چند رباعی ایراد کرده شدہ ہر چند کہ اندکے از انها  
 در کتب معتبرہ قوم خصوصاً در رسائل حضرت حقائق پیاسی ارشاد دست گاہی بخند و نا  
 مولانا عبد الرحمن جانی قدس اللہ سرہ السامی بتفصیل کامل مبین است غایۃ الامر لازمی چہند  
 بآں مطالب در میان آمدہ کہ دست تصرف ارباب بطلال از ان کوتاہ گشتہ غنی بجانہ و تعالی  
 حقیقت وجود واجب و ممکن و سریان ظاہر و باطن و سر یکسانی و معنی کانت اللہ و لم  
 یکن شیء معہ و ضمیرا لآن کما کانت را بر مستمعان مستفید و مستفیدان صادق  
 واضح گردانہ بمنہ و کمال کریم و انا العبد المجر محمد سبائی اذناہ اللہ تعالی عن ظلمات  
 نفسہ و البقاہ بانوار جمالہ بسمہ و آلہ۔ فمن تلک الرباعیات

گویند وجود کون کونست حصول نرسے بجز از کون نکرد است قبول



دانش که دریں پرده لسان الغیب است      بر طبق قواعد است بر وفق اصول  
 ۳- بشناس که کائنات رود در عدم اند      بل در عدم ایستاده ثابت قدم اند  
 ویں کون معلق از خیال و وهم است      باقی بنگی ظهور و غیبت قدم اند  
 غرض ازین دو رباعی اظهار آن است که ماسوائے حق عز و علی جز در علم شوبے ندارد  
 و موجود بحقیقت جز واجب توانے و تقدس نیست و آنکه عقول کون و حصول بواسطه اضافه  
 می کنند و کاین و ثابت در خارج مبدارند مجرد و بهم و پندار است۔ پس فی الحقیقتہ کونے که  
 در عقول مضاف بایشاں می شود کونے است معلق بہ کاین و ثابت یعنی مجرد و رک عقلی است  
 بے آنکه تکبیر به اصلے داشته باشد چنانچه ناقص العقل صورت منتقش در آئینہ را کاین  
 در آئینہ بدر پاید و آنکه متکلمین وجود ممکنات را کون و حصول میگویند امریست مطابق واقع و  
 مستلزم آنکه ممکنات را مجرد و علم وجودے نباشد چه هرگاه واسطه ترتیب آثار خارجیہ جز کون و  
 حصول نیز اثرے از آثار خارجیہ است پس این قسم که کائنات را وجودے مجرد کون و حصول  
 نیست کنایت است از آنکه ایشاں را وجودے نیست هر چند که غرض متکلمین این است و  
 لهذا در رباعی اول گفته شد کہ دریں پرده لسان الغیب است۔ رباعی اقل را معنی دیگرے  
 هست بغایت لطیف۔ آن معنی آن است کہ وجود کائنات فی الحقیقتہ مجرد کون و حصول  
 نیست مابیات مختلفہ کہ چندین رنگ تعین را قبول کرده اند حصولے مجرد در علم ندارد و صفات  
 ثبوتی و اجبی در خارج عین ذات است و ذات پیمناں بر صرافت بیرنگی خود۔ پس اگر علوم  
 باثر با برافتند مابیات بالکلیہ معدوم می شوند پس افادہ این معنی کہ وجود کائنات کون و حصول  
 است مطابق نفس امر است۔ آری بالجمله عقول ہنگام تعبیر کون خارجی یکے از دو نسبت می  
 باشد یکے نسبت مابیات را بظاہر وجود۔ دیگر نسبت اودا باطن وجود۔ لیکن یافت ہر یک  
 را در اہل دیگر دخل است و اندام توہم می شود کہ نسبت ہر کہ نسبتے است بخارج شبیہ نیست  
 حال در محل و یکین در مکان۔ و مکان و محل محض اعتبار۔ چہ غیبت ذات از نظر عقول ناقصہ  
 پوشیدہ است۔ آن کون را کون خارجی دانستن و آثار خارجیہ را بر مابیات مرتب ساختن  
 تصرف از وہم است۔ ازین تحقیق دانستن کہ مابیات در وجود علی مستجاب شدند بعلم نہ بفعل



و اگر چه آن فاعل موجب باشد پس شیخ محقق صدر الملة والذین القونوی و تابعان او قدس الله اسراراً  
 بهم جعل جاعل را عبارت از تاثیر موثر باعتبار افاضه وجود خارجی داشته نفعی بحولیت از  
 مایات کرده اند۔ بنایت اصل است۔ اینجا سخنی باقی است آن سخن آن است که کون و  
 حصول مضاف به هر مرتبه که باشد از مغفولات ثانویه است و اثری از آثار او چون واسطه  
 ترتیب آثار تواند شد۔ میگوئیم کون و حصول تعبیر نسبت از نسبتی که مایات را بصفت علم است  
 فی الحقیقه وجود بهمان نسبت است بل صفت علم بل ذات حق چه صفت در خارج عین ذات  
 است همچنین کون خارجی تعبیر نسبت از نسبت مایات بظاہر وجود۔ اگر چه متکلیف وجود را  
 عین واجب نمی دانند بلکه حقیقت وجود را می دانند اگر ازیں سر آگاه می شدند وجود را  
 بهمان شیوے که واسطه قبول این نسبت شده اند می داشتند بلکه ذات واجب پیدا شدند و  
 وجود را به اتفاق مشترک عنوی می گفتند۔ آگاه باشی که به این بیان که کردیم جعل جاعل  
 در مایات بطریق ایجاب پیدا شد بچاره حکماییکه ریافته اند که علم واجب واسطه وجود ممکن  
 است غایه الامر وجود خارجی را بهم کرده اند۔ هذا۔ اما خدمت کلام شیخ محقق صدر الملة والذین  
 لازم است۔ بار خدا یا مگر گوئیم که حضرت شیخ جعلی را که مقادیر در اذیان است و آن استناد  
 به فاعل است بے ملاحظه قبول علمی آن را کرده اند۔

۴۔ بنگر کره و روں بیرونش نور در دے ز عجبی بعد نوع ظهور

یا بنده انواع ظهورش باطن داں ظاہر در پرده وحدت مستور

۵۔ تکوین که دو کون را ضلّا در داده دانی که در عدم چه ساں بکشاده

عادت شده نسبتی در روں ابرو در پیروں عکس آن عکس افتاده

رباعی اول در تصور معنی کان الله ولم یکن معشئ است در رباعی ثانی در بیان حقیقت تکوین است  
 تا و همیت وجود کائنات به وضوح برسد و آثار حسن و قبح مشاهده به اصل خود که عجب است  
 تعالی و تقدس طعنی کردند۔ ہاں طالب تحقیق آئینہ فرض کن گزوی بہتر از کثافت و کدورت۔  
 ہم ظاہرش بہ صیقل و ہم باطن و ظاہرش بہ اشکال مختلف متضادہ متشکل۔ لیکن این اشکال جز در  
 مرآت باطنی اش ظاہر نہ۔ ظاہرش چہناں بر صرافت گزویت نمود ثابت۔ اکنون ظاہر مرآت



را ظاہر وجود کہ طرف خارج است بدان۔ و باطن وجود کہ جهت علم است تصور کن۔ و گزشتہ  
ظاہر را تعبیر از وحدت ذاتیہ وجود در خاطر آر و اشکال مختلفہ آدر اعتبارات و حیثیات  
آن بگیر۔ و این حیثیات را اعتبارات را در خارج عین ذات بدان تا صورت گزشتہ  
ادرا کہ عبارت از وحدت و اطلاق اوست ثابت یابی و انعکاس این اشکال را در مرآت  
باطن حصول صورت علمیہ آن اعتبارات تصور کن اینک معنی کان اللہ ولم یکن معشئ چہ ظاہر وجود  
کہ وجوب وصف خاص اوست پہچان برگزیدہ و یگانگی خود است ہیچگونہ کثرتی پر ایمون عزتش  
نخستہ۔ اکنون معنی تکوین را در باب تکوین عبارت از آن است کہ حضرت مرآۃ تعالیٰ شانہ  
بقدرت کاملہاں صورت منقشہ در باطن را نسبت مجہول بہ کیفیتی بظاہر خود بخشیدہ کہ بواسطہ آن  
نسبت عکس آن عکوس بر مرآت ظاہر افتادہ یعنی بواسطہ آن نسبت چنان می نماید کہ آن عکوس  
را وجودی در خارج است۔ اگر کسی بگوید کہ نسبتی کہ مقتضی این ظہور است از لوازم ذاتیہ آن  
صور است چنانچہ در صورت علمیہ نسبت معلومش می بینی پس قدرت را چہ تاثیر میگوید  
کہ قیاسی غائب بر شاہد میکنی ہر صورت علمیہ کہ ترا حاصل است صورت علمیہ مقدر است  
کہ از قدرت کاملہ لباس آن نسبت را در برگردہ بذات خود صاحب آن نسبت نیست  
لایعلم الغیب الا اللہ آگاہ باشی کہ وجود کائنات در وہم افتادہ آثار خارجیہ از افعال  
اوصاف مستند بہ واجب شدہ۔ اللہ المشرق والمغرب فاینما قولوا۔ فثم وجہ اللہ

۶۔ ماحورت و حق آئینہ عکس نما است

۷۔ ہر صورت در ظہور شرط و گریست

۸۔ آن کسب کہ نسبتش باگشتہ عیان

۹۔ حق موجود است قادر مطلق اوست

۱۰۔ حادث کہ نہ باشد بدو آن پایندہ

۱۱۔ سبحان اللہ زبجہ خیالے باطل

۱۲۔ آنجا کہ حق است جملگی بے سبب است

۱۳۔ کہے کہ وجود او بجز وہی نیست

۱۴۔ این است سبب کہ حق را با ما است

۱۵۔ این نسبت اسباب ازین و پیدا است

۱۶۔ در مذہب اہل حق جز یہی مدال

۱۷۔ و این مشت خیال مجملہ وہم آوگماں

۱۸۔ تاثیر کنند بہ حادث آئندہ

۱۹۔ این است وجودی عدمش زائندہ

۲۰۔ از کن فیکون جز این و شس عجب است

۲۱۔ نسبت حق اگر کند کہے بے ادب است



ایں چار رباعی در بیان آن است کہ کہے کہ منسوب بہ بندہ است کدام است ہر گاہ قدرت فعل منتسب بحق شد انتساب کسب بصور علمیه چه معنی دارد۔ بدانکہ صور کائنات اگرچہ مجرد امر کن بطور رسیدہ اندومی رسند لیکن عادت اللہ بریں جاری شدہ کہ ہر ظہور سے را مشروط بظہور دیگر داشتہ سیلیت اثبات یک دیگر عبارت از بی شرطیہ است۔ پس کاسبیت بندہ را اسباب را عبادت از بی شرطیہ است مرآں اسباب را قدرت و فعل مجملہ منسوب بحق است۔ امور و ہمہ را تا اثر سے نیست و گاہ ممکن می گویند و ظاہر وجود میجوہرند از حیثیت تقید و تعلیق با حکام باطن و کسب این وجود متقید عبارت از تعلق ارادہ حادثہ اوست بطور امرے و آن متقید را در ظہور آن امر مدخلیت جز با آن تعلق ارادہ نیست۔ مجرد تعلق با آن متقید بعد م می رود و متقید دیگر بقدرت کاملہ تامہ بطور می رسد بالجملہ مجموع حوادث مربوط بقدرت کاملہ مطلقہ است قدرت ناقصہ را ہیچگونہ مدخلیت در آن نیست واللہ ذکر الشیخ ابی الحسن الامتعمری نور اللہ مرقدہ این معنی است غرض از رباعی سوم و اگر کسب اسباب عبارت از چنگ زدن است بہ اسباب چنگ زدن مستند بر علم بہ تاثیر اسباب و نقلے ایشان۔ پس کسب امرے دست و سبی و نسبت دادن امور و ہمہ بحضرت حق سبحانہ سے ادب است ہر چند کہ لاف عل فی الوجود و غیرہ۔ این معنی است غرض از رباعی چہارم بضمناً

۱۰۔ ہر صورت علمیه کہ ہستش گوئی

زناں ہست کہ بوجے علی ازے می پویی

معلوم کہ اصل است وجود علم است

جہل است اگر جزاں کہ دوش می پویی

۱۱۔ ممکن کہ خورد در حدیثش بخشاد

در بد و نظریہ ہستیش فتوی داد

ادب ہستی و ہستی اندر دے بود

یہ چار بہ اشتباہ نامے بہنا د

در رباعی اول اشارت بدفع مشکلی است کہ بر مقدمات سابق وارد می شود۔ بیان نشان است کہ از سخنان گزشتہ چنان مفہوم شد کہ ماہیات را جز در علم وجود سے نیست یعنی صاحب آثار حسنہ رجبہ مشاہدہ می دانند نہ مجرد کون و حصول چه تحقیق این دانش گزشتہ و حال آنکہ عقول حکم بوجود ماہیات می کنند و بے شک آں حکمے است مطابق واقع و فحش آن است کہ ماہیات میکنند و بے شک آں حکمے است مطابق واقع نظر رائی در مرآت ہر رائی است و مرئی حضرت شیخ قدس سرہ العزیز



در فتوحات می فرماید ماییات است در علم برزخی بین الوجود و عدم و لهذا اعیان ثابت می گویند۔ شان و ہمیں برزخ را حال می گویند از وجہ موجود است و از وجہ معدوم۔ موجود حکم بوجود ماییات ہماں اعتبار است نہ باعتبار نفس شان غایت الامر عقول ناقصہ ازین سر آگاہ نہ می شوند۔ گماں می برند کہ باطن ایشان حکم بوجود ماییت کردہ بتخصیص کہ مرئی بصورت مرآت آمدہ۔

۱۲۔ از صفائی می و لطافت حجام در ہم آمیخت رنگ جام و ام ہمہ جام است نیست گوئی ہے یا مدام است نیست گوئی جام  
 بعد از این ابن الحسن الاشعری قدس اللہ سرہ زیبا اشارتے کردہ کہ وجود ماییت بین ماییات است یعنی وجود ماییات ہماں است کہ در خارج بہ صورت ماییات برآمدہ یعنی آنچه عقول ازاں تعبیر بہستی میکنند و بعد از دریافت در اشیا کون و حصول کہ از آثار خارجیہ اشیا است ہمیشہ مترتب می شود آن ذوات آن اشیا است۔

۱۳۔ ایں صورت علیہ کہ در جلوہ گری است از خال و خلش جمال مقصود بری است  
 ادراک مرکب است مرآت خود است در شے ہمہ چشم بودن از بے بصری است  
 یعنی صور علیہ کہ در عرصہ ظهور نموشے پیدا کردہ اند یا متعین و تمیزی نمایند مقصود کہ مرتبہ وحدت است و آن را تجلی ذاتی گویند جمال ازاں تعین و تمیزی بری است ایں صورت ہستی ادراک مرکب است  
 یعنی ادراکے است کہ ادراک و مرکب می شود چہ تعین وحدت در تعین او  
 ساری است۔ ازاں است کہ ہر چہ مرکب می شود اقل حق مرکب می شود و بعد ازاں او ایں ادراک مرآت خود است نہ مرآت حق۔ آئے در بدایت توحید بہ جہت برزخیتے کہ بین لادان ثابت است مرآت حق شدہ صورت معنی مَا رَأَيْتُ شَيْئًا إِلَّا وَرَأَيْتُ اللَّهَ می شود لیکن دریں مرتبہ ماذن بے بصری است۔ بریں قیاس کن سایر تجلیات را از آنچه در مراتب ادراک می شود چنانچہ عالم را ہمہ یک نور صاف می بیند و حق می یابد یا عالم را نیز می بیند و آن ساقی می یابد۔ بالجملہ ہر چہ متمیزی می شود و یا موجودے کسوت غیریت دارد و آن مقصود و منزل نیست۔ ایضا۔



۱۳۔ در علم دو وجه است بے شبه و ریب      یک وجه بہ شاہد است یکہ جہ غیب  
 در وجه شاہد ہمہ رنگ است و تمیز      در وجه غیب نشان است نہ غیب  
 از مقدمات گزشتہ معلوم کردی کہ علم را دو دوست یکہ ویش بوحثت است  
 کہ غیب دوست و یکہ ویش بخداست کہ شاہد و حاضر دوست۔ ہر گاہ مرآت غیب  
 و وحدت شود ظاہر دوست و وحدت نخواہد بود کہ در کمال یگانگی و بساطت است۔ پس  
 اگر ہزار مرآت فرض کنی کہ ہرگز اختلاف و تمایز در صور او نخواہد پیدا شد و ہر گاہ مرآت  
 خود شود با مرایے دیگر اختلاف و تمایز خواہد بود۔ چوں ترا ہر گزے باین مقام افتادہ صورت  
 این معنی کہ خارج مملو است از مہیات مختلفہ لا اقل از صفات مختلفہ در باطن متضمن گشتہ  
 بچگونہ تعقل این معنی توانی کرد۔

۱۵۔ این علم بسیط بے تیز است و نشان      در ساخت ادنہ راہ این آدنہ آن  
 چوں حاصل تازہ ندارد نتوان      تحصیل نمود کہیں محال است عیاں  
 این رباعی اشارت بہ آن است کہ تحصیل حق یعنی بندہ کہ تعین اولی است و زیادات زائد  
 نیست و لہذا آن را تجلی ذاتی گفتہ می شود بجهت ادراک بسیط۔ محال است۔ آسے ظهور  
 ادراک بسیط در مقام استہلاک می باشد نہ تحصیل او و اگرچہ ہرچہ مدرک می شود اول حق مدرک  
 می شود تقریبش آن است کہ نسبت حاصلہ از ادراک بسیط در ہر مرتبہ کہ باشد نہایت  
 است کہ اقل حاصل شدہ تہا بہ جز و در جز دوم از ادراک نیست و بندہ ہرگز انان نسبت پر  
 است بلکہ این نسبت مقوم وجود بندہ و واسطہ فیض دوست و لہذا آن نسبت نیز در نظر عامہ  
 مخفی است چہ ظہور اشیا بحد است و آن نسبت را ضریعے وجود نیست۔

۱۶۔ از حضرت ذات بہر استہلاک است      استہلاکے کہ از تصور پاک است  
 آن معرفت است نامش ادراک بسیط      آنجا چہ محل دانش ادراک است  
 این رباعی اشارت بہ آنکہ از تجلی ذات بہر خیر استہلاک نیست و مقام ادراک بسیط و ہماں است  
 و ایضا اشارہ است بہ آنچہ بعضی از اکابر گفتہ اند کہ ادراک بسیط مسمی بمعرفت است و ادراک مرکب  
 مسمی بہ علم الینا۔



۱۶۔ ادراک بسیط موطن خود و نفس

این است تفاوت که درین موطن قدس

۱۸۔ هنگام شعور ازین مصتام عالی

در پرده نور یک ظهوری دارد

۱۹۔ لیکن باید که نور آن باطن پاک

در دیده بهین کون حصولی ماند

۲۰۔ یارب چه کند کلامی بے چاره

بستی بکمال قرب از دستور است

هر جا هستی است دارد آنجا ما و

ظاهر شده جنت عرشی وحدت بها

هر چند که هستی است انش خالی

این است نتیجه علوم عالی

هر لحظه نیفتد ز مصتام ادراک

تا یافت شود نتیجه استهلاک

کز کوئی حقیقت نه شود آواره

کون است حصول در دلش سیاره

رباعی اول اشارت است به آنکه ادراک بسیط همه موجودات را حاصل است تفاوت

اکنون است که استهلاک نه در ضمن ادراک مرکب حاصل است۔ دیگران را در ضمن ادراک مرکب۔

دیگر مستهلاک در اغلب مسبوق است به علم مرتبه الوهیت و بعد از تنزل نیز مقید بهمان علم

است۔ دیگران را مجرد ذات مدرک علم بر مرتبه الوهیت مربوط است بر علم بمکن من حیث انه

مکن که من عرف نفسه فقد عرف ربه۔ و آنکه بعضی حکما و بعضی از متکلمین علم با فریدگار را مربوط

بعلم بمکن ندانسته اند خطا است چنانچه ظاهر است۔ رباعی دوم در بیان آن است که

در وقت تنزل از مقام استهلاک است هر چند که جمال مقصود که مدرک بسیط است رسته

در خفا دارد اما حال در علم مندرج می باشد و این معنی را در پرده نور پرنگ ظهوری می باشد و ادراک

آن نور ادراک مرکب می باشد۔ رباعی سوم اشارت است به آنکه وظیفه طالب صاحب بصیرت آن است

که خود را به این ادراک مرکب نگذارد و همیشه در مقام نایافت خود نشیند چنانکه مقام استهلاک

نمکین یابد و از سکر حال به صحو آید چنانچه باطنش غرق لجه فنا شود و ظاهرش حاضر بآنچه سرود و در

رباعی چهارم ظاهر است۔

زینهار طلب مکن که مشکل یابی

در فکر چنین مشو که باطل یابی

۲۱۔ خواهی که جمال غیب در دل یابی

در ذات خدا تعالی که آمد باطل

۱۔ می گویند از اینجا است که از معشوقی گزشته به نفس عشق آرمیده۔ منہ قدس سره



چہ در دل یافتن کہ آن را علم می گویند خواه بسیط باشد۔ آن علم خواه مرکب بذات متعلق نمی شود  
رباعی چهارم ظاہر است بنہایت عروج تا مرتبہ وحدت است و فوق آن حیرت و نادانی است  
پس معنی لا تفکر وافی ذات اللہ آن است کہ ذات اللہ تعالیٰ معلوم بہ هیچ علم نمی شود۔ حاصل  
آنکہ ذات من حیث ہی متعلق بہ هیچ ادراک نیست۔ مَسَوَاءٌ اِضْيِيعَ اِلَى الْحَقِّ اَوْ اِلَى  
الْخَلْقِ گفته نہ شود کہ بر دافضہ بسوسے حق سبحانہ معضی بعلم الہی حل نشاندہ لازم می آید چہ علم ہا بر  
بسیط کہ بہیچ گونه تعدی دروندہ باشد۔ اور اجزای ہا نہ فتنے جز آنکہ ہر چہ بہر نعت  
و وصف مرتب می شود بر نفس او مرتب نمی شود۔ نمی باشد مگر بہاں اعتبارات ذاتیہ او  
در خارج نیست مگر بہاں بعد از ظهور اعتبارات ذاتیہ اش میگویند۔ نقص متعین است کہ در  
خارج امرے باند کہ متعلق علم بود۔ و خوش گفت عارفے کہ ذات اللہ کَلَّمَ عِلْمًا و  
کَلَّمَ ارَادَةً اِلٰی مَا لَا يَتَنَاهٰی مِنَ الشَّيْءِ وَالْصِّفَاتِ و از ہمیں عدم  
تناہی است کہ محبان ذات را ہیچگونہ تسکین نمی شود و معنی بیت :

در یک دم اگر سزا دریا بکشی گم باید کرد تشنہ لب باید بود  
از ایشان بطور می رسد چہ طلب بسیط بنہایت را با برایتے کہ تصور کنی نایافت لازم است این است  
کہ سخن ادب علم بفتح اہل حیرت و عاجزاں از ادراک را طریق دیگر است ایضا۔

۲۲۔ غماہی حق را بغیر منظر بینی بنشین کہ محال است کہ دیگر بینی  
می کوش کہ بے صورت تحقیقی را در منظر موهوم مصور بینی  
ایں رباعی اشارت است بہ آنکہ چنانچہ ادراک بہ بصیرۃ جز در مرآۃ تنزلات نمی باشد و بیت نیز  
جز در مرآۃ تنزلات نمی باشد

۲۳۔ حق نقطہ جلالہ جہاں دائرہ وال بے دائرہ آن نقطہ نیامد بمیان  
آن دائرہ صورت معلوم نقطہ است وال نقطہ در و بجلوہ گشتہ عیان  
۲۴۔ گر نقطہ جلالہ بود ذات نقطہ وال شکل نمود اعتبارات نقطہ  
گر دو چہ جہاں کہ مجملہ مرات حق است خط و نقطہ و دائرہ مرآت نقطہ

لے غایتش آن منزل علمی و این منزل عین مہ قدس سرہ



این رباعی اول تمثیلی است و نمودن صورت در تصور موهوم غایت الامر نقصان آن است که نقطه را با قطع نظر از دایره صورت محققه هست مثال مطابق آن است که نقطه را ذات مجرد او فرض کنی و صفات موجود او را از حرمت اشراق و جسامت و حرکت اعتبارات ذاتیه که در خارج عین ذات او باشند و در علم منغایر - چنانچه در رباعی دوم اشارت به آن کرده شده - ایضا.

۲۵ - هر چند که دایره زوهم است نمود در نقطه عرض دایره شد مشهود

گویند که در نظاره کشف و شهود اعیان همه عارض اند معروض وجود

این رباعی اشارت است بآنکه وجود ممکنات ناپید است با ممکنات لیکن برخلاف آنچه متکلمین میگویند وجود معروض است و مایهات عارض

۲۶ - گر نقطه بخولان که خود آئی در بیرون کشد از دایره و از خط سر

در ظاهر علم اگر کج در است شود در باطن علمش نبود هیچ اثر

این رباعی در ضمن این مثال در بیان آن است که صفات اجسام جزوهم نمودی نیست و موجود معلوم جزو صفات حقیقه حق نیست تقریرش آن است که نقطه به هر طریق که حرکت کند ابتدا در حق مشترک جزو صفات موجود نقطه هیچ بود - نمی افتد صورت خط و دایره جز تصرف و هم هیچ نیست تفصیل و تبیین مثل موقوف بر دانش بسیار است عرصه ادراک کاتب و حوصله رساله گنجائش آن ندارد و هیچ نباشد این قدر خود میدانی که از ترکیب چهار جسم بزرگ چه مقدار الوان و اشکال مختلفه در سواد

سبعه و مراتب عنصریات بطور رسیده از همین جا شعبه ظهور را در باب ایضا

۲۷ - مان تا نه کنی غلط کم از کم دانی این باطن را بیرون ظاهر دانی

ظاهر بدنه که بی خیال روحش هر چند کنی تخیلش نتوانی

این رباعی تصریح است به آنکه حق سبحانه و تعالی با صفات ذاتیه خود در جمیع مراتب اجسام ساری است - مقوم صفات و همیه اجسام جزو صفات حقیقت واجب هیچ نیست چنانچه در رباعی سابق در ضمن مثال مبین شد

۲۸ - هر جا هستی است کز نبات است جاد گنجی ز صفات خود در حق بنهاد

هستی چو بذات خود علیم است قدیر از هست چگونگی علم و قدرت افتاد



۲۹۔ در ہر شکلے کہ رنگ ہستی پیدا است روحے است کہ قادر و مرید انا است

لیکن یک رنگ بے تردد گشتہ در ظاہر علم ازین صفتہا یکتا است

ایں دو رباعی نیز در بیان سریان حق است با صفات ذاتیہ خود در جمیع مراتب اجسام رباعی اول ظاہر است رباعی دوم منقض و بعد عدم ظہور آن صفات است۔ تقریرش آن است کہ عدم اختلاف در اطوار جمادات مثلاً صورت علم و ارادت و قدرت ایشان را از افہام مخفی ساختہ و گردہ آب مثلاً بہ ارادہ خود متوجہ پستی میشود و بدانش خود از بلندی احتراز می کند الی غیر ذلک۔ کثرت مقاصد و ارادت و تدبیرات متفرعہ بر آن صفات حیوانات را ظاہر ساختہ و اگر نہ ہر کجا وجود ہستی است البتہ علم و قدرت و غیر آن ہست چہ صفات ذاتیہ شئی از شئی متمیز الا نفکا کنند بالجملہ حق را در منظر اجسام منزہ از صفات اجسام بدان لیس کمثلہ شفق و عوالیہ السیاح البصیر۔

۳۰۔ حق روح جہاں انفس آفاق بدن از توایے پیرنگ با چندین صور ہم شبہ ہم منزہ خیرہ سر

چوں نقطہ کہ در دائرہ دارد مسکن منظر گنزار چنگ در ظاہر زن

۳۱۔ این ظاہر بے مثل بیان بدن است روح است بہ اعتبار اطلاق وجود

۳۲۔ ہم پیرنگ است یا رد ہم رنگ پذیر آں لیس کشلہ سمیع است و بصیر

۳۳۔ آں جملہ غنی است و ماسوی جملہ فقیر

رباعی اول اشارت است بہ آنکہ حق سبحانہ و تعالیٰ در مراتب کاینات باعتبار صفات ظاہر و در منظر ایشاں بہ سان روح است در بدن چنانچہ گزشت۔ رباعی دوم اشارت است بہ آنکہ ہماچہ روح کاینات است نسبت بہ اطلاق وجود بہ سان بدنست۔ ایں دو فقرہ بیان آن است و ثبت آنکہ در ہر یک است و ہمچنین ماحی نمود و بودن بل ثبت وجود و بودن مقید آن است کہ مادی است و اللہ من و رالہم محیط شک نیست کہ آن صفات عموماً اثبات را منظرے در کاینات است قافہم و تأمل نسبت بروح باطن است و ہمیں مظاہرہ نمود در عین آنکہ خود را



در ہمہ می بینند ہمہ در خود می بینند در عین اثبات وجود ماحی نمود است۔ رباعی سیوم تفصیل یہیں  
معنی است۔

۳۳۔ تنزیہ فقط ز علم سوعی ادب است از طقی و سمع صاحب دل عجب است  
در ظاہر آیات بے تشبیہ است در باطن خود تمام آیات اب است  
۳۴۔ تشبہ را کہ بوعی تنزیہش نیست در اکثر تنزلات توجہش نیست  
این نکته ز قسردان محشر یا بد سهل است و روز اگر تنزیہش نیست

مقصود رباعی اول ظاہر است۔ غرض از رباعی دوم آن است کہ ہر کہ در مقام تشبیہ صرف است  
یعنی صفات حق را منحصر میدانند در صفات ظاہرہ از مخلوقات اکثر آیات الہی بنا بر اعتقاد  
اولی توجہست تعالی اللہ عن ذلک علواً کبیراً۔ و اگر نفی تنزیہ باین معنی می کند کہ ذات حق تعالی  
در اے ذوات مخلوقات نیست و حق را وجود علیحدہ نیست پس او در حق صرف است و حق  
او باطل چنانچہ ذات ہر یک در اے ذات آن دیگر نیست اگرچہ صورت ہر یک کہ فی الواقع  
مخلوق ہماں اوست در خارج کما القوۃ فی المرأة است در اے آن دیگر است پس  
یک آیینہ است کہ در وے صورت ممکنہ مختلفہ می نماید و فعل و صفت ظاہرہ از یہ صورت تمام  
از اں آیینہ است و آن ذات حق است و اے صفات و افعال بلا نہایت است و در اے  
این صفات و افعال

گاہ خورشید و گمے دریا شوی گاہ کوہ قاف و گہ عنقا شوی  
تو نہ آن باشی نہ این در ذات خویش اے برون از وہما در پیش پیش  
از تو اے بیرنگ با چہ بین صور ہم مشبہ ہم منزدہ خیرہ سر  
و اگر نفی تنزیہ از صفات اجسام و لوازم آن می کند بچون نفی تنزیہ فقط جمالہ از دائرگی پس غافل  
است از وقائق علم بخیر۔ لغو باشد۔ اگر باین عقیدہ اثبات صفات و زیادتی آنہا می کردہ باشد  
ہذا۔ فانه خطاب فاصل بین الحق والباطل۔

۳۵۔ چون ظاہر علم پرہ مقصود است این مشت خیال سر بہ سزا بود است  
از نقش دے بسوے نقش گیرز و انگاہ نظارہ کن کہ حق موجود است



ایں رباعی اشارت است بہ آنکہ حجاب مقصود نقوش صورت علیہ است کہ در مرتبہ دوم مدک می شود  
از علم گر بختن و خود را ببے شعوری و غیبت در دادن راه مقصود است در آن موطن باطن مستغرق  
انوار قشادہ است۔

۳۶۔ ہر جس تو نہر بیت زانہار نقوش      شد ظاہر و باطن تو در کار نقوش  
برنجیز و حسمال نقش بندی بطلب      کاں ساں شودت شکست باز از نقوش

مقصود ظاہر است

۳۷۔ چوں نقش نہادہ و ببے نقش آرمی      زان لوح وجود نسخہ برد آرمی  
نورے بے رنگ تر جانش گر دو      ز نہار کہ دل بہ تر جہاں نسپاری

ایں رباعی اشارت است بہ آنچہ سابقاً گذشت کہ بعد از استہلاک اضمحلال نورے بیرنگے بخلالت  
نشستہ خبرے از مقصود مبدہا طالب صاحب بصیرت می باید نفی آن نمود کند و از تجلی صورتی  
کہ در دائرہ ایں نور بیرنگ است بہ تجلی معنوی کہ در کسوت صفت اطلاق است بگریزد ہر چند  
کہ بہ نفی او نفی نہ شود بلکہ قوت گیر و بالحد صاحب ایں نسبت را لازم است کہ سعی و اہتمام او  
در نفی باشد قطعاً بہ اثبات متوجہ نہ شود ازین است کہ قطب المحققین خواجہ عبداللہ میفرمودند  
کہ نسبت ما بغایت محبوب است از نفس توجہ محبوب می شود چہ توجہ و اثبات جریان نور  
بیرنگ نمی باشد لا تفکر وافی ذات اللہ حقیقت آن نسبت استہلاک سر و اضمحلال  
اوست در غیبت ہویت بہ جذب و تصرف غیبی چوں ایں معنی قرار گیرد و اہم آرام دست  
و ہر مزاحمت تر جہاں از میان برخاہد خواست مگر در مطالعہ کثرت در وحدت یا وحدت در  
کثرت کہ ردای کبریا کہ عبارت از ان تر جہاں است در میان خواہد آمد ہر چند کہ بہ سان  
ذات است نسبت بہ مدلول کہ نزد ادراک دال توجہ مدک کہ مدلول است عاشقے کہ خیرے  
معشوق می شنواں گر قرار معنی خبر است کہ۔ کائنات ہو۔ الفاظ مذکور او نیستند  
آن است کہ ادراک و اصل میان تر جہاں و حق است بلکہ حق عین آن ادراک است

۱۔ ازین رباعی معنی نقش بندی را دریاب۔ منہ قدس سرہ



و در صفحه ترهاں مطالعہ جمال خود میکند۔

ما کیٹم اندر جہاں پیچ پیچ چوں انت خود او ندارد پیچ پیچ

والله يقول الحق وهو يهدي السبيل

۳۸۔ آن سیرنگی چو پر تو انداز شود پس راز نهفته را که عنماز شود

ہر جانوائے ست پر کشد جگہ بہ خود وانگہ پیئے انکشاف ہر راز شود

ایں رباعی اشارت ست بآنکہ آن نور بزرگ چوں قوت یابد پر تو اندازد و جگہ کاینات را فرد  
گیرد و در فدا اینست او سرایان حق در مراتب کاینات بنمورد و معنی ہوا لافل و لا خروا لظاہر  
و الباطن روشن گردد۔ سر این معنی آن است کہ چوں محب صادق بحضرت ذات مہذب شود  
پردہ محبوبان محازی از میان بر افتد صرف محبت در جلوہ آید ہر گاہ از ان مقام تنزل نماید  
آن محبت ذوق جمال محازی را از میان بر اندازد و بحکم محبت در جلوہ کاشا غیب ہویت از  
مقام خود تنزل نموده در کسوت نور بزرگ متجلی گردد و چوں ہر چہ مدک میشود پر تو انداختن آن  
نور بزرگ آن است کہ مقروں بہر ادراک آن نور بزرگ مدک میشود چنانچہ پیش از مقروں  
بآن ادراک صورت ممکن مدک می شد این معنی بعد از قوت گرفتن محبت است و قوت گرفتن  
محبت بہ توانستہ نلاک و انجذاب است و بعد از پر تو انداختن درجہ دیگر آن است کہ در  
جگہ کائنات آن نور بزرگ را ساری باید بنظر واحد و صور اشیا پھوں سرا بے بے نور۔ درجہ

لہ لیکن حق قدامت نیست و ترجمان اصلا منتف۔ بآنہ مو۔ ناں سرا بے ہر بار گشتہ جیب و سرتہی۔ نسبت آن ترهاں  
بنات نسبت حرارت آفتاب است بہ آفتاب کہ بر کوسے ظاہر شد چنانچہ کورہ و قن حرارت حرارت را جبین آفتاب  
نمی داند آن متجلی نہ۔ واصل سر۔ آن ترهاں را جبین ذات دارد۔ نمی داند فائدہ۔ انکی کہ مارے دار لیکن خود ان وہم  
در بار داری اور ایک تفصیل حضرت ذات است کہ خارج است از فائزہ تقریر تحریر۔ انصاف بے بے کیفیت  
بے قیاس بہت رب الناس را با جان ناس ایک گنتم ناس را ناس ناس غیر از جانی جان شناس۔ نہ این  
اتصال جان و سر واصل راست نہ ادراک اورا۔ لاند کہ الا بصار و ہو بدک الا بصار۔ منہ قدس سرہ۔

متہ زید ابوالحسن فاروقی موبہ بر حاشیہ کتابیں عبارت بحدی کہ نوشتہ است نقل شدہ۔ لیکن در حقیقت این دو شعر است کہ بہ

این پنج سکوع شدہ اتصال بے کیفیت قیاس  
بیک گنتم ناس را شناس نہ ہست رب الناس با شناس  
جان با غیر جان ی با شناس



دیگر آن است کہ علم و قدرت مظاہرہ از صور را با آن نور بدو بدل نمود آن نور ذات یک ذات  
وصفات یک صفت گرد و ملن الملک الیوم باللہ الواحد القہار

۳۹۔ گویند کہ چون رسیدن بہ کمال  
چشم از ہمہ سو سرمہ مارا غ کشد  
گوش از ہمہ جانب شنود بانگ تعال  
گرد و دوہاں ز ترجاں مالا مال  
منہیان طریق نزول می گویند کہ کمال ندلی مقصود نہایت احاطہ شود آن است کہ صور محسوسہ  
مثلاً آلیہیہ و شہادتیہ تمام ترجاں حقیقت شوند و فائدہ آن نور بزرگ دہند۔ زہر یک و آ  
رفع بصر و ہر یک سرابندہ سبحان الذی لم یقتصر فیما من جہل وقال العجز عن  
درک الادراک و من عیلم فلم یقل بمثل هذا القول۔ این اعلیٰ عالم باشد  
لیکن تمامی این بچند مقدمہ دیگر است یکے فرو رفتن صور بہمت البطن البطلون دیگر بودن صور مظاہر  
اسما و شیلون و دیگر انضباغ ظاہر بہ احکام گوناگون۔

۴۰۔ ممکن ز تگنائے عدم ناکشیدہ تخت  
در حیرتم کہ این ہمہ نقش غریب چیست  
واجب بجلوہ گاہ عیاں نماندہ گام  
بر لوح صودت آمد شود خاص و عام  
اکنون ہما در درجہ حیرت ماندن خوشتر ازین قیل و قال و عنان قلم را از صودت علم کشیدن  
مناسب حال ۔

درین کت نہ انتم ہمیں پیدا تم و انتم  
ازین پندار گوناگون وزین دانش پشیمانم  
۴۱۔ اسے گشتہ بہ ہر نمود بیہودہ گرد  
این است صحت مکتبت ستمتہ شنو  
در تست نمونہ کہ بس بلے طرف است  
بنشین و بہ ہر طرف مشوق و نگاہ دو

ملہ این جا بدانی کہ خداوند موجودات و صور اشیا بمنزلہ مشکات است چرا آن چراغ را و آن نور بزرگ کہ ظہور او در شجرہ  
طیبہ فرو دنیا نشانیہ است و در فلک دب گویا کہ بے است و در نشان بمنزلہ آفتاب است و در ضمن آن شجرہ کہ لوح انسانیست  
نخت مناسب است چراغ خلیفہ است کہ بصورت ضد خودماناید و اگرچہ ہنوز عورتیش فی ذات اللہ نہ شدہ باشد۔  
ہر چند کہ او سر مشکات توکل است و کمال است و ایک تنوای چراغ و چراغ را یک فروختگی دروہست کہ معنی نور عین لائق شان  
اوست و خیال اغزش اقلیم است چنانچہ طائفہ سلیمانہ روح خنی را کہ بعضی از ظہورات روح انسانی بہ خدائی کہ گرفتند  
یہدی اللہ نورہ من یشاء۔ منہ قدس مترو



۴۲. یک لحظه سر نه بچسبستی در کش حرفی انا گوئی را خطی بر سر کش  
مگر مردی به نام رادی غو کن یعنی که نگار نیستی در بر کش

رباعی اول اشارت است بقرب نوافل و قرب فرائض بیت اول اشارت بقرب اول  
است و بیت ثانی اشارت بقرب ثانی رباعی دوم اشارت به نسبتی است که حاصل قرین است  
و خود کردن به نام رادی و در کشیدن نسبتی است تمکین است در فنا و استهلاک که اهل عشق  
بعد از جمع رادی باشد باطن نشان غرق لجه فنا و ظاهر حاضر به آنچه می رود و اقرب طرق و حصول  
این معنی طریق علیہ نقشبندیہ احرار است.

۴۳. این سکه که من زدم بنام فقر است دین روشنی از نور تمام فقر است  
بر خیز و ره خواجده اسرار بگیر کال راه ز سرحد مقام فقر است

اقرب و اعلی طریق مشایخ قدس الله اسرارهم طریق علیہ احرار به نقشبندیہ است. اول در آمد  
ایشان را دراک بسیط است که غلبه جهت حقیقت بر خلقت است و محل تجلی انوار ذات  
است و ظهور وجه خاص است بمقتضای این معنی را که مغلوبیت ادراکات مرکبه و ظهور تباہ  
صبح سعادت وصولی است حضور و آگاهی میگویند و هرگاه در غلبات کشش و انجذاب  
ادراکات مرکبه تمام از میان رخت بوبند و بل به تبعیت و آگاهی نیز شمس نماید تبصیر به فنا  
و فنا فانی کنند قوا تر این نسبت را وجود عدم میگویند و ملکه ظهور این نسبت را بتواتر  
عظیم می شمرند

وصل اعدا اگر توانی کرد کار مردان مرد وانی کرد

از اینجا است که در پی وقت میگویند وجود عدم منجر بوجد فنا شد همانا که از فنا فنا  
صفات بشریت نخواهند و هرگاه حق سبحانه به محض غایت نور به بخشید که در پر تو آن نور  
دیدند که حضور با حضرت پر تو است از وصف حضور ذاتی آن حضرت نمودش فنا حقیقی  
مشرف شد نماز ایشان نه نام مانده نشان هر چه به ایشان منسوب بود تمام به اصل خود رسید

این اشارت هر جا در کتب واقع شده و با غرض واحد است وجه خاص همان مدک بسیط است که مقدم  
مسالك است و جهت حقیقت اوست و نسبت باو تجلی ذاتی اوست بمنه و تدریس سر



ایں مقام معتم بقا باللہ است این جو در او وجود فنا می گویند و می گویند وجود فنا وجود بشریت  
 برگز خود نمی کند یعنی عادت اللہ بریں ہماری است فانی بہ اوصافش مرد و زن می شود حوالہ تکمیل  
 ناقصاں و بریں منزل است این کشف را کشف علیہ می گویند۔ تعبیر تجسلی ذاتی و شہود  
 ذاتی یادداشت میکنند و حقیقت ان تعبیر اللہ کائنات را دریں مطن میدانند و در بیت  
 اخروی را نیز دریں منزل اثبات می کنند فرق میان احسان و درایت همچون فرق میان مشاہد  
 صاحب جمال و در وقت صبح و در وقت اشراق آفتاب میدانند و میدانند و میگویند بر چه  
 کہ انکشاف ذاتی صفت بصیرت است اما چون حق سبحانہ خبر داده کہ مر بارہ چشم را مدخلے  
 خواہد بود۔ آمست و صدقنا۔ اگر می گفت پیشانی شمارا مدخلے خواہیم داد آن زماں نیز ایماں  
 می آوردیم و شہود ما نظرت فی شئ الا و رأیت اللہ فیہ او قبلہ او معہ را پیش از اطلاع  
 بر اصول این طائفہ و تصدیق بر آن اصول چندان اعتقاد نمی نمودند تا کم معاینہ با ہماں اطلاق  
 نمی کنند چنانچہ بعضی کرده اند بگی اہتمام ایشان در کشف علیہ و غلبات آن نسبت کثیرہ صفا  
 نیز از نظر ایشان محسوس شود۔ از صفت و فعل جز ذات و بیچ نمی بینند در عرصہ وجود جز کیفیت  
 بحث در نظرشان بصیرت شان نمی نماید این است نہایت مقام انبیاء و اولیاء است الی  
 ربک المنتہی۔ و لیس وراء العباد ان قزیۃ

۴۴۔ آمد چو ربانی ہمار از عشرات	خامش شدہ خامہ و دہن بستہ و دست
ما ہم سخنے را کہ بشر حش گفتیم	کردیم تمام بر محمد صلوات
۴۵۔ اندیشہ چو اربعین خود برد بس	در تفرقہ اش چو اہل طہ ہر منکر
ہر چند کہ ہست کل یوم فی شان	در ہر شانے نبے نشان وادہ خبر
۴۶۔ اے خواجہ و بریں نامہ بے اسرار است	فہم ز مقبہ خود و شوار است
از کون و مکان مقید اتش فردا اند	مجموعہ ما سلسلہ الاحرار است

### تمت الرسالة

لوزوہ تقاریخ از اتمام این رسالہ مبارکہ کہ حضرت مولف قدس اللہ سرہ  
 مد تعبیر اللہ سرودہ



۱۔ ہوا حکیم الفتاح المصنف ۲۔ لوائح محکم موجودیہ درکلم نقشبندی ۳۔ اللہ تعالیٰ بقائش ببادا  
۴۔ وجہ عکس مرآت الصفا ۵۔ حیدر جود مولیٰ ۶۔ فیوض علیا ۷۔ نقل کلم خواجہ پارسا ۸۔  
نخل حی موجود ۹۔ بل نخل حی وجہی ۱۰۔ لفظ جودی ۱۱۔ مستانی بصورت حدوثی ۱۲۔ نظم وجوب  
۱۳۔ جملگی اسرار احباب توحید ۱۴۔ تجرع نصوص حکم ۱۵۔ نصوص حکم بے ثقل ۱۶۔ لب مقدمات  
نقد نصوص ۱۷۔ فیض جود بہا الدین ۱۸۔ شیخ کل بادا ۱۹۔ صلی علی آئیم الانوار  
وآہلہ

---



مجموعہ



# مجموعہ کلام باقی

مجموعہ کلام (۶۹ صفحہ)

خواجہ خواجگان و قبلہ راستان - صاحب تصرف النفسی آفاقی  
حضرت خواجہ رضی الدین محمد السبکی مشہور بہ حضرت  
خواجہ باقی باللہ قدس اللہ سرہ الات قدس

نمبر شمار	عنوان	تعداد صفحات	تعداد ابیات	رموز اشارہ
۱	مثنوی قبل از زمان درویشی	۶	۱۳۸	ق
۲	مثنوی گنج نعمت	۴۴	۷۲۵	ح
۳	ساقی نامہ	۵	۱۱۱	س
۴	سلسلہ پیران طریقت	۱	۲۲	ضمیمہ س
۵	تاریخ تولد ہرود پیران بکلا	۴	۹۵	تاریخ
۶	تاریخ تولد خواجہ محمد عبداللہ	۱	۸	تاریخ دوم
۷	رباعیات ۴۹ و فردہ ۴۷	۷		ب
	تحقیق طلبہ رباعیات و چهار منہ			



# مثنوی قبل از زمان درویشی

در بیان آنکه وجود صوری انسان هر چند که از عالم خلق است اما حسب طریق از حق تعالی است

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

(۱۳۸ اشعار)

- |    |                              |    |                            |
|----|------------------------------|----|----------------------------|
| ۱  | من به چنینم که نمود من است   | ۱  | جای دیگر رقص وجود من است   |
| ۲  | نقطه شراب جماعت منم          | ۲  | دانه سیراب ذراعت منم       |
| ۳  | ایر و پیشانی من دلکش است     | ۳  | قطره نیسانی من آتش است     |
| ۴  | عقل نمک ریز کباب من است      | ۴  | خون جگر نام شراب من است    |
| ۵  | مردم دیده به بند وائی ام     | ۵  | گوش نصیحت به رضا جوئی ام   |
| ۶  | دیده مستاع سردگان من         | ۶  | شود دو عالم به نگران من    |
| ۷  | نختر مرغان سرچوگان بس است    | ۷  | گوسه توجہ نمک جان بس است   |
| ۸  | ناز مشک شکر ریخت             | ۸  | در تہ سر پوش نمک ریخت      |
| ۹  | بر سر هر بند و گرامانده ام   | ۹  | در بن هر سوسه شکر مانده ام |
| ۱۰ | خامه کلیدیست در انگشت من     | ۱۰ | گنج دو عالم همه درشت من    |
| ۱۱ | نیکبیه به بالین جگر کرده ام  | ۱۱ | خسته آلوده بدر کرده ام     |
| ۱۲ | غنچه تماشائی بستان من        | ۱۲ | ریشک بهار است زمستان من    |
| ۱۳ | حرف من اکنون به سخن گوئی است | ۱۳ | در پیئے سخن بند جوئی است   |
| ۱۴ | بر سر هر نکسته علم می کشم    | ۱۴ | بر دم و بر لفظ ستم می کشم  |
| ۱۵ | دیده عالم به تماشائے من      | ۱۵ | بلبلم و غنچه به سودائے من  |
| ۱۶ | گر بدرم در بدرے نیستم        | ۱۶ | زان خودم از و گری نیستم    |
| ۱۷ | گر برے از کان خمیر من است    | ۱۷ | از نمک ساده خمیر من است    |
| ۱۸ | صنوف خاطر ورق خویشی ام       | ۱۸ | تاج مکل سرور ویشی ام       |



- ۱۹ آہ چہ گفتم دے خامے ز دم  
۲۰ ہر چہ مرا بہت از د ویدہ ام  
۲۱ کردہ بہ ہنگام بیان ادب  
۲۲ زان بد بیضایے پئے تقصیر من  
۲۳ خورد و کلام حرم اتحاد  
۲۴ پیرو جوان خوشہ یک دانہ اند  
۲۵ در نظرت ہر قرۃ چندیں کثریت  
۲۶ خیز و زلمے نے نظرت راست کن  
۲۷ شیر شکاراں مسیحی نفس  
۲۸ اے نمک بے نمکاں در دلم  
۲۹ آتش سودا سوائے مغرم و وید  
۳۰ زخم دلم مرہم آں دود شد  
۳۱ آتش و آبے کہ دریں منزل بہت  
۳۲ خاک بشودل بہ گرانہ منہ  
۳۳ بے غوغے شمع نیز و خفتند  
۳۴ خیز و بہ سوداے شکارے بتاز  
۳۵ مست نہئی پائے خاکے بگير

در بیانہ نگاہ دنیا و غم دنیا بیچ است و از آنہ مطلقے اوست

- ۳۶ ایں ہمہ سر رشته پر تاب و پیچ  
۳۷ غارتیان اندنگا ہے بکن  
۳۸ اے خنک آہنا کہ ازیں بستہ اند  
۳۹ دست بہ فراق سحابے زدہ  
۴۰ سوختہ اے حسد من متاب را  
۳۶ جسد غم بہیدہ چہ چیز است بیچ  
۳۷ از پئے فارت شدہ آہے بکن  
۳۸ دل بہ گلستان دگر بستہ اند  
۳۹ آتش خود را کف آبے زدہ  
۴۰ بستہ بہ آتش گزر آب را



- ۴۱ درین دندان تو کل نشین  
 ۴۲ دست طبع از دل خود دهد کن  
 ۴۳ گوی کسی دست سلامت بگیر  
 ۴۴ بر سر هر خوان طبع انداختن  
 ۴۵ دل به شیخون کشتش دبی  
 ۴۶ بر سر هر لغت گرافی کنی  
 ۴۷ سنگ سلامت سر دندان تو  
 ۴۸ گوش بر آواز دهین مانده  
 ۴۹ دست سوسه خوان عنایت بکن  
 ۵۰ چلیست پیش پیش پیش دست  
 ۵۱ جمله ازاں خوان کرم می رسد  
 ۵۲ گر به مثل سنگ حصار آوری  
 ۵۳ تنگ به بندی لب مقصود را  
 ۵۴ روزی پیوسته فراوان رسد  
 ۵۵ در پیست از روح سبکتر رود  
 ۵۶ در به جوس پائے طلب بر نهی  
 ۵۷ باد شوی در طرف جستجو  
 ۵۸ آنچه نه از تست تعن قل کند  
 ۵۹ دست خوش سنگ امت شوی  
 ۶۰ صاحب عالم به همه حاضر است  
 ۶۱ باشی که چون روز قیامت رسد  
 ۶۲ شعله پر شش به ندامت برد  
 ۶۳ خواهش اگر پیش و گر کم بود  
 ۴۱ خار شود رستم گل نشین  
 ۴۲ کلبه خود حسانه زنبور کن  
 ۴۳ ورنه ده و رسم سلامت بگیر  
 ۴۴ نزد زبون گیری خود باختن  
 ۴۵ به نرم بوسیده به آتش دبی  
 ۴۶ آب شوی حبه فانی کنی  
 ۴۷ دشمن زبان مانده خوان تو  
 ۴۸ مانده در کام سخن مانده  
 ۴۹ این همه یخ اندو کفایت بکن  
 ۵۰ رازق برخواجده و درویش دوست  
 ۵۱ هم بخوشی هم به ستم می رسد  
 ۵۲ از خور و آشام کن آوری  
 ۵۳ سنگ دبی خواهش نابود را  
 ۵۴ باد کان بر سر احسان رسد  
 ۵۵ باد شود با نفست در رود  
 ۵۶ خواهش عالم همه بر سر نهی  
 ۵۷ خاک شوی در گذر آبرو  
 ۵۸ خنجر بیهود گیت گل کند  
 ۵۹ مسخره و گوی سلامت شوی  
 ۶۰ بر بد و بر نیک همه ناظر است  
 ۶۱ از همه سوبانگ ندامت رسد  
 ۶۲ بر سر دیوان حسابت برد  
 ۶۳ پخته خواهش به جستم بود



بر سر خچہ پاسے چو بنہا دن است ۶۲ خواہیکے خواہ ووا فتادن است

جانب خوابان نعلند انگلند ننت ۶۵

زندک و بسیار بود مرد ننت

حکایت

- ۶۶ بے خبر بود گرفتار خویش جوش زن از گرمی باز از خویش
- ۶۷ مرحله پیمودہ بہ سوداے زر کردہ بہ ہر بادید و در گزر
- ۶۸ ناگہ ازاں جب کہ بہ پیشانیہش بود و حسے ز پریشانیہش
- ۶۹ گوشہ چشمی بہ شکارش رسید طرفہ نگاہی پئے کارش رسید
- ۷۰ خواجہ سودا زودہ دیوانہ شد عاشق آں نوگس متانہ شد
- ۷۱ اسی ہمہ اسباب یہ یک جو فروخت خرمن بیفائدہ را برق سوخت
- ۷۲ رقص کنال گرم تمنائے خویش نے سر سوداے نہ پرانے خویش
- ۷۳ ہم سفرے داشت بہ سوداے خام شد بہ ملامت گریش تین کام
- ۷۴ آمد و گفت ایں چه مستی کہ چه بے جہت ایں بادہ پرستی کہ چه
- ۷۵ یک نظر است ایں ہمہ غولی مکن با خرم از تو۔ فضولی مکن
- ۷۶ چوں سخن سرود بہ گوشش رسید گفت کہ اے درد دل یخ ناپدید
- ۷۷ بے خبری از من و کردار من رو کہ نہ فی غم سر اسرار من
- ۷۸ شعلہ دیگر بہ چراغ غم رسید باد میجا بہ و ما غم رسید
- ۷۹ شد چو بہ دل ریزہ الماس خوار خواہیکے ریزہ و خواہے ہزار
- ۸۰ در سخنم را بہ گزاف آوردی بر سر تہمت ہمہ لاف آوردی
- ۸۱ مردنم اینک خبر حال من دادن جاں شاہد احوال من
- ۸۲ چوں دم آخر نفس گرم داشت دست اجل از رخس آذر فم داشت
- ۸۳ آمد و آن نعت گرامی سپرد سروی و گر میش تمامی سپرد
- ۸۴ باقی از افسانہ مردم خموشش در تو اگر چاشنی بہست جوش



- ۸۵ ورنہ برو آتش می و ام کن  
 ۸۶ تباہ تو یک خبر غنایت کند  
 ۸۷ ساقی السام می آمد سرا  
 ۸۸ دست بر آور به منی لاله رنگ  
 ۸۹ تا مگر امروز به راستی شوم  
 ۹۰ عشق بشارت ده فرزانگی است  
 ۹۱ عشق کمال است به هر سو کجا است  
 ۹۲ عشق مجازی لقب او نهاد  
 ۹۳ دست من اکنون به گرسختن است  
 ۹۴ روز و گریز و یگر و هم  
 ۹۵ کو شمش و چپ اندام به دیار رسم  
 ۹۶ چند و گرسنگ کنم قوت خود  
 ۹۷ باغ به شمع نفس گل کنم  
 ۹۸ کام شوم مشرب به دل خورم  
 دست مرا سوسه محبت برید  
 ۱۰۰ بر سر آں خاں که کرمیان نهند  
 ۱۰۱ همت پیراں مدد جان من  
 ۱۰۲ ار که به همسانگی مردم است  
 عشق سخن دان روز من است  
 ۱۰۳ زینت دل رونق ایمان من  
 ۱۰۴ حال تو هم با تو بگویم که چیست  
 ۱۰۵ اے تو نمک پاش کباب و لم  
 ۱۰۶ موی شکافتہ معنی توئی
- سابق خود را نفسی رام کن  
 حاصل کوین گفت ابیت کند  
 جفتہ بھی حبام می آمد مرا  
 شیشه ناموس بلیکن به سنگ  
 قابل تسخیر نگاہی شوم  
 عشق نه از جلد دیوانگی است  
 قصه غنای صفت کیمیا است  
 صد در آرزوی حقیقت کشاد  
 روز نخستین سخن گفتن است  
 جفتہ درویش و تو نگر و هم  
 موجد بر آرم به نریا رسم  
 در صد سودن یا قوت خود  
 هر چه بگویم تحسین کنم  
 جام شوم ز طعم بلبل خورم  
 بر دور در یوزہ احمد برید  
 شاه و گدا را همه یکسان نهند  
 لطف عزیزاں پیشه دران من  
 گر همه دیوان است رهش خود گم است  
 در دل شب شعل سوز من است  
 مونس من محرم من جان من  
 خود تو بگو محرم این بچه کیت  
 چاشنی انداز شراب و لم  
 شاهد و ساقی و معنی توئی



- ۱۰۸ رومے زمین آب وجود از تو یافت  
 ۱۰۹ پیچہ غور مشعلہ بردار تو  
 ۱۱۰ اے کہ سر عشق مجازی تراست  
 ۱۱۱ بابت اقل ادب آموختن  
 ۱۱۲ بے ادبی راہ نمود ہواست  
 ۱۱۳ گر سیر انس است سخن گوش کن  
 ۱۱۴ ورنہ گویہند خاموش کن

حکایت

- ۱۱۳ در طرف روم یکے ماہ بود  
 ۱۱۵ شہد و شکر را بہم آمیختہ  
 ۱۱۶ شاہ و آئینہ نگندہ دوست  
 ۱۱۷ در ہوس زینت زخار خویش  
 ۱۱۸ عنبر احسان عمل یافتہ  
 ۱۱۹ باد میجویے ز بہت گریش  
 ۱۲۰ سرو قدش در روش روح پاک  
 ۱۲۱ ماہ کہ سر حلقہ بہ گردوں نہاد  
 ۱۲۲ چونکہ بنفشہ سر تعظیم یافت  
 ۱۲۳ سنگ دور دے برادب نشست  
 ۱۲۴ خسرو عاقل دم بے پاک زد  
 ۱۲۵ کوہ کن از تلخی نسکین خویش  
 ۱۲۶ تلخ نفس در نفس خویش کرد  
 ۱۲۷ آخر گلابانگ تبستل گرفت  
 ۱۲۸ سادہ بے رفت بہ ہمایش
- ۱۱۳ لائق نطق راہ و دلخواہ بود  
 ۱۱۵ بر سر آں کان نمک ریختہ  
 ۱۱۶ رستہ ز منت کشی ہر چہ بہت  
 ۱۱۷ کردہ حوالہ بہ ادب کار خویش  
 ۱۱۸ غالبہ عتد و جل یافتہ  
 ۱۱۹ ساختہ از گرد و تکلف بریش  
 ۱۲۰ در حنم تعظیم ہو سبیدہ خاک  
 ۱۲۱ صبح بگر رو بہ زمین چوں نہاد  
 ۱۲۲ دست دماغ از کر مش سیم یافت  
 ۱۲۳ لعل شد و بر سر سحر نشست  
 ۱۲۴ آمد و زخمی حبش چاک زد  
 ۱۲۵ شیر بہا یافت ز شیریں خویش  
 ۱۲۶ چشم ادب بکے و نفس پیش کرد  
 ۱۲۷ دست کشادہ دہن گل گرفت  
 ۱۲۸ لب بہر افون پریش نیش



- ۱۲۹ آن صنم بقصد ادب کیش بود  
 بر بد و بربیک خوش اندیش بود  
 ۱۳۰ گفت که ای سیمبر این شیوه چند  
 نخل بر دهنند توئی میوه چند  
 ۱۳۱ دست به شطاطه گرمی باز کن  
 گرمی بازار خود آفت از کن  
 ۱۳۲ گل به شب تیسره منور که دید  
 نقشه بے زرد گوهر که دید  
 ۱۳۳ گوئی فلک این همه آهسته نیست  
 دیده خورشید فرو بسته نیست  
 ۱۳۴ وقت کمال است شستن که چه  
 آخر مه نیست شکستن که چه  
 ۱۳۵ لازم خوبی ست ستم کیشیت  
 معنی ناز است کم اندیشیت  
 ۱۳۶ زهر گیا اربخشد باک نیست  
 ورنفس ما تو تر باک نیست  
 ۱۳۷ شوخ ادب چون سخن بزم گفت  
 اگر چه بر آشفست عجب گرم گفت  
 کرد لب از آتش معنی بخوش  
 گفته حسد و نکته به نکته به گوش

تمام شد غنوی قبل از زمانه درویشی  
 تعداد اشعار

(۱۳۸)



# مثنوی گنج فقر

کہ در زمان درویشی نظم نم شده  
(۷۲۵ اشعار)

خداوند اذنا بفقرم را بنماید ۱  
 کہ از ناکامی خود کامیابم  
 غنا و فقر و فقر اندر غنا گم  
 شوم و فقر در پائے الہی  
 ز آشوب و افسوس پر تھمت  
 گئے زیں ہر دو بالا تر گزینم  
 بے بخشش ایم از موج تفتن  
 بگرم در کف از در شاہولے  
 ز جوش بیدہ چوں گرم سبک سیر  
 بیابانی چہ ازیں گونہ پستی ۱۰  
 صدق چندے گرفتہ در کنارت  
 صدق بشکن ز دریا گوہر آور  
 عروساں طالب ہیں گوشتوار اند  
 یکے در پردہ گفتار بزمین  
 اگر شد پردہ نازیا چہ پاک است  
 چون نور پردگی بیرون شتابد  
 طلب بیدار شد وقت قبولست  
 درے زان رہ سوسے در گاہ بکشتے  
 دران اسلاس کل آرام یا بم  
 بشویم دست ازیں شوریدہ قلم  
 امانت دار دُر پائے الہی  
 گئے خود را صدق بنیم گئے در  
 ضحاکت بگرد اور خود ببنیم  
 کتم دامان کوہ و دشت پر در  
 ہم از خود برخود افسانم نہارے  
 بیند ازم بنائے ایں کہن دیر  
 اگر در پائے خود قطرہ ہستی  
 ز پیرنگی رنگ انست ادکالت  
 تو خود خواص خود شو سر پر آور  
 بروں آنا پاست سہ گزاند  
 بجوش ز عروس خوش در آویز  
 جمال پردگی میں تابست کاست  
 کسے از پردہ جہانمے نیاید  
 بجویم گر چہ می دامن فصولست



کنم از گنج فقرست آگه اندک  
قدایم در سخن بسم الله ایک

## توحید باری تعالیٰ عز اسمہ

بنام آنکه در پائے وجود است  
نمودی فارغ از تنگ بدائی ۲۰  
چو انجم پرده را یکسو نہ کرده  
ملے انجم پرست چہ کوتاہ  
ز استیلائے عشق نامتعبیت  
شدہ در قید ناپائیدہ چند  
بسے کیا ب می باشد درین کو  
کجا آن عشق در بحر طالع  
وجودش موج اقلی بسا بد  
بہ بیت موج عشق یکدست  
ذیک بحر است چہ نفس چہ آفاق  
عجب بحر است خود در خود شناور ۲۰  
اگر علم است از علم خدائیت  
درین محمود کثرت را چہ کار است  
اگر قدرت و اگر علم و ارادہ است  
ہاں اہل نسب بے چند چون است  
ز بحر جدا و کو قین جوئے  
بسوئے نہ کہ از جوہر شد سر  
بسوئے خاک و آتش او ندیدہ  
چو آب صاف خالی از کثافت

ذیک موجش دو عالم را نمود است  
فروستہ بہ بحر آشنائی ۲۰  
بروں گشت بے اظہار پرده  
نگر دیدن این اظہار آگاہ  
فندور رفتند در غم مجرّد  
ہوادار شد و آشنہ چند  
خلیل لا احب الا نسلیں گو  
کہ سرچید ز امواج کو اکب  
ز اصل موج آگاہی بسا بد  
شود با موج عالمگیر سرست  
چہ حسن و عشق چہ قید و چہ اطلاق  
تعالیٰ شانہ الله اکبر ۲۰  
خودی ہم کبریائی بادشہیت  
ہمیں کجیات و دیگر اعتبار است  
بظاہر نسبت چہ افتادہ است  
زہر نسبت کہ می دانی بروں است  
ز جوئے لطف او آدم بسوئے  
بسوئے آب رفتار و شناور  
حندایش جہاں آب از آبدار  
شدہ ظاہر نہ بیرونش لطافت



لطافت عکس نور لایزال  
 چہ عکس است این قدر از اصل نمود  
 نہ سے قدرت کہ بندیں پیش و کم است  
 ہماں بروحدت خود پائے برجا  
 ازین کثرت بیفزود اعتبارش  
 حوادث را بذاتش نیست کارے  
 بنام این دے دریائے سدرہ  
 ازین دریائی دائم چہ گویم  
 چو من در نیستی گردم تھی گرد  
 خبرداران این بحر پر از نور  
 نقاب غیریت بر او کشیدہ  
 در آں پر وہ کہ دریا خاص خود بود  
 چو من در موج دریا رہ نور دم  
 نہ اں تھکے کہ از اصل است حالی  
 چہ نور است این ہمہ سبحان ذی النور  
 در بحر قطبہ بیرون بیندخت  
 ز خود کرد این ہمہ کثرت ہویدا  
 وزین جنبش نہ شد ہرگز قرارش  
 نیاید ہرگز نشو است باے  
 نقالے اللہ رہے ملک موبد  
 چو در موجش ز ہستی دست شویم  
 کہ خواہد گو ہر از دریا بر آرد  
 وجودے داشتند از غیر فتور  
 جالش چشم غلو تے ندیدہ  
 چنیں دائم کہ خود غواص خود بود  
 گے در فرق و گہ در جمع کردم

چو گویم زیر چو گالی ارادت  
 بشارت باد نچتم را سعادت

## مناجات

خداوند ااوریں چاہ نفس گیر  
 خلاوت گیر دلہائے عسذیراں  
 سرانے سرسبز خوزین مردم  
 ہم منتقاد ابلیس بعین را  
 بسر باری رسیدہ نفس نامے  
 قہر لے گرچہ از شیطان شتودہ  
 طلسم حیرت و زندان تن و یر  
 فرج بخش و مار غیلے تمیزاں  
 مشعبد حسانہ پر مار و کژدم  
 نہادہ ز حنم جان نازنین را  
 کشیدہ از منے ابلیس جلمے  
 ز شیطان گوئے رسوائی ر بودہ



ہمسایس را منہ نہ بے قبیل  
 و آتش زاده دیو آدمی زنگ ۴۰  
 من بے چارہ از دستش ز بونم  
 گمے در چشم دگہ در آرزو و خوار  
 گمے در خلوت شیطان کشد و خمت  
 گمے بر روی کارم پرده آرد  
 گمے ناز و پئے کسب کمالات  
 گمے این نامتبول از بس عداوت  
 ز رویشی کسب شرح و بیانی  
 گمے آید در سکوت و در تعجب  
 کہ جانش غرق در یامے وجود است  
 زلمنے در مناجات آورده و رفته ۵۰  
 کہ از بہر چہ تخم زحمہ کارم  
 از بس غافل کہ دنیائے بعین را  
 بعین دوست را پرورده نتوان  
 گمے در عشق بازی انگند گمے  
 دل اندر دست نظارہ نہادن  
 برآمد و دوش از زلف مجھ  
 چو بے رفتہ رفتار و قامت  
 چو چشم پر خمار افتد و دو چارش  
 کند مژگان خوریز اذکنارہ  
 نگاہ آتش افروزد جنوں را ۸۰  
 بسوزد و خرم صبرش سکوں را

خطابش و شکر بعین عزا ز بیل  
 با آتش بارگی عالم از دنگ  
 درون چہ او بارش نگویم  
 میان آب و آتش دار و دم کار  
 در ایوان سیدہ نجات ز ندخت  
 یقینم را بستاری گزارد  
 و حدت دم بستاری جہاں  
 پیے جہنم قلوب آرد و اراوت  
 ز علم و شعہ خواند دانستہ  
 شود اہل اراوت از تصور  
 بروں از خلق در عین شہود است  
 ز فکر آخرت گردیدہ یک سوئے  
 ز سر لذات فرودے ندارم  
 پیورودہ فساد کار دیں را  
 چو پروردی عبادت کرد نتوان  
 ہوا دار بہستان عنبریں موی  
 متابع عقل و دیں از دست دادن  
 در اں دام بلا گرد و مقبیل  
 فراوشش شود ہول قیامت  
 شود آشفته روز روز گارش  
 بیاری و لش را پارہ پارہ  
 بسوزد و خرم صبرش سکوں را

۱۔ ایک شخص میں یہ ہے: نگاہ آتش افروزد جنوں بار بسوزد و خرم صبرش بہ یکبار



ز نخلستان چمن آرد و فتوحش  
 دم سرفے بیفزود و چراغش  
 نہ دیش ماند و نہ دل نہ تدبیر  
 بایں آہنگ تاکے دل خراشیم  
 بلطف خویش کردی روشنائش  
 بدیں ویرانہ کردی رہنمونش  
 شکستی خار محنت زیر پالش  
 پچندیں دیو و دہمخانہ کردی  
 دبستان بلار و رکشادی  
 بحد متگارش تعلیم کردی  
 دے طرفہ دیدی درد ماغش  
 بشیریں عشوہ دادی شکستش  
 دل نا کردہ کلاں را بودی  
 بآئینے کہ می ماست دیدی  
 ر بودی صبرش ادول کارش از دست  
 مدار بود و نا بودم تو بودی  
 بتوی گفتم از تو می شنیدم  
 تو بودی راحت جان و دل من  
 بہر جا در تمنائے تو بودم  
 غبار شدک چندیں سالہ رفتم  
 بساں سنجہ صمد و اند بودم  
 بہر جا رنگے دھند سوختلے  
 شعورے در دل رستہ نہادی

فسوں از دولت تریاک روحش  
 شود افسانہ روح و دماغش  
 بنستہائے خوریزار شود چید  
 دریں دکان سودا چنہ ما شم  
 غبارے را کہ بہادی اساکش  
 سخت از خلوت افکندی زرش  
 فرستادی دریں ظلمت سرائش  
 بصد بیگانہ ہم افسانہ کردی  
 محبت نامہ در جنبش نہادی  
 با ستاد ہوس تسلیم کردی  
 نسیم غزہ سد داری بباغش  
 عنان محفل بگرفت ز دستش  
 طریق عشق بازی را نمودی  
 خود از ہر سو عبیر افشان سیدی  
 لباس مختلف پوشیدہ سرمست  
 بھم اللہ کہ مسجودم تو بودی  
 اگر در دیو گر در کعبہ بودم  
 تو بودی حل چندی مشکل من  
 ہمیں ہر گرم سودائے تو بودم  
 اگرچہ ایں سخن مستانہ گفتم  
 دور وزے کا ندیں بہت خانہ بودم  
 ولے ہر یک بر آوردہ دکالنے  
 در توصیف بر رویش کشادی



وجود رستہ برے گشت ہذاں  
 بروں رفتہ ز خود چوں از پست  
 و گردانی کہ من حق ناشناسم  
 مرا بردار خود کن نزد جسمانی  
 چو من بے اعتبارے خاک بہتر  
 دریں دریا کہ ناپید است راست  
 ز بویے خواہم از یک لب خوش آبنگ  
 غنائے آیدم در ویدہ گستاخ  
 و مانم خود منہ دشی می نماید  
 دریں فیروزہ کاخ آدمی خوار  
 تو بے مسکین نواز بیج پرور  
 چو در گور استخوانم را گزارند  
 کہ من رنگ ریاض شک ندانم  
 مرا بیجا صلیہائے تمام است

بزودر خرمن صد رنگ پوشاں  
 بچشم از میان دشمن و دوست  
 دریں معنی زار باب قیاسم  
 "انالحق" گو "سبحانی" تو دانی  
 ازین غش نعت بہستی پاک بہتر  
 خیلے گرفتہ زینہ چہ عار است  
 کہ ہم تاجسم بر اندازد ہم اورنگ  
 نہ از صحرا خبر یابم نہ از کاخ  
 مے گر پر وہ پوشش آید خوش آید  
 غریب افتادہ ام بے یار و غم خوا  
 بچلاں گاہ ہیجا نم در آور  
 پئے گفت و شنودم بر پیارند  
 "من" و "ما" در وجود خود خوانم  
 عذاب گور تر سیدل کدالم است

بحب نام دان شود و نکستہ دانی

تو دانی بکن کارے کہ دانی

حکایت

شنیدستم کہ می نالید پیرے  
 جنوں در کاو کا و سینہ اش بود ۱۲۰  
 ہمانا بود اول می ر بودش  
 ہماں بے رنگی و بے اعتباری  
 سرشک از دیدہ می بارید و می گفت  
 ز دنیا وز عقبی گوشہ گیسو  
 ہوائے خلوت ویرینہ اش بود  
 جمال خود ہنسانی می نمودش  
 و مادہ می فسد و دیش بیقراری  
 شکاف سینہ می خارید و می گفت

۱۱۰ اکب شخہ : ر بویے خواہم از یک لب خوش آبنگ



کہ ہر کس را تملک عسالت  
مرا ہم در دماغ آرزو خست  
کہ می دانم مرا دم بر نیاید  
ولیک از قسمت قسام ذوالمن  
ہمیں نابود خود می خواہد و بس  
چو در حشر از حد بیرون گنم سر  
مباد آں دم شوم از خود گرفتار ۱۳۰  
بفضلت چوں بہشت آیم خراماں  
دماغ خود پرستی نیست در من  
بلے آں را کہ چشم تیز بین است  
بروں از دوست آرا می ندارد  
من طفل سخن نادان و در خواب  
زلمنے حلقہ این در زخم چست  
شوم ہمراہ مرداں اندریں کار  
آتش در وہم رختے کہ دارم  
برہنہ از خود و فارغ نہ پندار

نہانی ہر دے را قیسل و قابلیت  
نجا رہے می و دود نو میدی انگیز  
ازیں شش در کشادہم بر نیاید  
بصحت ناشنوبلے ست در من  
ہمیں در آرزو می کاہد و بس  
زمن بونے نیامند اہل عشر  
بہ نفسی نفسی ام افستہ سروکار  
غبار قصر و باغ از من بر افشاں  
سر بالا دستی نیست در من  
دش باد باغ خواہش ہم نشین است  
بخود قطعاً سرانجسکا ندارد  
پے آں راہ گیرم اندریں باب  
گنم پسند تعلق از ہمہ شست  
متاع فستہ را گردم خریدار  
قلم در وار آہنگے بد آرم  
ازیں بازار بردارم سروکار

ز لوح دل تراشم نقش ہستی

زلمنے وا بر ہم زیں خود پرستی

در نصرت حضرت رسالت پناہ <sup>علیہ السلام</sup>

گرم فیض از لیل خشد دل دوست  
ازیں با قیال یا ہم چستہ ام  
سر شک افشاں زمین بوس ثنا گو  
کہ در ہم ریزم این تجناہت  
کمن خاصان استمد را ملکہ  
بسلطان رسالت آورم رو



چو در لطف سارہ روش گنم راسے  
 تماشا را جب گنجشم کہ می جوش  
 بدل گویم سعادت ہم نشین است  
 جمال خواجہ معراج وجود است  
 نسیم راحتش پیک امین است  
 چو در ایوان مازا غم مقام است  
 شنایش با ثنا خوانیش مگذار ۱۵۰  
 قدش می گوید اسے من خاک پایش  
 سہی سرورے زبستان خدا بیست  
 سرائے کون وار و نور بنیش  
 کلام زندگی بخشش شیر است  
 ہماں عیسیٰ ازیں دم بہرور بود  
 سرفیل است ابجد خان این رس  
 رخس مراست نور لامکاں را  
 کہ ہاں در من چو دیدی بے شک و تراب  
 درون پردہ من بودم کہ آدم  
 جمال یوسف از من آنچہ داشت  
 دش آہستہ با خود در ترانہ  
 حریف راز دارم دیکے نیست  
 چنین دارم کہ اسرارش کماہی  
 عروس خلقش اندر شرح اینست  
 سرائے حسن و خلوت گاہ عشقم  
 صفات دوست ربے نقل تجریلی

دریں لطف سارہ جاوید افتخار از پائے  
 تماشا را دہن گیرم کہ خاموشش  
 مقام قائب قوسین تو این است  
 بقول ذرۃ الستار وجود است  
 دین خد متش عرش بریں است  
 بہشت و عور و قصر تاجا کہ ام است  
 تو نادانی زبان خود نگہدار ۱۵۰  
 کبے ہمتا است سرور لربایش  
 ستون بارگاہ کبریا نیست  
 ازیں فانوس شمع آفتابیش  
 کہ روح القدس ازوے بہرہ گیر است  
 کہ در انقاس او چندیں اثر بود  
 نہادہ گوش در سامان این رس  
 صلا در دادہ بیانی جہاں را  
 خدا بین آمدی در پردہ غیب  
 ملک راشد بسجود می مکرم  
 کہ عالم را چہاں زیر و زبراشت ۱۶۰  
 کہ از تیر عجب دارم نشانہ  
 تہال عشق را جز من بے نیست  
 خودش می داند و علم الہی  
 کہ نور قدس من پرہ نشین است  
 زمین جوئید رہ من راہ عشقم  
 منم یک نسخہ و یک نسخہ تنزیلی



خدا جوے کہ درین آورد و دے  
بدول از منکر و قارغ از روایت  
چو دوش در نفس گرد و نفس گیر  
شود دانا اسرار نهانی ۱۷۰  
جبین فکرش بالفظی حوں در  
زیک جانب جمال دست مین  
دل از معلوم خود آزاد کرد  
و دم تبیح و استغفار بسیار  
چو در دل نور تحقیق آورد و جوش  
از ازل لب سیر استغفار اینست  
زبان اشک بر رخسار گلزار  
بروں در وادہ اسرار نهانی  
که طغیان را درین کشور گزینیت  
پیش از نامرادی آب گیرد  
بیک یکف زه اش صد گونه راز است  
بہنم بس کہ بسند ستم سلاے  
درین حسرت رہ بہبود یا بم

بوفی منتقم گیرد و تگاپوے  
منش در گوش حبال گویم حکایت  
من از دے بر کشم چوں روغن از شیر  
بگیرد لوح محفوظ معانی ۱۷۰  
سخن گویند جا نگاه است در خود  
ز یکسو بار استغنا کشیدن  
طلب را در حال ارشاد کردن  
خبر گوید کہ دارد بندگی کار  
حساب بندگی گرد و فراموش  
ہم از مستغفرین شوکار اینست  
حدیث عشق بازی کردہ تکرار  
شدہ سرگرم این گوہر فشان  
درخت عشق را جز فقر بر نیست  
بر دستندی رہ تا یاب گیرد ۱۸۰  
فرو داحت مر کبیر منزل راز است  
کہ کارم گیرد از دے انتطامے  
روانش راز خود خوشنود یا بم

بہن گزشتہ یا ذا المکارم  
علی خیر اوری صلی و سلم

مخاطبہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم

پیا اے آرزوئے سیدہ چاکاں  
درین بستان اگر خاکے شود کم  
مرا از من بچالاکی بر فشاں  
کہامی مرغ خواهد داشت ماتم



دیں گلشن اگر برگے نشود زرد

چہ خواہد شد اگر دریا بجوشد

فلک گرتند باغے را ملک ارد

بیایے نوح طوفانے بر آئینز

اشارت کن موج پر تلاطم

فرو آئے کلیم اللہ ازین کوہ

عصائے اژدہا صورت بجاں

نمائے خواجہ ابودئے ہلالی

بگفت اور زبان گوہر افشاں

یکے روئے جہاں افروز بنا

بتے را گرئی بازار بشکن

بکن دکان این شیطان مشوش

سرگردن کنی در عجبہ آور

گرفتہ ناکس کژ مرز با نم

لقاب کبریا از پیش بردار

دیں دیر کھن تہہ شکستی

فسون مسد من نابود کردی

بتے دیگر دین رہ خورد گرداں

بے رخت ہر ایتبے روان است

من اکنون خود سپند این ستارم

بے جہنم دین نابود گشتن

وے دارم کہ بجے را غلام است

چو در پائے طاحت بر زند جوش

کہ خواہد خاک بر سر کرد ازین درد

تقابے بر سر یک قطرہ پوشد

کزین غسل غبارے را بر آرد

بایں خاک ہوس آلودہ بستیز

غبارے شرک از رئے دین گم

تحتلی کن بایں مشرعوں اندوہ

نمود چند را نابود گرداں

شب خوں بر سر شوریدہ حالی

غبار ہوش از مغزم بر افشاں

حجاب ماہ ور شک روز بنا

خلل در طاق این کسری بیگن

بہم بر زن بساط آب و آتش

ابو جیل ضلالت را بن سہر

مستد را رسول اللہ دانم

مرا ہم سندرچ در امتی دار

دل چن دین صنم خواہان غستی

ہدایت را سپندے دود کردی

صنم خواہ دگر را دل برنجہاں

دیں دکان سپندے احتیاج است

نمایک شعلہ در ایتبہاں

زنو گرمی و از من دود گشتن

ماندک جلوہ کارش تمام است

کنم یکبارگی خود را مندراموش



چو در عشق تو حب آنفریئے باشم  
کدام من که پا بر حبائے باشم  
حکایت

چو سینه عشق در جنون اثر کرد  
که دل از بند خود یکبار برداشت  
تنش سرگرم خواہش زندہ می بود  
علم پیروں ز داز سیمایش آن ورد  
فتان برداشت بیداد نظم  
ہمسایک دل بتدیرش دویدند  
نخست از مردی و جوش زبانی  
ترجمہ ناشیغ خویشتن کردند  
شب مجنون و بیداریش گفتند  
ہماں کا بیدن و خواری نمودن ۲۲۰  
ازاں سر بستہ خم تعبیر کردند  
ولے مجنون و دہ آں جمع گزرداشت  
و گوئے از عنہم خورم نداند  
سخن القصدہ در گرمی در آمد  
نمیران مرقت رخس را ندند  
کہ ما نیست تقصیرے میں با  
کنم اینک رخ سیلی تبتا

تمنائے در آں دیوانہ سر کرد  
نہ از راحت نہ از کامش خبر داشت  
دش از زندگی شرمندہ می بود  
عزیزاں را و خویشان رنجبر کرد  
سرایت کرد در دہساجسم  
ز رو تیغ و زباں پیروں کشیدند  
فستادند لختے از معنائے  
سر حیز فقیر بری پیش کردند  
سر شکب خون و خو خواریش گفتند  
ہماں ناری و پزاری نمودند  
بصد سگیں ولی نفسیر کردند  
دناں صدر پرودہ خود آہنگ برداشت  
حدیث عشق ہر بیغم نداند  
عزیزان صنم را در خود آمد  
پر تسلیم و رضا گوہر فشانند  
ویکیں تاب می باید کجا تاب  
ولے ہوشے ز مجنون باید پنجاب

خود آں بے چارہ سدا باب نوحش ست  
خود افسون خود و خود خواب خوش است



## حکایت

برآمد پیش از باد دل تنگ  
بدامان سلیمانے بزد چنگ  
۲۳۰ حضور باد بود و پیشہ بر بود  
دلے نہ از غیر از تخت سپاد و شمشیر  
دو توے پیو قوت تا خرومند  
فرز گفتند زیں سال قصہ چند  
بہم در ساختند از فطرت خام  
نفہیدند عشق بے سراغ م  
نداشتند محنوں را کہ مست است  
ز سرستی ہلاک آن شکست است  
دل دیوانہ اش و قید عشق است  
ز سر تا پا وجودش صید عشق است

عروس عشق ہستی برنتا بد  
محبت خود پرستی برنتا بد

## رجوع بہ محنت طبع

زہیں بوس حضرت سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

من از خود سیرم اے مقصود جانم  
بروں آگیں غبار از خود فشانم  
برم سرمایہ از حنای عظیمست  
بگیرم قوت جاوید از فیہمست  
شکست افتد دریں مشیت غفل  
عواس سرشم گرد و معطل  
ازیں مہرہ کہ برسد دید بانست  
چہ ظلمتھا کہ برحب نام نہانست  
بہر جا عشوہ انگیزے گزر کرد  
دریں خرمسہ آشوبے اثر کرد  
بہدشتی دیونا خوش آہنگ  
زمان منکر تم آرد منہ اچنگ  
بنوحیدم در اندازد کہ بخیزد  
دریں صورت بمقصودے در آویز  
بہر جا جلوہ گر اصل وجود است  
نموی چند پندارم نبود است  
بہر سو جلوہ اصل است پیدا  
چہ سیلی و چہ شدیں و چہ عذرا  
ہماں ندر است بے تاویل و تمیز  
سخن گوئے زباں بنہ و دل آویز

۱۰۰ مصرع وزن سے خارج ہے۔



سعدا اللہ چہ نیم گر گزاردند

فسون اہرمن از جاں پذیریم

بخت بگرفتہ شمع از رہ رفتیم

نیاردن و بیت بہر دست

بر ہم علم توحید از خمیرم

وے رسمش بتزیل کے نشاید

گر فتم عین توحید است عالم

چو نور ذات بر دل حسلہ آرد

در آں سولہ کہ ذات آرا مگرود

وے علیست وے مندر حال

چہیں دل گرو ہم آمد عجب نیست

ازین معنی بہر صورت زند دست

کند بار از درون پرودہ فریاد

ہنوزم رخصت دیوانگی نیست

نمیدایم چہرے اندرین رود

بہ نام شرع اگر اندک جمال است

چو قرقی بہ بینی گوشہ گیر

ترا و مقید صورت کاہجام است

چہ در عجب وجود از خود در آئی

چو فردا باطن از ظاہر برآید

بر آید آفتاب است از عجب دراست

تو اکنون خاطر از ہستی بہ پرداز

عدم شو کند ال مرآت نوراست

در غیم بر و پوشیدہ دارند

مقام و ہم خود را عین گیرم

بنا دانی و کوری در چہ انتم

نظر نا کردہ دعوائے بصارت

در ان کشور بے روشنی ضمیرم

باندک نشہ باکی نشاید

از ان جوش است چندین قبل وقالم

کجا تفصیل اسماء را گزارد

دل از علم صفت تش کام گیرد

سیر آمانی و بنیاد امال

گمان بعد از وے بے سبب نیست

کہ باشد گردم از جام صفت نیست

کہ وقتے عاشق خوریدہ خوش باد

طریق شرع حبسہ فرزانگی نیست

بروں از شرع و نیکی عاٹا اللہ

در و منہربے قہر و حبل اللہ است

ادب اینست باقی مکرو تزدیر

بہ مطلق رو مقید نام تمام است

بجولانگاہ دانش را سخن آئی

قدیم مقصود است از پروردگار

ہمہ دیدار گردی بے کم و کاست

ازین آہستہ زنگ خود برانداز

جمال دوست را آنجا ظہور است

امانت و ابر جانان جز عدم نیست <sup>۲۰۰</sup> عدم در عرصہ لوح و قلم نیست  
 ہمیشہ خلوت از کونین دارد  
 ازان سرمایہ نقد عین دارد

## خطاب بدل از حسرت و بازماندگی از مطلوب

دلاناچند ازیں افسانہ گفتن  
 چو بلبل در قفس رست ص بودن  
 مے نقاشی لوح یاد گشتن  
 گئے در خود نشو وشی رہ سپردن  
 گئے چنگ حقیقت ساز کردن  
 خود اندر کثرت از بس مستی ای  
 یکے زیں باد سپیائی فرو و آ  
 فرو روگر ترارفتن مراد است  
 جہاں قافی است بر قافی منہ دل  
 چو بگشتی ز خود بند جہاں را  
 شدی در پردہ تقدیر و تسلیم  
 سبق از عظم الرحمن گرفتگی  
 چو در بحر یقین خود را سپردی  
 دست زان بے نشان آگاہ گرد  
 نہ رہے گر نظر افتد گزندت  
 گئے ماند نجومست داغ بر دل  
 گئے فکر تہ تعیل انگشت گوی  
 ز خود گنج دو عالم را نہ رفتن  
 ہوا خواہ ہوس را حنا ص بودن  
 زمانے در ہوا دل سٹاد گشتن  
 بہ رسوائی متاع پیش بردن  
 ز وحشت قصہ آغاز کردن  
 بہ کثرت ہرزہ گشے رستائی  
 زمان در بند و راہ سینہ بکشا  
 میا بیرون کہ بازارت کساد است  
 ۲۸۰ ازیں مشیت تذبذب بند بجل  
 گرفتگی پردہ نور لامکاں را  
 بردن از فکر و استدلال تعلیم  
 ز دست موبہت ایماں گرفتگی  
 زہر صبح بصانع راہ بروی  
 محبت مفتدائے راہ گرد  
 شود در تسلسل پائے ہندت  
 شوی گاہ از طبائع پائے در گل  
 چو جہانید در وہم آندی روی



زبے فریقین دانائے کارش      ہماں بر سادہ لوجیہا مارش  
 دل اندر مخبر صادق نہا دن      ۲۹۰ بر آں صدق مجرّد وایستادن  
 ز آشیر محبت مست گشتن      ز طوطی عقل خود ہیں در گزشتن  
 ازین صدق و محبت تیز رستن      بسان قطره در دریای شکستن  
 دگر رہ سر بر آوردن ز دریا      حباب آسا و لیکن پلے بر جا  
 با حکام شریعت سر نہا دن      زمین استقامت بوسہ وادن  
 بکلی از مراد خود بریدن      نقاب نیستی بر روکشیدن  
 بطوطی عقل وایساں راہ بردن      بایماں کار ایساںی سپردن  
 عجز آساں ہر چوں و چرا دور      بہ کل مقبول دے تاویل منظور  
 جمال تو و سوا اس دیدن      بخت و اتمام از لے بریدن  
 عدم خفاہاں زہستی سر و بودن      ز تنگ خود سراسر ورد بودن  
 رہے بے راہ رو اینجا ہوید است      ۳۰۰ قلندر گشتن و لغت دید اینجا است  
 بیاد دل رخت ازین بتخانہ بردار      رہے کت شرح آں و ادم بت آر  
 دامنے در تحیر لال بنشیں      بروں از فکر و استدلال بنشیں  
 کہ از قلب سلیم آمد سعادت      سعادت نیست جز نفی ارادت  
 ز نفی اثبات الا اللہ یا بی      بہ ایمان محبت و راہ یا بی  
 دم آہند ز تجدد گزینیت      ز استدلال و فکر اینجا اثر نیست  
 بود تجدد پیدایماں انحدابے      کہ ازین رنج گزرد جوابے  
 چہ ہر دم می تواند بودت آخر      دریں تجدد بد و اثم باش حاضر

بشوق مستغرق اندر نفی و اثبات

کمن تاخیر فی الاست خیر آفات

داسلمان

شبے خوش دل تراز روز جوانی      سرم در خواب و دل در کارانی

لے دلی سے غافل ہے      لے دلی سے غافل ہے

در آمد پیک امیدم و لا و ر ۳۱۰ نیسمے یافتم مقصود پر و ر  
 نظر چوں از تجتر باز پر داخت  
 گرامی خواجہ احرار را دید  
 لب اندر معرفت گوهر نشان داشت  
 بگفت آں شاہ خلوت کہ راز  
 گئے از حسن صورت سر بر آورد  
 کہ از صورت طبع آمد نمودار  
 ولے آں را کہ در جان شس اثر کرد  
 شعار جہاں و تار تن بینداخت  
 بہ تحقیق آں کہ انسان است نیست  
 پیمبر چوں ز سرش پرده برداشت ۳۲۰  
 چو در انوار کل شد موناچیند  
 ز خود بگذشت و گئے مردمی برد  
 کہ امیں ظلم ازین بسیار باشد  
 تجتر تیز و صفت ناگزیر است  
 نہایت رفت و آمد بے نہایت  
 در آں شب کہ نسیم بخت مہیار  
 پئے صورت پرستی حسنا ص بودم  
 برآمد سانس کیں خواب دیدم  
 وے زان بادہ خالی بہست جام  
 ہنوزم اندراں بازار راہ است ۳۳۰  
 کنوں دست من و دامن خواجہ  
 چو در اقل ہدایت از تو دیدم  
 نیسمے یافتم مقصود پر و ر  
 بیالے سعادت دید و شناخت  
 چہ خواجہ نخل اسرار را دید  
 سخن انبے نشانہا نشان داشت  
 کہ دلہا در رہش آمد سر انداز  
 بجان عشقانان حملہ آورد  
 مفتی گرد و از وے گرم بازار  
 بردن از جان و تن در خود شعر کرد  
 پئے مقصود خود از خود پیداخت  
 ز چشم غیر پنہا نیست اینست  
 ظلمی لازم آں نامور ساخت  
 ہم بر زد و کان و ہم و تیشند  
 امانت با امانت خواہ سپرد  
 کہ بندہ بے صفت بیکار باشد  
 مقید خود بنا چیزے سیر است  
 چو کبر است این مہتر از خیانت  
 ز بونے معرفت گشتم خبر دار  
 بانڈک رنگ و بورتا ص بودم  
 بارشادیکہ می باید رسیدم  
 ہنوز آں حبسہ و از جہاں غلام  
 ہنوزم دل گرفتار نگاہ است  
 مگر رہ یابم از احسان خواجہ  
 نہایت در ہدایت از تو دیدم



گیا ہم پرورش دید از لیمت  
توی دل بودم از خلق کریمت  
امیدم بود کاین خاشاک نابود  
در آن دریلے آتش برکشودود  
در آن نابود باید استقامت  
وجودِ خواجه ماند تا قیامت  
شود یکبارہ از پندار خود پاک  
بروں ماند ہمیں نمے ز خاشاک  
چہ دانستم کہ استغناء لیراست  
عنایت این مستدر با زود سیراست  
مرا یکبارہ اندر راہ راندی  
باین خواری کہ می بینی نشاندی  
گرفتادم ز راہ استقامت  
تو خوش بنشین در ایوان کرامت  
من اینک در ظلمنا سد نہادم  
باستغفار و یارب ایستادم  
چہ باشد گر تو ز احسان الهی  
پسند آری باز نک عذر خواہی  
در ازل ہم قبولت بے سبب بود  
کیم سامان امید و طلب بود  
مرا از خود بسوئے خود کشیدی  
بنور غیب دیدی آنچه دیدی  
ز فیض آن کشش وز لطف آن دید  
نشاندی در دلم نخلے ز تخم دید  
جز آن معنی کہ صاحب بر آئی  
مرا خود نیست چنداں سرفرازی  
یکے از اوج عزت خود فرو دآے  
فرو ناید سرم بر مسد دکانے  
بخواک پابست اے منہ خندہ دار  
کزاں معنی بیابم و لنوازی  
فروختندم از میں غریبی است  
نمی دانم کہ امیں سو بر آیم  
ازیں عنقائے نیساں از کہ پرسم  
۳۴۰ کجا این بار محنت راکشایم

ازیں عنقائے نیساں از کہ پرسم

سیمان زباں داناں از کہ پرسم

حکایت

زین را چو در خواب سیر رفت  
جمال بوسنی آمد حبسگر سوز  
نمی دانست کجاں مہ را چہ نام است  
مقام خاطر افشاندش کہ نام است

دے در بست غم کا ہیدہ می داشت  
 ہمیں درد و ہمیں سوز و ہمیں ریش  
 خیر نایافتہ ہاں در وقت ضا  
 ازاں جبریت سے افسردہ می بود  
 چوں در مصرش نشان دادند بر جہت  
 دریں سودا کہ افتاد مبداءش  
 نہ آں خواہم کہ یوسف را شاید ۳۹۰  
 زینجا وار سوزم در تاسف  
 و لیکن یوسف من پس غیور است  
 بریزم نعت بیانی دریں خاک  
 زر عنائی و خود بینی بر آیم  
 بہر خواری کہ باشد در خور آیم  
 گدائے رہ نشیں گردم دریں راہ  
 کہ یایم یوسف را گاہ بیگاہ

## مناجات

خداوند ابرا از من بروں بر  
 نمود من کہ روپوش وجود است  
 جواز نور ہدایت تال و پریافت  
 فرود آمد بہ تحقیق سعادت  
 ازیں مہمان غیبی نور ایمان ۳۴۰  
 شہودانہ اوج عزت پست تر شد  
 شکستے باخت و در چنبدیں رات  
 جو پے در پے شد آں نور شہادت  
 در آں فقرم کہ می دانی فزوں بر  
 زباں بند و وصل گفت و شنود است  
 نخست از اسم المومن آریافت  
 بخلوت گاہ ایمان و ارادت  
 در خشاں شد جو بلقیس از سلیمان ۳۴۰  
 بسطاط ارادت تاج سر شد  
 طلسم ممکن از انوار واجب  
 بیک بار از خود افتاد این عمارت



رمیدند ایں دوسہ ٹرخ خوش آواز  
 کنوں در خود کہ می بینم و حسیم  
 چو کار اینجار سید لے اہل ہر کار  
 کنوں وارم بجائے آن عمارت  
 ازیں برق کہ مرگش بادور کار  
 عروساں گاہ گاہے برق انداز  
 بر افکن برق دور جلوہ در آئے ۳۸۰  
 عروساں جہاں را پر وہ بکشاے  
 در خواہش ز جیب کی کشودم  
 نقابے بر رخ ایں محسوسا کش  
 دریں معنی دلیری ہا نمودم  
 خطے بروئے ایں چون و چرا کش

نہادم دل بہر نوے کہ باشم  
 بتسیم آدم دا اللہ اعلم

## در بیان نسبت حضرت خواجہ ابوالحسن خرقانی

قدس سرہ العزیز

دلے کہ چشم کہ بینندہ مستور  
 بدون از خود مفت لے برگزید  
 کند در سینه گوشت نشانی  
 دلش آئینہ نور رسالت  
 چو زیں دیر فنا بیرون کشد رخت  
 شود سلطان جاں در پردہ او  
 چو صادق روازیں دیرانہ بتافت ۳۹۰  
 چو طیفرا اندران سنزل پراقتاند  
 ہاں در نقشبند سے بے کم و کاست  
 بیفتد از خود و بالیست خود دور  
 ز بس کائنات جذب دست بیند  
 در حلق نبوت تری جانے  
 شود فرزندان دستور رسالت  
 زند در کشور و راستگان محنت  
 ہر بیت بخش رو آورده او  
 دلے طیفرا زیں سر روشنی بانحت  
 دوا سپہ خرقانی از پیش راند  
 نیم تریبت از رفتگان خواست

بظاہر پیرش از میر کلال است  
علی الاطلاق رشد از پیش گاہ است  
نمودار نیست نقش آدمی زاد  
ولیکن سنت اللہ گشت جاری

بہر پیر نجد دانش اتصال است  
علی الحق مرشد مطلق اللہ است  
حند آبادی دال آدم آباد  
کہ علمتے کنند این پرودہ داری

### حکایت

زینچاچوں لوائے بیستافراشت  
ز خواب و خودد فارغ شد و جوش  
کہ از کس بشنود نامے و جائے  
چو غسل ببقاری بار و رشده ۳۰۰  
ز نام و منزلش آگاہ کردند  
پدر کارش از ہستی برآمد  
بمصر آمد و لش از شوق پر جوش  
نظر چون عرس سزیش رہنموش  
فریب روزگارش تنگ دل ساخت  
فرو بارید بے پاں بگر گے  
ز کوم رنج سبیل قد برافراخت  
برآمد تیغ برکت برقی بیداد  
ز لیخار اوراں صحرائے خون ریز  
جہاں تار یک شہ چو تار گیوش  
چو ظلمت بست چشم از این آتش  
دما شیر نگاہ جاسادوانہ  
دشش کز تیر تیر کاں پر آورد  
بہ پرواز آمد آن مرغ ہوس گشت

نخست از بے قراری پرودہ نہاشت  
تمنائے جز این و سر نبودش  
زند و حق جویش دست و پائے  
تضرعائے پناہاں کار گشت ۳۰۰  
مرید سیر مرور راہ کردند  
مرادش را بصد حساباں ماور آمد  
ہوائے وصل و ہم خواب ہم آغوش  
بلا از یک طرف چنداں بہوش  
سلوکش از محبت منفعیل ساخت  
ز باغ آرزو نگذاشت برگے  
نشان عشرت از عالم برانداخت  
بخرمین گاہ شادی دست بکشاد  
نخست افستاد در چشم آفت انگیز  
بتاریکی در آمد چشم جادوش  
لطف افقاد بر خود ناگہ نش  
دش شد تیر عنایت را نشانہ  
پائے لطف راہ چشم دیگر آورد  
ز اقلیم شہادت چست بگزشت



بغیب افتاد با یوسف دوچارش  
 در آن امید روزی چند می بود  
 سوئے غیش دے بکشاده بودند  
 خبر می داد چشم بغیب بنفش  
 چو از نور یقین بے هوش می گشت  
 عروس غیب می گفتش که ای مست ۴۲۰  
 ہماں در گام اقل با تو بودم  
 تو با غم می نشستی غافلانہ  
 چو باز از خود خبر می یافت می گشت  
 ہوس می داشت کین چشم و فاکیش  
 بلے ہر ذہ مشتاقی جمال است  
 بناگہ جذب عشقش کارگر شد  
 چو ملک مصر از و شد گرم باز  
 بعد جال در حسد بیداری در آمد  
 شد از سرتازہ آثار جنونش  
 حجاب چند بیش مقصدش بود ۴۲۰  
 پگشت آموز گارش مرشد گل  
 روانے یافت جنس ناروائے  
 سبب می دید چشم خام کارش  
 خراماں گودی و آئینہ بینی  
 خلل می داد آئین طلب را  
 جوانی و جمال و بنفش انداخت  
 ہے زان جملہ سنگ راہ او بود

سروش غیب کرد امید وارشش  
 بآن بگو کہ بہ کہ خود سندی بود  
 در آن در دیدہ بہسادہ بودند  
 فزوں می کرد ہر ساعت ابویش  
 بہ یوسف دست در آغوش می گشت  
 چہ حاصل شد ازین میر تہید مست  
 بتو ہر خط خود را می نمودم  
 تنی از دانش و از من کرانہ  
 در آن در دیدہ امید می و دخت  
 بروں از پردہ بیند و لبر خویش  
 ہر سر آرزوئے اتصال است  
 ز کنعان ماہ کنعانی بد شد  
 ز یغا گشت ازین مہنی خبر دار  
 بلارہ در طلب کاری در آمد  
 بمقصد و گر شد رہنمونش  
 نظر بالجلد ورنیک و بدش بود ۴۲۰  
 بدست آوردہ تحقیق تو کل  
 تما گیر شد دست گدائے  
 بناز و عشوہ می یزد اختیارش  
 خود آرائی و رسم ناز بینی  
 زیباں می کرد عشق بوالعجب را  
 سر و پایے تجمل حبلہ انداخت  
 حجاب جان یوسف نخواہ او بود

نمودندش که سنگ آتند اینست  
نظر بند دل آگاهست اینست  
توبند پیر و یوسف بند سیار  
ازین نابخسیت سرواست بانا  
عرض تعلیم غیبش کرد تا شید  
پایه پایه تا ایران تو حید

## التجاء نیاز مندی بحضرت خواجہ بہا الدین محمد نقشبند و خواجہ احرار

ہنوز ایمان مستغنا نیست  
مگر فکر رسیدن ناپسند است  
شوی متباد چون من ناپسند  
کے نے مروت نہ استعداد دارم  
پسے امید بے بنیاد دارم  
شکار لاعتد م بے اعتبارم  
کساد یہاں بازارم یقینست  
زمانے حبثہ اللہ بر خمینہ  
قبول کم کن کہ اقبالست تمام است  
قبول تو قبول نقشبند است  
دو چشم و نور بنیائی نگانہ  
وگر باشد تفاوت بس شبیہ است  
بد روشن چراغ از سینہ تست  
در آں پر شود چشم حبادوانہ  
ہماں یک خواجہ گفتن تمام است  
بہا الدین زبے نقشی بند است  
دبانم پر شکر زین نام بادا  
مرا در بندگی چو پائے بند است  
بہ ہیں در بندگی اے خواجہ کبر

مگر فکر رسیدن ناپسند است  
شوی متباد چون من ناپسند  
کے نے مروت نہ استعداد دارم  
منازع کت قبول فستندارم  
اگر کاریست بشد فی اللہ اینست  
بایں در خاک و خون افتاد مستقیم  
در آں قبال کارم را نظام است  
کہ در وحدت نہ چونی و نہ چند است  
نہی بینم تفاوت در میانہ  
۴۵ کہ دانم الولد سترہا بید است  
تو چشمی و جہاں آئینہ تست  
عروس نقشبندی کہ وحسانہ  
عبید اللہ بہا الدین چہ نام است  
عبید اللہ چو گویم نقشبند است  
دلہ زین فکر شکر کام بادا  
بغیر از خواجہ گفتن ناپسند است  
کہ ان لفظ سید نام ہوا اللہ



دیدیں دو خواجہ دل بندم یکے شد  
 سمرقندم بہا الدین نشین است  
 تومی دانی کہ عذری بہترم نیست ۴۶۰  
 معاذا اللہ کہ استغنا بگیم  
 بخارا و سمرقندم یکے شد  
 بحار اگر زرقتم عذرم این است  
 دریں رہ عذر خواہی برترم نیست  
 چہ حسن کم کاین چنین سودا بگیم  
 چہ می داند کہ خورشیدش کند یاد  
 ہماں عذر تو بہتر از گستاہ است  
 شفیع خواجہ احسار گردو  
 مرا زبں درو بی درماں برآرد  
 زاقبالتش دل آگاہ یا بم  
 بہا الدین کہ دین شد از دے آباد  
 بجد بہ بازیدش آستان روب  
 جمال مصطفیٰ را آئینہ دار  
 سواد من رانی فتد رأ الحق ۴۷۰  
 فنانی اللہ خواجہ پس بند است  
 کن تاویل خواجہ نقشبند است

خليفة بود حق را در زمانہ

نمودش ہمنے داں در میانہ

## در تحقیق و بیان ہر انتہ سلوک

چنین گویند دانا یان اسرار  
 کہ معشوق ازل در ہر شعور سے  
 سر ہر ذرہ بنیائے جسم است  
 مدار بودش از نور شہود است  
 زاصل و مندرع ہر معنی خبردار  
 ز غمازان نہاں دار و ظہور سے  
 دل ہر قطرہ دریلے جمال است  
 شہودش مایہ چہند بی نمود است  
 ہوا سے وصل ہر بجائے صلی راست  
 شہود دوست پنہاں ہرے راست

دے انگندہ بر جانش حجابے  
 شدہ بنیاد این دیوانہ گشتن  
 نہادہ اصل آں بازار و تزییر ۴۸۰  
 سر اسر زنگ این مرآة علم است  
 ز آسبب خیال و فکر و وسواس  
 چو گرد خستہ مقبول در گاہ  
 کش دست تلک اول بر کشاید  
 رہا چین ہو س چڑ مرده گردند  
 بچو لا نگاہ این دل مژده چپند  
 دریں تخم برید بختاید جبینش  
 قوی ز گرد آں حزنے کہ بودش  
 در آن غیبت کہ بوسے غیب یاب  
 ارادت سر زنبی خواست ازوے ۴۹۰  
 بازوے ارادت بر درد جیب  
 در آں مستی بہ غیب افتد گزارش  
 چو در نور شہود از خود بر آید  
 بگرد و حال بار امانت  
 در آں مشہد بہ فقتد آرام یابد  
 در آن ویدر جمال بے نہایت  
 بہ تسکینش ندارد هیچ کارے  
 یقین آں دید و آں شورش از آن سوست  
 دریں مسکن نمودے از نگاہ است

گرفتارے بہر خاکے و آبے  
 پئے ہر رنگ و بو طفل گشتن  
 نقوش علمی از ہر سوط نہ گیر  
 سراپا کشور آفات علم است  
 رود بر باد حسرت گنج انقاس  
 شود در خورد و راند لی مع اللہ  
 کتیں ویرانہ اش خواہد رہا بد  
 طلبکاراں چنین افسردہ گردند  
 ہمیں خود ماندہ افسردہ چپند  
 بر افروز و دین علم ایتقینش  
 فراہوشی بر افتد در وجودش  
 نسیم شاہد لاریب یابد  
 بر و ذوق نشست خاست ازوے  
 کہ تنگ آرد بہر عشوق غیب  
 شہود و دست گیرد در کنارش  
 سعادت را وے دیگر کشاید  
 بیار و آں امانت بے خیانت  
 ز جلاب قناعت کام یابد  
 بچو و شورش بے حد و غایت  
 در آن آرام بنشیند عجب ارے



## در بیان عقائد دین و شرائط سلوک راه یقین

ملاخواهند عذبه حذب الهی      تمت دار فضل بادشاهی  
 نخستین شرط این سودا یقینست      دوم سرمایه این سودوین است  
 سوم پاکیزه غسل این زراعت      رفیق سنت و راه جماعت  
 عزیمت رونق کردار گردان      بدون زایب و زحمت کارگردان  
 چهارم خدمت سلطان دینی      قبول حنا طر مسند نشینی  
 به تقلید سلف تحقیق دیدن      قدم از حباوه بدعت کشیدن  
 زیستانش گل مقصود چیدن      بنزیر سایه اش از خود رمیدن  
 نهادن بر خود ویالیت خود بار      مرادش و اشیدن از جان پرتبار  
 شود زین چار عنصر جان طالب      بنفخ روح ربانی مناسب  
 ولیکن شرط چارم لازمی نیست      بقصدش سد باب محرمی نیست  
 بسامرغان که علوی آشیانند      ادیسی مشرب و عیسی زبانند  
 ز حسن طالع و از لطف باطن      گرفته گهر از اصل معادن  
 ره سنت به چالاک شتابند  
 نصیب از خواجه کوین یابند

## در بیان استفاده و تربیت معنوی از روح بر فطوح نبوی

شنیدستم که مشافتان درگاه      طلبگان سترگی تیغ الله  
 خصوصاً کاشف راز منسانی      ابراعت هم چو پراغ گره گانی  
 بخلوت در بدایت کارش این بود      اینس خاطر افکارش این بود  
 که بودش و او جان نام ادیشش      که باشد شرب از جام ادیشش  
 او بین آسا از ان کسب عنایت      گمراهی واسطه یا بدعت ایست

کیم من کین ہوں گیسو دماغم  
 دل از ذکر او سیم شاد گردد  
 وریں رہ قدر خود چندان ندانم  
 زبانم زین تلفظ گریب نبیاست ۵۲۰  
 سرم بخواست صید این کلدست  
 دل اندر شدم و جہاں سرگرم اینیاست  
 قیوش گریبا بدور افتادست  
 وریں سودا کے دیگر کشایم  
 شیفیع آرام روان دوستانش  
 بہ بوبکر و عمر عثمان و حسید  
 بہ صدق و سوز پور بوجہ تلافی  
 بہ شام ہجرت و تاریکی غار  
 بحورے کز شربش واقربا دید  
 بہ دار و گیر بدر و حرب خندق  
 یہ آں شب کز سرے آتم مانی ۵۳۰  
 بہ بیرون رفتن آزاده ازاں وہ  
 بدیدہ آنکہ می بایست دیدن  
 بفقرے کز خودش درویش می داشت  
 باں دم گاود و روز شفاعت  
 کہ این غافل کشاید چشم ازین خواب  
 نہد در قرن اقل آشیانہ  
 ز آسیب زمانہ فارغ البال  
 من ارچہ درم از بخت سبہ دل  
 کنارے نیست دریائے قدم را  
 پیادہ فدای سودا چسما غم  
 دماغم زین ہوا آباد گردد  
 کہ در دل غفل این سودا نشانم  
 سرم بخواست صید این کلدست  
 کہ جاناں رحمۃ للعالمین است  
 ہم استعداد بخش در ہم سعادت  
 روم از جانب دیگر در آیم  
 مدوخوا ہم ز روح پر روانش  
 بہ اہل بیت و اصحاب پیغمبر  
 بہ علم و دانش ختم الحسن لافہ  
 بہ آن خوش عنکبوتے عنبریں تار  
 بہ آشوبے کہ و شبت کر بلا دید  
 بہ روز فتح و نور شخص الحق  
 رسیدہ در مقام لامکانی ۵۳۰  
 بہ سبحان الذی اشری بعبدہ  
 بہ بے خود گفتن و بے خود شنیدن  
 سرافقہ خندری پیش می داشت  
 کند تدبیر مشیت بے بضاعت  
 دراں حجر عنایت پرورش یاب  
 ادیس ثانی شش خواند زمانہ  
 بہ بینم ماضی و مستقبل و حال  
 تو حال سردی داری چہ مشکل  
 یہ طوئی است باز کے کرم را



۵۴۰  
مرا گر چہ سدا سرکارِ حیات است  
تمام دال کہ این سودا تمام است

## مناجات

حسد یا این غریب بے نوا را  
 ہدایت کن رہے لایہ بسویت  
 دے از نیک و بد آسودہ بیند  
 اگر در نعمتے عینی سکو نم  
 بلاگر سازگار آید دریں کار  
 و گزریں ہر دو پیروں شدہ عالم  
 بدہ چشمیکہ در راہ حقیقت  
 غمت از معصیت آسودہ دارم  
 چو دل در رغبت دنیا زندہ لے  
 مرا گزار کایم آرزو خواہ ۵۵۰  
 سبب ہیں چشم از بینش تہی دار  
 براں دارم کہ آزادی گزینم  
 شوم از خستہ لاطخلق دل تنگ  
 بہ یادست تازگی بخشم روان را  
 چو در نفی وجود انستہ گزارم  
 دے فاد رخ ز احوال و مقامات  
 پیٹے و جہنت و جہی لب کشایم  
 و گر نفسم مرا دے راکستہ یاد  
 دے بردن ز حول قوۃ خویش  
 بخود در ماندہ نا آشتنا را  
 بیک روی رود در جستجویت  
 زلمے از ہوس فساد رخ نشیند  
 مکن یک لحظہ زان نعمت برو نم  
 نہادم دل بلا کو پرودہ بردار  
 بخواستہ کہ میں عالی جنابم  
 روم بہ دست ستار طریقت  
 ز نور توبہ رونق دہ بکارم  
 بہ آسانی ز کارم عقدہ بکشائے  
 بکن از زشتی این کارم آگا ■  
 سرم روشن ز نور آگہی دار  
 بہ مالا بید خودت نفع نشینم  
 روم در دامن عزمت زخم چنگ  
 و ہم بر باد نیال این دال را  
 شود موجود بے من آشکارم  
 بدر گاہت برم دے مناجات  
 ز بالیست خود از خود بر آیم  
 بر آرم در جہادش تیغ بے داد  
 شوم در انتظار دولت خویش

سرم مستغرق بحسب هواست ۵۶۰ دلم مشتاق انوار نقایست  
 بتقدیر الهی شاد باشم و زین خربندگی آزاد باشم  
 سر تسلیم بنهم نیک و بد را بر اندازم ز خود غیبیاد خود را  
 چو بیرون شد ازین ششدر و جوم همان انکار من برگز نه بودم  
 برگ اختیار می راه بروم ز مردن پیشتر خود را سپروم  
 دلم در یاد گرد آورم زبان را رسانم افند الله گوش جان را  
 بسر گرمی آن شیرین تر اند بسیاریم در سماع عاشقانه  
 دماغم بر دور و جیب تخمیل فتنه در کشور دانش تزلزل  
 شوم واقف ز اطوار نگداشت بر آرم دست در کار نگداشت  
 بنفی عنبر و تسدید حناط بر اندازم نمود است مطن هر  
 دلم نه از حضور غیب آزاد ۵۷۰ نگداشته خود را کنم یاد  
 پس آنکه در پی تحقیق اندام به بحسب نامرادی گشته خواص  
 دلم گوید که سودا گئی ندارم بحسب عشقش تمنا نمی ندارم  
 بیرون از خواب رفتار نیست مارا به سودایش سر و کاریست مارا  
 مگر زین کار بر خیزد غب رم به تحقیق افتد از تعلبید کام  
 هجوم باز گشت از من بر درنگ عروس حیرتم در بر کشد تنگ  
 درین جبریت که فقرش توانا است ز گنج بے نشانی صد نشان است  
 نموده آب حیوان در سیاهی دل آشکسته را نور الهی  
 سواد او بجهت سرم ناگزیر است شکست دل درستی فقیر است  
 مرا زین فقر بیرون کار خام است و دین فقر آشوم را سخ تمام است  
 بهین فقر است نقد جان آگاه ۵۸۰ جز این پنداشت میدان ندید آه  
 اگر در یاد کرد و باز گشتی به یادش داستی بهر از گشتی  
 ز چندین نفی داشتند نگداشت غرض فقر است و بانی جلد پنداشت



ہاں در انجمن حسد گزیدن  
ہاں اندرون در سیر بودن  
ہاں بر ہوش در دم ایستادن  
ہاں کردن نطنس را بر قدم بند  
پیشے فقر است و تحصیل مناجات  
مناجاتے بر دل از دہم اختیار  
شہود بے جہت قائم بہ مشہود  
در ان خلوت کہ جسم و جان گنجہ ۵۹۰  
بجہت نظارہ چیزے در میان نہ  
نظر ہم نیست اینجا جہت تہ  
دریں بستان بود نخل پر دست  
و لیکن بجز خون چکر نیست  
دو معنی حاصل است از ادگان  
یکے در طلب دیگر فسرودن  
چہ گفتہ حاصلے غیر از عدم نیست  
اگر درویش درویش است انیت  
طلب بے چون و مطلب بیچگونہ

ز آسیب نشان مندی رمیدن  
ہاں در کار نفی غیہ بودن  
نفس را در دم آگاہی نہادن  
پیشیاں بودن از چشم پر اگسند  
مناجاتے و رائے نفی و اثبات  
نہ دیدہ محرم و نہ دل خبردار  
جہت را با مشاہد کردہ تا بود  
بجہت نظارہ جانان گنجہ  
خود از لطف ارگی نام و نشان نہ  
فیات الذات متنوع التفکر  
دل آگاہ و حبان آرزو مند  
گلے جز خار حسرت و نظر نیست  
بدام عاشقی ہستادگان را  
ہر استغنائے مطلب راہ بردن  
کسے را شکرست اندر پیش و کم نیست  
سجن کوتہ کہ جانے گفتگو نیست  
نہ آن را شبہ و نہ ایں را نمونہ

بجہت حسد فارغ ز غوغا

ز کثرت دور و از نسبت میرا  
بیان نسبت و تحریریں بر طلب محبوب حقیقی

بیان قاصر ز محبوب حقیقی  
طلب تنزیہ مطلب حقیقی  
بیانم را چو توفیقش رفیق است  
بیارم انجہ لا بد طریق است  
مزد شوق از خود اقل شرط کار است  
فراغت چوں بسے بے اعتبار است

ہمہ لذات روحانی حرام است  
 حجاب تست در راہ خرابات  
 دل اندر جستن احوال پست است  
 براں شوکز ہوس آزادہ باشی  
 چو زیں کوشش بیفتد بکسش کار  
 محبت چوں نماید زور بازو  
 شود عشق ایں عابد را تخیلی  
 ہماں ذات از ورائے اعتبارات  
 بدیں سال بود عشق از پرودہ بیرون  
 چو آید غیرت معشوق در جوشش  
 چہ راغے را کہ رخت کاریش بود  
 امانت خواہ بستاند چنانش  
 خطوط نفس ظلمانی کرام است  
 چہ ذوق علم و چہ حفظ مقامات  
 دل خود ہیں کہ خود چوں بت پرست است  
 مراد دوست را آمادہ باشی  
 بہ گلی میل ازیں تجسانہ بردار  
 ز معشوق ہم استغناء ہر د  
 ۶۱۰ نہ صورت ماند اندر دل نہ معنی  
 بیند از و خرابی در عمارات  
 کہ از سیلی فراغت داشت مجنوں  
 کند یکبارہ عاشق را سہاموش  
 دور وزے در امانت داریش بود  
 کہ در عالم نیاید کس نشانش  
 مبارک خلوتے غیرے دراں نہ  
 زمانی و توئی نام و نشان نہ

## در تحقیق مشاہدہ و رویت سخن گفتن

خبرداران اسرار حقیقت  
 چنین گویند کا فوارہ تخیلی  
 بہ وجہ در سہ قسم آمد مقرر  
 یکے در صورت مخلوق ظاہر  
 ۶۲۰  
 بچشم و دل گرفتار حقیقت  
 ز صبح کشف تا شام تہ تی  
 بہر قسمش جہان نور منور  
 ز فوق عرش تا حجاب عنان  
 نہ در صحرای غیب نے شہادت  
 علی تحقیق زیں قسم اتصال است  
 در رنگ و چیز و اشکال خالی  
 ہماں در کسوت نور ہستالی



تجلی صورت است از ریب و شک و دور  
بلے مرئی چہ ظلمانی و نور نیست  
کسے زین حبلوہ بالا تر نہ بیند  
شب معراج چون سلطان گزیدہ  
محقق این کہ در تحقیق این راز  
کہ ذات حق بنحایت ناپید است  
ظہور ذات حق در قلب انور ۶۳۰  
اگر چہ جسم خور و بدن نیاری  
تجلی بے گمان نسبت بذات است  
ہمہ در پردہ انوار اسما  
دلے در آخرت سلطان مختار  
فتد در موطن تبلی الشرائر  
بجنت آفتاب و ماہ بنود  
مرا بالجلہ تحقیق آنچنان است  
اگر عارف بہنگام عبادت

تعالی اللہ زہیے نور عسلی نور  
چہ حسی چہ مستالی جلہ صورت نیست  
بروں زین قسم چشم سر نہ بیند  
خلافت آمد کہ دیدہ پا نہ دیدہ  
بہ نادیدن کند قانون خود ساز  
بجز چشم یقین اورا کہ دیدہ است  
بود چون جرم خور در چشم خور  
وجودش بیک پوشیدن نیاری  
شہودش واپس نور صفات است  
شاہد نیست جز قلب شناسا  
بچشم سر دہد حسنے دریں کار  
بروئے روز انوار صنما تر  
بجز رخسارہ حباں آگاہ بنود  
کہ دیدار خواص آن جہان است  
بہ دیدار وہ دیدن کرد اشارت

عبارت از شہود صوری است آن

پئے تنکین درو دوری است آن

## در بیان تجلی معنوی و قادر و حست صرف

چو از صورت بر آید سالک راہ ۶۴۰ بجاں مشتاق قرب لی مع اللہ  
نخستین حبلوہ معنی رہ باید  
ببیند دوست را در کسوت علم  
فنا در وحدت عرفش و ہر دست  
در آذواق و معارف بہرہ یابد  
شود مستلک اندر سطوت علم  
کشیدہ جام دانہ ساقی شدہ مست

فتاد وحدت صرفش و در دشت کشیده جام و از ساقی شد دست  
 خوش آں سے کانگند پرده ز کارم بروں از پرده بنماید نگارم  
 دل از جام و صراحی سرگشته ز خود و ز گرمی مجلس گزشته  
 بلا انگیز سروے مجلس آں سے به یکتائی و غیور بی زده اسے  
 ز ننگ خود پرستی چند سته  
 نقاب انگسند و تنهانشسته

## در بیان تجلی ذاتی و فنا و بقا

رونده چون از بی کشور بر آید دشن در کسوت دیگر در آید  
 قلمے لم یزل داده شکست ۹۵۰ بقلمے لم یزل بگرفته دستش  
 تجلی خواه سر مست و قوی دل بذات آئینه افستد مقابل  
 مقابل بیک از نسبت مستدا به پندار وقت بل گشته یکتا  
 شود نور یقین مست نهاره دل و چشم و خیال افتد کناره  
 یقینے تاحد حق یقینش یقینے مقصد و معراج و نیش  
 یقینے اسم الومن نفت بش زهر و هم و گمان بیرون حسابش  
 یقینے اصل وید آں جبانے یقینے تیز گرد و لامکانے  
 دریں موطن محال آگهی نیست مشاعر را درین خلوت نهی نیست

که بر حلق وجودش هم وجودش  
 شهودش را و بیله هم شهودش

## در بیان تجلی ذاتی و تجلی معنوی و تجلی صور فی علم حضوری

حضود فانت اگر در خلوت جاں بود بے پرده کشف فانی است آں  
 وگر علمی حصول علم حضوریست ۹۶۰ و لے در پرده کآن امر ضروریست



وے علمی حصولے شدت مش  
اگر در صورتے مرئی کند روئے  
دوہا لیکن ظہور این جماعت  
تجلی معنوی دانست نامش  
تجلی صورتی خواند سخن گوئے  
یکے در حق و دیگر در مثالست

## در بیان تحقیق علم الیقین و یقین الیقین و حق الیقین و مراتب آن

دلم و دشینہ در فکر یقین بود  
کہ یارب شامہ عین الیقین چیست  
چو رفت از خود دل غلوت نشینش  
چہ معنی دارد از خود در گزشتن  
بروں از علم بینائی کدام است  
صحیح است آنکہ از خوان سلاوت  
یقین گر نفس از جان قبول است ۶۷۰  
شد از نور یقین تحقیق این راز  
چو آن نور است نور حق تعالی  
نخست آن دل کہ ذوق خلق عظیم است  
بہ ہر دل در خود حسن ارادت  
تعالی اللہ چہ عالی قدرت است این  
چو آن نور از کثافتہای دورے  
نظر بر علش فستہ نیکے بہ را  
چو ادراک مرکب بگسلہ تار  
چو عجز از درک ادراک است ادراک  
از نجیب ما عرفنا ہم عرفنا است ۶۸۰  
عرفنا نیکہ اسیم بے مسئلی است  
در اطوار ظہورش تیز ہیں بود  
در اں عین الیقین مقصود ہیں کیفیت  
کہ دارد دولت حق الیقینش  
صفات دوست ما آئینہ گفتن  
و گر علم است۔ عین حق چہ نام است  
و ہند اول مراد۔ آنکہ ارادت  
دم عین الیقین آن خود فضل است  
کہ ایں نور۔ فہم شدش پر فاد  
ز اصل خود جدائی نبود اورا  
امانت دارد آن قدرت الیم است  
ظہورے دارد آن عین سعادت  
بنام حق چہ زیبا حکمت است این  
جدا از اصل خود گیرد ظہورے  
شود علم الیقین نامش خود را  
بہ ادراک بسیط افستہ سروکار  
کمال است اعتراف ما عرفنا کہ  
عرفنا نیکہ اسیم بے مسئلی است

ازین تجرید ایمان است عریاں  
 ازین معنی است باحق آرمیدن  
 چو از دجھے شک آمد در وجودش  
 خیال از تبر صوری چوں بر افشاند  
 محقق راست اندر پرده رازے  
 دریں دم جلوه عین الیقین است  
 باصل خود رسید آن نور جاوید  
 حضور ذات در مرات نور است  
 چو در علم از معتم خود پروں بود  
 بے نا حق شناسی می شد آخبا ۴۹  
 چو توحید آمد اسقاط اضافت  
 دریں معبود جز حق الیقین نیست  
 کہ در حق الیقین از غیر نیست  
 دریں موطن کہ مطلق کشف نیست  
 محقق شد ازین علم مسلم  
 نہایت درج بودہ در ہدایت  
 چہ خوش گفت آن حکم کار آگاہ  
 صفاتش در تحقق عین ذات است  
 یقینے کاذریں تحقیق گفتم  
 حضور سادہ اما اصل ایمان ... مدار انقیاد و معنہ ایمان  
 ز ایمان کرد نابینا کنارہ  
 مشاہدہ از ایمان نیست چارہ



# در تحقیق نجات و در کشف مراتب آل و بیان دست و صورت

دگر ره در ره دل آئے سخنند آن  
یقین کشف صوری از چه بآئست  
فروزان خاطر فرخنده دیدار  
که در هر جا جدا گانه حضوری است  
حضور ذاتی از صورت بگویند  
مبتد چون همه و هم و خیال است  
یقین معنوی هم مثل صوری است  
اگر خوابی شود کشف این راز  
دگر خوابی بگیرد در تو این دم  
بذکر دست گویا کن زبان را  
نسیم ذکر باد حبدان مذکور  
حلاوت ذکر را از پا در آرد  
حضور ساده رخشان است اینجا  
در آید چون باستیلا توجه  
دل از غور شید وحدت نور گیرد  
ویش از نور خود علی و هد دست  
دریں ره هر که انوار خدا یافت  
بر دل از صورت و معنی نگارست  
تماشا کن نگار عالم هنر  
سادت بخش ایمان محقق  
آسانی دریں ره میتوان دید

چراغ از نور تحقیقت نسوزان  
چسدا انوار معنی در خیال است  
بجوش آید چو دریائے گسار  
ز انوار یقین هر سو ظهوری است  
انان عین یقین آنجا بگویند  
یقین مطلق اندک و محال است  
دریں ره کشف این معنی ضروری است  
حجاب هستی از جانت بر انداز  
۱۰ بر دل از پرده شود اللہ اعلم  
بخش کمال حضوری چشم جاں را  
کند گرد خاطر از نظیر دور  
به حبدان مجروح حبا گزار  
توجه عین و حبدان است اینجا  
شود چون ذکرنا پسید توجه  
وجودش حبسگی مذکور گیرد  
چه گویم اللہ اللہ کان چه فیکو است  
په تحقیق انتها در استد یافت  
مجرد از تماشا انتظار نیست  
۲۰ بیاب این انتظار آدمی سوز  
اگر علمست در عین است و حق  
ز به برشته نجات آنکس که نشید

طریق مستدیر است اینکه گفتم      بیکسانی مشیر است اینکه گفتم  
 ز خود بیرون مرو که تو جدا نیست      خودی بگزار کاین خود آشنای نیست  
 شمر دم آنچه می باید شمر دن      تو دانی و قبول راه بردن

تمام شد مثنوی گنج فتنه

تعداد اشعار

(۷۲۵)

متفرق اشعار

از مثنوی گنج فقر کماز و عجز مجبوری در مسوده داخل کرده نه شد بلکه نقل آن از نسخ دیگر کرده شد

بشام هجرت و تاریکی عنار ۵۲۷      بآن خوش عنکبوتی عنبرین کار  
 بجز که قزیش و استبا دید ۵۲۸      باشوبه که دشت کربلا دید  
 بار دیگر بدربار و خندق ۵۲۹      بروز قح و نور حصص الحق  
 بآن شب که سرایم آفتابی ۵۳۰      رسیده در معیت املاکانی  
 به بیرون رفتن از آوازه این ده ۵۳۱      به سبحان الذی اسر عجب  
 بید آئینه می بالیست دیدن ۵۳۲      به پیچید گفتن و بے خود شنیدن  
 در آن خلوت که چشمها را بخت ۵۳۰      بجز نظاره جانان و غنچه  
 بجز نظاره چیز در میان نه ۵۳۱      خود از لطف رگی نام و نشان نه  
 نظر هم نیست اینجا جز تحیت ۵۳۲      فان الذات ممنوع لطف کبر  
 درین بستان بود غنجل بر دند ۵۳۳      دل آگاه و جان آرزو مند  
 ولیکن بر بجز خون جگر نیست ۵۳۴      گلے جز خار حسرت و نظر نیست  
 دو معنی حاصلست آزادگانا ۵۳۵      بدام عاشقی خستادگان را  
 یکی درو طلب دیگر فزون ۵۳۶      باستغناء طلب راه بردن

معراج



# در بیان تحقیق علم الباقین و عین الباقین و حق الباقین و مراتب آن

دلم و دوشینه و شکری یقین بود ۶۶۳ در اطوار ظهورش نشیند پس بود  
که یارب شاهد عین الباقین چیست ۶۶۵ در آن عین الباقین مقصود این چیست  
چو از وجه شک آمد در وجودش ۶۸۳ ما به نیست چندان برشودش  
حضوری ساده رخشانست این جا ۶۸۴ توجه عین و جہان است این جا  
در آید چون در استیلا توجه ۶۸۵ شود چون ذکر ناپیدا توجه  
دل از خود کشید وحدت نوز گیرد ۶۸۶ وجودش جللی مذکور گسید  
ورش از نور خود علی دهد دوست ۶۸۷ چگونیم اشد اشد روئے شکو است  
دیدم ره بر که انوار خدا یافت ۶۸۸ به تحقیق انتہا در ابتدا یافت  
بروں از صورت معنی نگاریست ۶۸۹ مجرد از تناسل انتظار نیست

## ساقی نامہ

طبعی که سخنوری گزیند ۱ در پردہ صبر کے نشیند  
در گوش دلم فسانہ گفت  
یعنی چه مقام حیرت است این  
چون قصہ حبام و بادہ آمد  
در دامن ساقی خود آویز  
ساقی قدحے کہ ہوشیارم  
ابن کاسہ کہ بر سرمگون است  
در چشم ہمیش بیگن از دست  
مجنون تو یک پیالہ خواہد  
من پیر کہن گدائے حبابم ۱۰ زان بادہ دیر سالہ خواہد  
زان جسد عذہ کہند وہ بکامم

آں جب رعد چو در سرم زند جوش  
عقلم چو صحیفہ اش کند سطرے  
چو جرم نہ سے برہنہ ماند  
اکنوں پیئے جسدہ گشتابی  
ایں سیکدہ جملہ جاں پاک است  
ساقی ہمہ خون من فشردہ است  
بر من دور قطرہ می فرو ریز  
روئے کہ شود ورا دوزا ہم  
ایں صورت تو عرش آشیان است  
نہ بار کفن نہ قیاس رفتار  
ایساں برہنہ بادۂ تو  
دوزخ صفتے کہ از تو دور است  
من گر چہ آتشیں دماغم  
اے زاهد خام طبع - بے کار  
دیناے کہن شود سنداموش  
در جرمہ زوم چو بوسے دے  
گر در جسم سے رود تو اند  
نہ جرمہ نہ بوسے جرمہ یابی  
وین بادۂ خم نہ ز آب خاک است  
آں جاں کہ شفودہ بود مردہ است  
امروز قیامتے بر انگیز  
و حشر شناسد و نہ آدم  
اسرار عجب در ادنیان است  
اول تشدش مقام دیدار  
منہ دوس - دل کشادۂ تو  
سبحان اللہ عجیب صور است  
اذ نکلت تو شگفتہ با غم  
خود را گرو دو ہر عہ سیدار

در پائے طبیعت خرامت

یک قطرہ زرد سے تماست

ساقی بہ دل کشادۂ تو  
کامروز جزا میں ہو سں ندارم  
دستے کہ ز بادہ دور باشد  
جنوں کہ ز ہجر بود سرمست  
من نیز دے بر آدم سرد  
معتوقہ بہ چہ نام گویم  
در ذکرش اگر چہ پرستہ ارم  
سو گند بہ جام و بادۂ تو  
کاند رہ بادہ حباں سپارم  
در خاک - سپہ چرانہ باشد  
یلے گفتمے رفتے از دست  
زاں شیفتمے کم نیم دریں درد  
ساقی و شراب و جام گویم  
عربیت ز دست رفتہ کارم



من ذوق سخن چنان ندارم  
 دارم بخیال می سر و کار  
 من بیدار در کدام حال  
 وقت است که این جهان و این گفت  
 تو سیس کماں چوں نه بینم  
 ہاں شمع غلب میبرد  
 ساقی من از این حیات سیرم  
 از خلقت این دوست نابود  
 در زندہ سری مشکندگی نیست  
 مستی که ز پای خم شد است  
 ساقی برساں شراب نابے  
 در کسوت بادہ روز خواہم  
 عقل این سخنم نہ می پذیرد  
 من بوی تو در دماغ دارم  
 روحم بہ طعنیل نکست راح  
 روز است مرا و بخت بیدار  
 این لغت ز دست داده اولی  
 چوں او آید چہ طاقت من  
 اور ذوق دین و حبان ہستی  
 اینک من از این نرسد گزشتہ  
 لیکن نہ چہ ناچہ روئے بینم  
 چشم بد و نیک از میاں دور  
 زین پیش بہ خطہ بخت را

آن کا بسدم کہ جاں ندارم  
 می گویم و بے خبر ز گفتار  
 از گفت من است و از خیال  
 بانفس وصال او شود جفت  
 برخیزم و گوشہ نشینم  
 از مست چہیں خبر نہ گیرد  
 بہنہائی کر شد تا بہیم  
 دامن کہ لیغبت و است مقصود  
 جسز خواری مرگ بندگی نیست  
 ز اہر شدہ مست چند شست  
 من جلد شہم تو آفتابے  
 آن پر تو دل نرسد ز خواہم  
 کز روزبے چہ ہسرد گیرد  
 از عقل کنوں نرسد راح دارم  
 آمد چو صبح رفت مصباح  
 گر شب برود برو چہ درکار  
 این بار ز سر فادہ اولی  
 چوں دوست رسد چہ جائے دشمن  
 دیگر ہمہ گو کہ خود پرستی  
 سے آئینہ نقد تو گزشتہ  
 تا پیش تو لطف نشینم  
 خدائی و آن توج نور  
 بودی چو حساب آشکارا

آئینہ از جہنم ہی بود  
 امروز دریں حسد ابہ بنشین  
 اینجا تنم از چہ اوستاد است  
 دارم بہ ہماں زمین سہو کار  
 ساتی مے نقش بند پیش آر ۹۰  
 ہر چند کمند عنبریں بو  
 آہوئے ختن شکار دارد  
 عطار کہ نقش بند ثانی است  
 آن رشتہ کہ پارسا لقب بود  
 آن خواجہ سبندگان آزاد  
 من چوں ہوسے چنین نیارم  
 در کان نمک سگ ار نشیند  
 خوش آنکہ سہ یار چار گردو  
 خستہ شدہ ام کہ این کو قصر  
 یک جام ازیں مئے کہ دلد ۹۱  
 بنے کہ دران زلال نوشاں  
 شرط طلب است امید بستن  
 امید سرے بہ کار دارد  
 امروز دریں رباط فناں  
 شمع کہ دریں سیاہ خانہ ست  
 روزم بہ امید و سفید است  
 باشد کہ بروں ز جستجویم

نہ نقش و نہ نقش بند ہی بود  
 این مشت خیال را فرو چین  
 جانم بہ ہماں زمین فنا د است  
 من نیز بختاریم بہ رفتار  
 من صید توام کند پیش آر  
 آن نیست کہ آورد بمن او  
 بر لاشہ خرے چہ کار دارد  
 در حلقہ آن کمند فانی است  
 و در پیش آن کمند آسود  
 سر در حنم آن کمند بہناد  
 من خود سگ این سیار غارم  
 خود را بجند از نمک نہ بیند  
 قصر ادب استوار گردو  
 آید بہ کمال خود دریں عصر  
 از من بہ تمام سر بر آرد  
 خوانندم ختم مے فروشاں  
 زمیں نہی تو اں نشستن  
 عکس ز جمال یار دارد  
 دارم بہ امید زندگانی  
 امید وصال آن یگانہ نست  
 جاں در بد نام رہیں امید است  
 بخشند و چند آرزویم

۱۰ اشارہ بحضرت مولانا یعقوب چرخ مستدس اللہ سرور



گفتم سُننے ز کامِ سدا فی  
 در دیدہ کشم قبول خود را  
 اے حناک مدیتہ در کجائی ۸۰  
 اے مردم چشم دور بیناں  
 در باب غم آشیاں دارد  
 سوزندہ غم کہن تلف بہ  
 اے نور دل چہار عنصر  
 اے در تاج آفتاب نیش  
 اے نور تو چوں فلک ہویدا  
 اے مجلہ خواب گاہ مقصود  
 اے از تو زمین بدین حسدابی  
 اے آمدہ نور آسمانی  
 سبحان اللہ چہ نسبت حناک ۹۰  
 دوستہ کمال مصطفیٰ بود  
 من حناصل این خطاب گویم  
 خاک اند جہا عستے کہ مروند  
 از سطوت نور در شکستہ  
 کردی نہ بہ پشت پایے زیشان  
 سر حلقہ حناکیاں علی بود  
 زان کسہ دو نہر بند بکشد  
 معروف و سری جنبہ بغداد  
 یک سوے و گر لطیفہ پاک  
 سبطین رسول و زین عابد ۱۰۰  
 اے ارحم الراحمین تو دانی  
 خاک قدم رسول خود را  
 در دیدہ من چہرا نیائی  
 وے چشم و چراغ نور بیناں  
 بنواز سیاہ خانہ دارد  
 ایں چتر سیاہ را شرف وہ  
 اے خوش منہ دروں ہمہ دور  
 سر چشمہ مرغزار غیش  
 نعم البذل زمین لطیف  
 فردوس بہ در گیت جہیں سود  
 دیدہ شرف ابو ترابی  
 حاصل شدہ سیر لا مکانی  
 با سیر لما خلقت الافلاک  
 با ایں گرہ نشینش کج بود  
 مضمون ابو تراب گویم  
 ہستی بہ خداے خود سپردند  
 و ز آب بقا فرو نشستہ  
 در دکت پایے خود چہ امکان  
 سر سلسلہ جہاں علی بود  
 یک سو حسن و حبیب و داد  
 کز وے طرقتی کثیرہ بکشد  
 مستور بہ زیر پردہ خاک  
 پس بافتند و صادق نکوناد

این سلسلہ از طلای ناب است  
 البقعة البزاسب این است  
 ہر چند غرض و ربی کرامت  
 لیکن سر رشته بحب بود  
 گر خاک مدینہ می شنودم  
 در مدحت حلالان رازش  
 بے خواجہ بارگاہ سہم  
 وہ وہ چہ زبان پاک دارم  
 این تنگ بساط و نور دم  
 گویم سر و سرور من است این ۱۱۰ مدارج پیمبر من است این

سبحان اللہ بلند ذات است  
 خصال حروف عالیا است

## سلسلہ پیران طریقت رحمۃ اللہ علیہم اجمعین

ز صدیق و سلمان و ز دست اسم  
 براں معنی کہ آبائے کرامش  
 دور سپہ راند صادق سوسے بسطام  
 بہاں عشوہ بہ ملک خرقاں برد  
 چو شاہ خرقاں مند لشیس شد  
 یکے طوسی نثار افشاں برآمد  
 ز گنجوری بہ سلطان فی در آمد  
 ولیعہد منہ بدول بود و جمشید  
 ز فرزندان آں مصر ولایت  
 چو صادق یافت ملک سید محمود  
 ذخیرہ داشت شد نور علی نور  
 ولیک از چشم ہر بیندہ مستور  
 لباس شیراں پوشیدہ طیفور  
 بہ طوس انگند بانگ در شو دور  
 در آن گنجینہ شد ناگاہ گنجور  
 ز شاہ گورگاں آوردہ منشور  
 چراغ قیصر و جاناں و فغفور  
 عزیزے در ہمہ دانست مشہور



امام وقت ابو یعقوب یوسف  
 عزیز مہر را در خلت شد  
 نقاب نیستی انگند در سر  
 کنوں خلوت کہ سلطان دین است  
 چو شاہ نقش بند فراشت رایت  
 بے نقشی نشان خویش گم کرد  
 جیند و بایزید آوردہ یک جا  
 برآمد ساقی ناگاہ سرمست  
 امانت دار ابو یعقوب چرخ  
 فرو بستند در نیل جلا بش  
 گرامی خواجہ اسرار از دے ۲۰  
 وجود خواجہ و انقاس پاکش

چو عرش فیض و فروز لقا ہد

ہم آغبا ختم شد ایس سعی مشکور

تاریخ تولد بر خود دار خواجہ عبداللہ و بر خود دار خواجہ محمد عبداللہ

کہ در یک سالہ متولد شدند سلمہ الشرف سالہ

درباغ طراوت جوانی  
 ہرگز دشمنیدہ بے فرزند  
 آخرتہ برے امید بستم  
 طبع غزل نشاط می گفت  
 تاریخ شناس تنبہ میں مرد  
 زان ہائے دو چشمہ بہارم  
 بے برگ گزشت زندگانی  
 بوم سروے بہ سایہ خور سند  
 الفت و شگوفہ بدستم  
 دیدم ناگہ بہار بشت گشت  
 بشت گشت بہار در خطے آورد  
 بنمود دو در شاہوارم

یعنی کہ ہماں و د نور باہر  
 بالید پس از مرور ایام  
 مابین ظهور آن دو گوہر  
 آن گشتہ دریں خرابہ منزل ۱۰  
 بود آخر عصر کان یگانہ  
 نور شید گزیدہ خواہگا ہش  
 انگشت بلال در دہن بود  
 زین سقف دریچہ پاکشاندند  
 خود نیز بہ شرق شد گریزاں  
 زین طرفہ نشاط خاطر افزود  
 قطب از طرفہ نفس بر آورد  
 اندر ملکوت غفل افتاد  
 گفتند کہ تہنیت رسانیم  
 در حنا کترین عنلا ۲۰  
 این نام نجستہ و ملک زاد  
 بود کہ خواجہ ام رساند  
 گوید کہ دستہ کارم آگاہ  
 کارش ہمہ گرد من تپیدن  
 من بودم و نعت خانہ او  
 بیچارہ قلندر تہیدست  
 چوں باغ طبعش بر آورد  
 چشم ملکی شناخت زادش  
 البقۃ وراں گزشتن روز

در یک تاریخ گشتہ ظاہر  
 در بار درخت شد دو بادام  
 بگزشتہ چہار ماہ و اکثر  
 روز یکم از ربیع اقل  
 افتاد درین سیاہ خانہ  
 کاینک شب و روشنی ماہش  
 کین شعلہ غریب نور شکن بود  
 نطن رگیاں در ایستادند  
 کاہد بہ پناہ صبح خیزان  
 شد دامن شب چو بہرہ اندوز  
 کاینک بہ قومی سپارم این بود  
 کاسلام بہ شکل آدمی زاد  
 ایمان محمدیش خواہیم  
 شد بندہ یکے بزرگ نامے ۲۰  
 ان شاء اللہ شفیع من باد  
 گوید ز من آن سخن کہ داند  
 او مفلس و من حنڈیہ شاہ  
 منش بخیم الم آرمیدن  
 سرگرمی آستانہ او  
 می بود حنڈینہ دار پیوست  
 در میوہ حمال من اثر کرد  
 زان دے من لقب نہادش  
 آمد نہ میں چو باد نور روز



- ۳۰ کردند مودنان اسلام  
تا فطرت او ثبات یابد  
پنجیند بلا مودن خیب  
این خسته بسے نیاز مند است  
گر یکدم الا از تو گسیرم  
یک شعله نورده به روزم  
خود را به تو باز می سپارم  
در غور نیم آرم من سیه روز  
این غم کده باد برده بہتر  
مے دوست بحق دوستداری  
ہاں از تو قدم بناز ماندن ۴۰  
بجراں تو وصل جاودانی است  
افتد کہ چنین نہ می ہر اسم  
گر چی علی الصلاۃ گوئی  
درد زیر کفن شوم منراہم  
من مرده و دوست در نمازم  
افتاد بہ صغفہ تحبلی  
گردند دو کون مدح خوانم  
این نقش وجود پر تراشم  
ہاں اللہ گوئے تابو ششم  
در راہ اللہ ار شوم نیست ۵۰  
در چشم من آن الف عظیم است  
من یکدم سرد تمام دارم  
مجبیر اذان بگو شش اعلام  
دین ابوی بر نیسا بد  
در گوش من آرم بانگ لاریب  
یک اشعد از بست پند است  
واللہ کہ ہاں زمان میسر م  
آحتانہ ما سوا بسوزم  
می میسر م و شعلہ می گزارم  
خود شعلہ خویشتن برا فروز  
این مرگ حبلی ستزود بہتر  
خوانان تو ام حباں سپاری  
از من بلیق منداق خواندن  
دیش تو مرگ زندگانی است  
کز حق علی الصلاۃ نہ می ہر اسم  
ہم خود بہ صلاۃ من بیوئی  
رنگ ہمہ زندگان عالم  
بحان اللہ بخود بسنازم  
گویم و ہوالذی یصلی  
فقد اقلح ابی ثانی  
مجبیرے اذان شنودہ ہاشم  
اینک چو صدق تمام گوشم  
حاجت بساع اکبرم نیست  
دانم کہ صراط مستقیم است  
یک رشخہ حیات کام دارم

از رشخہ کفایت این کار  
 چوں در نگری غرض تمام است  
 گزشتہ رسد بہ تشنہ کاسے  
 نے نے غلط معتمد و رویش  
 دریائے ازل بے شکر فداست  
 ای یس کہ مثلہ نقابت  
 من حنہ قہ عاتقے در یدم  
 از قید تفکرم چه حاصل  
 من یسچراں ہمسہ گمانم  
 ہر چند کہ خلق ناشناس است  
 استاد و دانشم کست بام  
 طفلم کہ خوردہ شیر مادر  
 بگزشتہ ہنوز پیش سلطان  
 گمانم و کار جہلہ خام است  
 نامے نہ کرد مرا بخوانند  
 اینجا سر عقل می خورد سنگ  
 تاریخ یکے چو شد نمودار  
 افتادہ بہ بحر و بر طلائم  
 چوں صبح رسید بہ شب  
 چوں ماہ تمام منشرح صدر  
 بالور محبت حیدائی  
 بانود جہت کمال سرمد  
 در عین شب آفتاب برخواست

چوں من بروم چه کم چه بسیار  
 سر رشته رشخہ ہم مجسم است  
 سیرابی دوست ہم ز جاسے  
 عالی است ز حرمت اندک و بیش  
 سوا نکست بت این چه حرف است  
 سر رشته عقل ستو بابت  
 ایمان محمدی گزیدم  
 آن خواجہ بس است عقل کامل  
 تحقیق رو چہیں کہ دانم  
 گویند کہ عاقلست و داناست  
 دانی کہ من از کدام بام  
 افتادہ بہاں بخاک و خون در  
 دارم دکلے تمام افغان  
 بسم اللہ نام من کدام است  
 نامے کہ مرا ز من رہانند  
 ہاں خامد بہ اصل قصہ زنج چنگ  
 ہنگام تولد و گر آرز  
 ماہ رجب و یگاہ ششم  
 چوں روز ز روشنی لبالب  
 در ظلمت شب چو ساعت قدر  
 در آخر فسترد بے نوائی  
 خورشید پئے تجست آمد  
 تا صبح پسین شباب برخواست



آن شب در معرفت کشودند  
 خورشید بر اختجاب خود در  
 از شعله سپد راغ بسیار  
 در دیده شپسراں چو کم زاد  
 چون سرکش آفتاب بر من  
 آن تیره به تشنگم من گم  
 خور نیز حجاب نور دارد  
 گر پرده زردے خود کشاید  
 یارب که طلسم خود کشائی  
 خود را بنظم خود گزارد  
 چندین همه آفتاب رنستند  
 این قطره ہم از شمار ایشان  
 باشد کامم از و بر آید  
 بس تشنه و بس خرابم ای دوست  
 هر جب که ترشح تو بینم  
 اے بحر طلب بکام من شو  
 من حجام چه می کنم گدایم  
 اکنون دهنم کشاده بهتر  
 ۸۰ در حضرت پس این دو کثرت افتاد  
 افتاده نه تیره و نه روشن  
 روشن به حجاب اجتناب کم  
 در پرده چنین ظهور داد  
 خود نیز با جتبا در آید  
 این طغیاء را باد نمائی  
 چون غفل زوانه سر بر آرد  
 در بحر تو چون حجاب رفتند  
 در موج خودش کمی پریشان  
 چون بینش از تو یادم آید  
 در حضرت بکدم آیم ای دوست  
 در العطش آیم و شبنم  
 امروز یکے بحبام من شو  
 مشتاق تو ام دهن کشایم  
 بحر سخن ایستاده بهست

زین گفت و شنود حاصل نیست

جبران و خموشش باید مزیت

قطعه اول

از ساقی نامه دوم از تاریخ است

این صوت تو عرش اشیا نیست ۱۴ اسرار عجب در دهنان است

نہ بار کفن نہ قیصر قنار ۲۰ ازل متدیش مقام دیدار  
 ایمان برہنہ بادہ تو ۲۱ منہ دوس دل کشادہ تو  
 دوزخ صفتی کہ از تو دور است ۲۲ سبحان اللہ عجیب صور است  
 من گرچہ کہ آتشیں و اعنم ۲۳ از نکبت تو شگفتہ با عنم  
 اے زاہد حنا م طبع بیکار ۲۴ خود را گرد و جرم می دار  
 در پائے طبیعت خرامت ۲۵ یک قطرہ ز دروے تمامت

### تاریخ تولد بر خوردار خواجہ عبد اللہ و خواجہ محمد عبد اللہ کہ در یک سال متولد شدند

در باغ طراوت جوانی ۱ بے برگ گزشت زندگانی  
 برگز نشیدہ بوئے منہ زند ۲ ہوم سروے بیایہ خورسند  
 در خانہ کمتری عنہ ۲۰ شد بندہ یکے بزرگ نامے  
 دیں نام خجستہ و ملک زاد ۲۱ انشا اللہ شیع من باد  
 برورگہ خواجہ ام رساند ۲۲ گوید ز من آں سخن کہ داند  
 گوید کہ دستہ کارم آگاہ ۲۳ او مفلس و من خندینہ شاہ

### تاریخ تولد بر خوردار خواجہ محمد و اسمہ خواجہ محمد عبد اللہ سلمہ

گل شکرے بواجب دوست داد ۱ شکر مہندی گل ترک زاد  
 بلکہ ز کشمیر گل زعفران ۲ شد شکر آلودہ مہند و ستاں  
 شاخ گل از باغ ولایت شافت ۳ از قند ح ہند شکر آب یافت  
 شاخ بناتے شد انیس طرف فن ۴ انبتہ اللہ نباتات حق  
 بلکہ نہالے است بروں از جہات ۵ آمدہ در عرصہ این شاہ مات  
 گرچہ زور فتنہ دریں نیک ہمد ۶ بارور است از اثر قرب ہمد  
 آمدہ پس در غم این نیشہ خم ۷ ماہ رجب بود و صبح ششم



کردن تسلیم سال ولادت و قسم  
ہاں بشمار آنچه رستم زد و تسلیم

## رباعیت مسئله الاحکام

- ۱ سبھاں اللہ نہ ہے خدائے متعال  
از نور لطافتش ضما کر مشعور  
عالی ز تقوہ و مستدار خیال  
وز سر سرایش جہاں مالا مال
- ۲ گویند وجود کون کونست حصول  
فائدہ کہ دریں پر وہ سالک انجمن است  
فدے بجز از کون کونست قبول  
بر طبق قواعد است و بروقی اصول
- ۳ بشناس کہ کائنات رو در عدم اند  
وین کون معلق از خیال و وہم است  
بل در عدم ایستاده ثابت قدم اند  
باقی بگی ظهور نور و تسلیم اند
- ۴ بنگر کردہ دروں بید و نش نور  
یا بسندہ انواع ظهورش باطن  
در دے ز عجوبگی بعد نوع ظهور  
واں ظاہر و پروردہ وحدت مستور
- ۵ منکوبین دو کون را منسلک و داده  
محدث شدہ نسبتے دروں ابیرون  
دانی کہ در عدم چساں بکشادہ  
در بیرون عکس آں عکس افتادہ
- ۶ صورت و حق آئینہ عکس نیست  
ہر صورت در ظهور شرط و گریست  
این است حقیقتے کہ حق را با ما است  
این نسبت اسباب ازین و پیداست

در مذہب اہل حق جزا این ہیچداں  
وہیں مہشت خیال حلقہ و ہم است و گلا

آں کسب کہ نزد ما گشتہ حیاں  
حق موجود است و قادر مطلق است

تاثیر کنند بہ حادثات آیندہ  
این است وجوہی عدش ز آیندہ

حادث کہنا باشد بدو آں پابندہ  
سبحان اللہ نہی خیال باطل

از کن فیکون جزا این روش میں عجب است  
نسبت بحق ارکندہ کسے بے ادب است

آنجا کہ حق است جملگی بے سبب است  
کسے کہ وجود او بجز وہی نیست

ناں ہست کہ بے اصل انو میوئی  
جہل است اگر جزا این روش میوئی

ہر صورت علیہ کہ ہستش گوئی  
معلوم کہ اصل است وجود علم است

در بد و نظریہ ہستیش فتوی داد  
بے چارہ بہ اشتباہ نامے بہناد

عکس کہ خود ذہن ہستیش بکشد  
او وہ ہستی و ہستی اندر دے بود

در ہم آمیخت رنگ جام و مدام  
یا مدام است نیست گوئی جام

از صفائی و لطافت جام  
ہر جام ہست نیست گوئی

از خال و خٹش جمال مقصود بریت  
در دے ہم چشم بودن از بلعبریت

ایں صورت علیہ کہ در جلوہ گریت  
ادراک مرکب است و مرا خود است

یکے جہ بہ شاہد است کیے جہ عجیب

در علم و دوجہ است بے شبہ و ریب



در وجه غیبی نشان است ز غیب

در وجه شاہد ہمہ رنگ است و تینر

۱۵

در ساحت اوارہ نہ این آونہ آں  
تحصیل نمود کیں محال است عیاں

این علم بسیط بے تمیز است و نشان  
چوں حاصل نازہ نداد نہ تو اں

۱۶

استہلاکے کہ از فقور پاک است  
انجا چہ عقل دانش و ادراک است

از حضرت ذات بہرہ استہلاک است  
آں معرفت است نامش ادراک بسیط

۱۷

ہر جا ہستی است دارد انجا ما و ا  
ظاہر شدہ جنت عروس و حشا تنہا

ادراک بسیط موطن خود و فنا  
این است تفاوت کہ در یک طرح قس

۱۸

ہر چند کہ ہست ہست دانش خالی  
این ہست نتیجہ علوم حالی

ہنگام شعور ازین ہست تمام عالی  
در پردہ قد یک نمودے دارد

۱۹

ہر لحظہ نیست ز مقام ادراک  
تا یافت شود نتیجہ استہلاک

لیکن باید کہ قد آں باطن پاک  
در دیدہ ہیں کون حصولی ماند

۲۰

کز کوی حقیقت نشود آوارہ  
کون است حصول دردش بیارہ

یارب چہ کلاہینے ہے چارہ  
ہستی بہ کمال قرب از دستوار است

۲۱

ز نہار طلب مکن کہ مشکل یا بی  
در شکر چنین مشکو کہ باطل یا بی

خواہی کہ جمال غیب عدل یا بی  
در ذات حسن و کمال باطل

۲۲

بنشین که محال است که دیگر بینی  
در منظر سوہوم مستور بینی

خواہی حق را به غیب منظر بینی  
می کوش که بے صورت تحقیق را

۲۳

بے دائره آن نقطه بنامہ بہ میاں  
واں نقطه درو بہ جلوہ گشتہ عیاں

حق نقطه جوالہ جہاں دائره واں  
آں دائره صورت علوم نقطہ است

۲۴

واں شکل نمود اعتبارات نقطہ  
خط نقطہ و دائره مرآة نقطہ

گر نقطہ جوالہ بود ذات نقطہ  
گرد و جہاں کہ تجلہ مرآة حق است

۲۵

در نقطہ عروض دائره شد مشہود  
احیان بہر عارض اند معروض وجود

ہر چند کہ دائره ز وہم است و نمود  
گویند کہ در نظارہ کشف و شہود

۲۶

بیرون کشد از دائره و از خط سر  
وہ باطن علمش نہ بود هیچ اثر

گر نقطہ بچو لانگہ خود آئینہ در  
وہ ظاہر علم گر کی و است شود

۲۷

ایں باطن را بیرون ز ظاہر دانی  
ہر چند کنی تحقیقش نتوانی

واں نامعنی غلط کہ از کم دانی  
ظاہر بدینے کہ بے خیال روحش

۲۸

گنج ز صفت خود در حق بہاد  
از بہت چگونہ علم و قدرت افتاد

ہر جا ہستی است از نبأ است ہما  
ہستی چو بذات خود علیم است و قیاد

۲۹

نفس است کہ قادر بر بود و انما است

در ہر شکلی کہ رنگ ہستی برید است



در ظاہر علم ازین صفتہای کماست

لیکن ہر یک پٹے تردد گشتہ

۳۰

چوں نقطہ کہ دائرہ دارد مشکین  
منہر بجزار چنگ و ظاہر زن

حق روح جہاں انفس و آفاق بدن  
ظاہر دروے ہم صفتا نقطہ است

۳۱

واں لیس کشکہ در و خیمہ زن است  
گلہے فضل ست گداہیں قرن است

ایں ظاہرے مثل مہال بدل است  
روح است بہ اعتبار اطلاق وجود

۳۲

آں لیس کشکہ سمیع است و بصیر  
آں حبلہ غنی است و ماسوئی حبلہ فقیر

ہم بیزنگ است یا دو ہم رنگ پزیر  
ایں سمع و بصیرت ایں خداد و گرے

۳۳

از طق و سمع صاحبیل عجب است  
در باطن خود تمام آیات کب است

تنہرے فقط ز علم سواد است  
در ظاہر آیات بے تشبیہ است

۳۴

وہا کہ تنزلات تو جہیش نیست  
سہل است و روز اگر چہ ظہیش نیست

تشیہے را کہ تنہرے تنزہیش نیست  
ایں حکمت ز قسراں شرابید

۳۵

دین مہشت خیال نہر مہتا بید است  
وہا نگاہ نطفہ کہ کن کہ حق موجد است

چوں ظاہر علم پر وہ مقصود است  
از نقش و سبے بنقش مگرین

۳۶

شد ظاہر و باطن تو در کار نقوش  
کاساں شودت شکست بانا نقوش

بر حق تو نہر نیست زانہا نقوش  
بر چیز و جمال نقشبندے بطلب



۳۷

چون نقش نهاده رخ نه بے نقش آری  
ز آن لوح وجود نسخ برداری  
نور بزرگ تر جانش گردد

۳۸

آں بے رنگی چو پر تو انداز شود  
بس راز نهفته را غش از شود  
هر جا نور است بر کشته حبله بخود

۳۹

گویند که چون رسد قذی به کمال  
گردد و در جہاں ز تر جہاں ملامت  
چشم از همه سوسر مہ مازا غ کشد  
گوش از همه جانب شنود با گفتار

۴۰

مکن زنگناے عدم ناکشیدہ کام  
واجب بہ جلوه گاہ حیاں نہادہ کام  
در جہانم کہ این ہمہ نقش غریب چیت  
بر لوح صورت آمدہ شود خاص و عام

۴۱

اے گشتہ بہر نمود بیہودہ گرد  
این است مقام کنت سمنہ شبنو  
در تست نمود کہ بس بے طرف است  
بنشین و بہ ہر طرف شود نگاہ و دو

۴۲

یک لحظہ سے بہ جیب ہستی در کش  
حرف آنا گوئی را خطی بر سر کش  
گرد و رہی بہ نامرادی خو کن  
یعنی کہ نگار نیستی در بر کش

۴۳

این سکہ کہ من ز دم بنام فقر است  
وہی روشنی از نور تمام فقر است  
بر خیز رہ خواجہ احوار بگیر  
کاں راہ ز سرحد مقام فقر است

۴۴

آمد چو رباعی بہ چار از عشرات  
خامش شدہ خامہ و دہن بیتہ دوتا



ماہم سخن را کہ بہ ترشش گفتیم کردیم تمام بر محمد صلوات

۳۵

اندیشہ چو اربعین خود بُرد بسر در تفرقہ اش چو اہل طاہرہ منکر  
ہر چند کہ ہست کل یم فی شان در ہر شانے نبلے نشان دادہ خبر

۳۶

اے خواجہ درین نام بسے سراسر است فہمش ز مقیدہ خرد و شوار است  
از کون و مکان مقیدانش فرزند مجموعہ ما سلسلۃ الاحرار است

۳۷

در راہ خدا جملہ ادب باید بود تا جاں باقی است رطلب باید بود  
دریا دریا اگر بہ کامت ریزند گم باید کرد و خشک لب باید بود

۳۸

بدست من امشب چو مسافر است غم بہچو ہلال لاغر و کاستہ است  
اے صبح بروں میا کہ ترکان مستند وے شب بنشین کہ فتنہ برخواستہ است

۳۹

صحرائیں زریں حذر کن کہ استیں ترمی کنم بہ گریہ و افشردہ می روم  
آں گلبنم بہ باغ تو کہ نزدیک نسیم طاعت نشکفتہ ام ہنوز کہ پڑ مردہ می روم

## فردا

از تو اے میرنگ با چندیں صور ہم مشتبہ ہم منندہ خیرہ سر

من از محیط محبت نشان بھی دیدیم کہ استخوان عزیزاں بہ ساحل فنا داست



می گزشتم ز غمسم آسوده که ناگزین ۳ عالم آشوب نگلبه سروا هم گرفت

بغیر آنکه به روز سیا و خود گرید و گرز دیده باقی چه کاری آید

مندرج ذیل تین رباعیاں اور چار فرد کے متعلق صحیح طور پر نہیں کہا جا سکتا کہ آپ کی ہیں یا کسی اور کی ہیں اس سلسلہ میں تحقیق کرنی ضروری ہے۔

۱ آنجا کہ کمال کبریائے تو بود عالم نئے از بحر عطائے تو بود  
مارا چه حد حمد و ثنائے تو بود ہم حمد و ثنائیم نہ سزائے تو بود

۲ من کیستم اندر چه شمارم چه کسم با ہر ہنئے سگانش باشد ہوسم  
در قافلہ کہ دوست دامن نہ رسم این بس کہ رسد ز دور با کس ہوسم

۳ جانا بقمار خانہ رندے چند اند با مردم کم عیار کم پیوندند  
رندے چند اند کس نہ داند چند اند بر نسیہ و نقد ہر دو عالم خندند

گاہ خورشید و گے دریا شوی ۱ گاہ کوہ قاف و گے عناق شوی

تو نہ آں باشی نہ این رفوات خویش ۲ اے بروں از وہم ما ویش بیش

ما کینم اندر ہماں پیچ پیچ ۳ چوں الفت او خود ندارد پیچ پیچ

درینا کست نہ دستم ہی پنداشتم دامن ۴ از ہی پندار گوناگون زین انش و شایم



